قال اللہ تعالیٰ ومن اٰیٰتہ الیل والنہار والشمس والقمر

رات دن اور چاند اور سورج سب اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ہزار شکر ہے کہ ہدایت و صداقت کا چشمہ یعنی رسالہ لاثانی

دوسری شہادت آسمانی

جسمیں نہایت محققانہ طور سے ثابت کیا گیا ہے کہ رمضان میں معمولی گہنوں کا اجتماع
جیسا کہ سنہ ۱۳۱۲ھ میں ہوا تھا امام مہدی کی علامت نہیں ہے صرف مرزا صاحب نے
اپنی بناوٹ اور فریب سے اسکو اپنے لئے آسمانی نشان قرار دیا ہے

از افادات کاملہ

مقبول یزدان مجدد دوران حضرت مولانا سید ابو احمد رحمانی متع اللہ المسلمین بطول بقائہ

از امداد

عزیزان عالی ہمت مولوی حکیم سراج الدین احمد و سید اختر حسن و سید مختار احمد صاحبان سلمہم اللہ تعالیٰ

بار دوم

در مطبع ہندو پرکاش دہلی میں باہتمام لالہ ٹھاکر داس چھپا

تعداد طبع ۲۰۰۰

دوسری شہادت آسمانی

کی

قطعہ تاریخ لاثانی

(از حاجی سید عبد الرحمن صاحب شور عظیم آبادی مرحوم)

ماہر ہیئت و تقویم و حدیث — ناصح مشفق بے بہر دوستاں
حضرت اقدس ابو احمد لقب — عالم دین رہنمائے گمرہاں
خیر خواہانہ لکھی ہے یہ کتاب — میرزا کا مٹ گیا جس سے نشاں
زعم باطل میرزا صاحب کا تھا — لکھدیا معمولی گہنوں کو نشاں
اور موضوعات سے لائے دلیل — جس کا راوی سخت کذاب جہاں
شاہد تحقیق اسماء الرجال — دیکھ لیں ہو جائے گا سب کچھ عیاں
باوجود اس کے بھی القط کر گئے — لم یکونا منذ کو از درمیاں
تھا خلاف مدعائے میرزا — کھل گئیں اب انکی سب مکاریاں
اپنے منہ سے خود میاں مٹھو بنے — میرزا صاحب کہاں۔ مہدی کہاں
سو برس میں بیسیوں ہی ایسے گہن — ہو گئے شاہد ہے تقویم جہاں
دیکھ لیں النسائیکلوپیڈیا — جن کو اس تحقیق میں شک ہو یہاں
کیتھ صاحب کا رسالہ لاجواب — علم ہیئت میں ہے مشہور جہاں
خیر خواہانہ مصنف نے جسے — کر دیا ہے صاف اور واضح بیاں
طبع کی تاریخ میں جب فکر کی — غیب سے آئی صدا یہ ناگہاں
آسمان پر شور ہے یوں کر رقم — میرزا کے ہو گئے ابتر نشاں ۱۳۴۳ھ

ایضاً تاریخ طبع ثانی رسالہ شہادت آسمانی ۱۳۴۳ھ

مژدہ باد اے مومنین باوقار — میرزا کی پھر اوڑی ہیں دھجیاں
نازو تھا جس او عائے قول پر — خاک میں سب مل گئے انکے نشاں
ہے کرامت شور کی تاریخ میں — سال طبع ثانی ہے جس سے عیاں
کاٹ کر مرزا کا سر اس میں لگاؤ — پھر دوبارہ یہ شہادت آسماں

اعداد ۱۳۰۳
سر مرزا میم — ۴۰
جمع ۱۳۴۳ھ

مضامین کی تفصیلی فہرست

دوسری شہادت آسمانی

کی

تمہید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ العلی العظیم و نصلی علی رسولہ الکریم

ہر فہمیدہ اس کا یقین کرتا ہے کہ انسان کو راستباز اور سچا اُسوقت کہتے ہیں جب اُسکے تمام اقوال سچے اور اُسکی باتیں راستی پر مبنی معلوم ہوتی ہیں۔ اور جسکی ایک بات بھی[1] جھوٹی ثابت ہو جائے تو پھر اُسے کوئی راستباز نہیں کہتا۔ کیونکہ جسکا ایک جھوٹ ثابت ہو گیا تو اہل دانش کے نزدیک اُسکی کسی بات پر اطمینان نہ رہا۔ اوسکی ہر بات پر جھوٹ کا احتمال ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ حاکم وقت کے اجلاس پر اگر کسی کے اظہار میں ایک بھی جھوٹ پایا جاوے تو پھر اُس کی کسی بات کی طرف توجہ نہیں کیجاتی۔ اُس کا تمام اظہار غیر معتبر ہو جاتا ہے بہ حال تو عام راستبازی اور ناراستی کی شناخت کا ہے اور جو شخص عظیم الشان دعوے نبوت و مہدویت کرے اُس کی صداقت کے لئے تو علاوہ عام راستبازی کے اُس کے خاص خاص نشانات ہیں۔ اُن کا ہونا ضرور ہے۔

---

[1] اسمیں وہ جھوٹ داخل نہیں ہو سکتے جو درحقیقت جھوٹ نہیں ہیں محض ظاہری طور سے اُسے جھوٹ کہا گیا ہے جیسے حضرت ابراہیم عم نے ایک موقعہ پر اپنی بیوی کو بہن کہا درحقیقت یہ جھوٹ نہیں تھا کیونکہ وہ اُن کی علاتی بہن تھیں ۱۲

(۱) اُس میں تحمل و بردباری ایسی ہو کہ دوسرے میں نہو۔

(۲) اُس کی صحبت کا عمدہ اثر نہایت ظاہر طور سے دیکھا جاتا ہے۔

(۳) جو جو علامتیں اِس خاص دعوے کی نبی مرسل نے بیان کی ہوں وہ اُس میں پائی جائیں اور جب تک یہ باتیں اُس میں نہ پائی جائیں اُسے کوئی فہمیدہ راستباز نہیں کہہ سکتا۔

اے بھائیو اسی معیار پر مرزا صاحب کو جانچو اور تعصب کی عینک سے انھیں نہ دیکھو۔ اگر ایسا کروگے تو بالیقین اُنہیں اپنے دعوے میں راستباز نہ پاؤگے۔ یہ معیار تو بڑے مرتبہ کی ہے۔ اُن میں تو عام راستبازی بھی نہیں پائی جاتی۔ بہت ناراست اقوال انکے دکھائے گئے۔ اور کامل طور سے اُن کی ناراستی ثابت کردی گئی۔ مگر افسوس اور سخت افسوس ہے کہ جماعت احمدیہ نے عقل و فہم کو کچھ ایسا بالائے طاق رکھدیا ہے کہ وہ ان روشن بیانات کو چشم انصاف سے نہیں دیکھتے اور بے طرح مرزا صاحب کو سچا ہی جانتے ہیں۔ اور بالکل بیجا اور بے سبب اپنے خیرخواہ سے بدگمانی کرتے ہیں۔ اور ایک بات پر بھی تحقیق حق کے طور سے غور نہیں کرتے مگر سچے خیرخواہ حتی الوسع اپنی خیرخواہی سے باز نہیں رہ سکتے۔ سچے نائب رسول حضرت سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حال کو خیال کرتے ہیں۔ کہ منکرین کو کس قدر ضد تھی اور اپنی بات پر اڑے رہتے تھے۔ اور آپ کو اُن کی خیرخواہی میں اس قدر کوشش تھی کہ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ یعنی کیا تو اپنی جان کو ہلاک کردیگا اس فکر اور کوشش میں کہ منکرین ایمان نہیں لاتے۔

اب غور کیا جائے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مخالفین کی خیرخواہی میں کیسی کوشش فرماتے تھے جس سے اللہ تعالیٰ روکتا ہے۔ باینہمہ مخالفین کی حالت ملاحظہ کیجے اُن کی نسبت ارشاد خداوندی ہے فَلَمَّا جَاءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا۔ یعنے دنیا کے گمراہ گروہ ہیں جب کوئی خدا سے ڈرانے والا آیا تو وہ اور زیادہ بھاگے اور اوسکی مفید باتوں سے متنفر ہوگئے۔

اس مضمون کی متعدد آیتیں ہیں حضرات مرزائی ان پر توجہ کریں جو اپنے خیر خواہوں کی محنت کو
بیکار خیال کرتے ہیں اور فخریہ کہتے ہیں کہ مونگیر سے رسالہ پر رسالہ نکل رہا ہے اور احمدی توجہ بھی
نہیں کرتے۔ اب وہ قرآن مجید دیکھ کر بتائیں کہ مونگیر والے نائب رسول کا کام کر رہے
ہیں یا نہیں اور ان کے مقابل جماعت احمدیہ کس خطرناک گروہ کا کام کر رہی ہے جنہیں خود رسول
مہدی مان چکے ہیں ان پر لاجواب اعتراضات کئے گئے۔ ہر طرح اون کی ناراستی اور
دروغ بیانی دکھائی گئی۔ مگر یہ جماعت اب جواب سے عاجز ہو کر معتقدین عوام سے تو یہ کہدیا کہ
مرزا صاحب بے حساب ہیں جو کوئی کچھ لکھے اسے مت دیکھو ورنہ ایمان جاتا رہے گا اور جو انکے
خواص سے کچھ کہا گیا تو کہتے ہیں کہ اعتراضات تو اسلام پر بھی ہوئے ہیں پھر اوسکی وجہ سے
اسلام چھوڑ دیں؟ افسوس یہ کیسی ناسمجھی یا حد درجہ کی ضد ہو گئی کہ اپنی عاقبت کا بھی انہیں
خیال نہ رہا۔ بعض نے گالیاں دینا شروع کر دیں۔ اپنی تحریر سے شائستگی اور قابلیت کا ثبوت
دیا۔ مگر یہ ہر طرح ثابت ہو گیا کہ جواب سے عاجز ہیں۔ اے عزیزو ذرا غور کرو کہ اگر سب قسم کے
معترضوں کی حالت ایک سی ہو جائے تو پھر حق و باطل میں کونسا امتیاز رہا۔ ہر حق کا ذب
ویسا ہی خیال کیا جائے جیسا سچے راستباز مدعی گذرے ہیں کیونکہ اعتراض سے کوئی نہیں
بچا۔ سچوں پر بھی اعتراضات کئے گئے ہیں اور جھوٹوں پر بھی الزامات دئے گئے ہیں۔
ان دونوں میں تمہارے نزدیک کوئی فرق ہے یا نہیں اگر کوئی فرق ہو تو بیان کرو۔ اور یہ دکھاؤ
کہ مرزا پر ایسے اعتراضات نہیں کئے گئے جیسے جھوٹوں پر کئے جاتے ہیں۔

ہم نے رسالہ **شہادت آسمانی** میں مرزا صاحب کی آسمانی شہادت پیش کی
اور جس روایت کو انہوں نے نہایت زور سے اپنی صداقت میں پیش کر کے اس کے
بار بار ذکر سے اپنی کتابوں اور رسالوں اور اشتہاروں کو بھر دیا تھا اسی روایت سے اور
ان کے بیانات سے ان کا کاذب ہونا آفتاب کی طرح روشن کر کے دکھا دیا۔ اگرچہ اسوقت

لہ ایسے خیال والوں کو اس رسالہ کا صفحہ ۵۰ دیکھنا چاہیے ۱۲

اُس شہادت کے پیش کرنے سے اُن کی زبان بند ہے۔ عام وخاص سے اُس کا ذکر نہیں کرتے۔ مگر اسپر نظر نہیں کرتے کہ جس کی ایسی فضیحت کن غلطیاں اور شرمناک باتیں ظاہر ہوں جسکی وجہ سے انکا وہ عظیم الشان دعویٰ غلط ہو جائے جسپر انہیں فخر و ناز تھا ایسا شخص دعویٰ نبوت میں کیونکر سچا ہو سکتا ہے۔ انہیں تو مرزا صاحب کی وہ باتیں دکھائی گئی ہیں جو معمولی راستبازوں کی شان سے بھی بعید ہیں اور انبیا کی شان تو بہت اعلیٰ ہے۔

اب میں اُس رسالے کے بعض مضامین کی تشریح کرتا ہوں۔ اس رسالہ میں کئی طریقوں سے مرزا صاحب کا کاذب ہونا ثابت کیا ہے اُس کا نمونہ بطور فہرست حسب ذیل ہے۔

(۱) مرزا صاحب کے وجود سے اور اُن کے دعوے سے اسلام اور مسلمانوں کو دینی اور دنیاوی ہر قسم کا نقصان ہوا اور کسی طرح کا فائدہ نہیں ہوا۔ کیونکہ اُن کے دعوے سے چالیس کروڑ مسلمان جہنمی ہو گئے اور دنیا میں بہت بلائیں آئیں اور حدیثوں سے ثابت ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں اسلام کو اور مسلمانوں کو بہت کچھ فائدہ پہونچیگا۔ اسلئے وہ مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔ اسکی تشریح شروع رسالے اور آخر رسالہ میں کیگئی ہے۔ شروع کا صفحہ ا سے ۱۰ تک اور آخر کا صفحہ ۹۶ سے آخر تک دیکھا جائے۔

(۲) جو روایت متعدد طریقوں سے غیر معتبر ثابت ہے اُسے اپنے مدعا ثابت کرنے کے لئے نہایت صحیح قرار دیا۔

(۳) اوسکی صحت ثابت کرنے کے لئے نہایت مغالطے اور صریح دھوکے سے کام لیا ہے اور ناواقفوں کو متعدد مغالطے دیئے ہیں اسکا نمونہ ص۴۸ سے ص۵۵ تک متن وحاشیہ میں دیکھئے۔

(۴) ایک معمولی گہن کو اپنی طرف سے کچھ زیادہ کر کے اور محض غلط باتیں بنا کر اپنے لئے آسمانی شہادت قرار دیا۔

(۵) ائمہ محدثین اور نقادین حدیث کو بلاوجہ نہایت بے تہذیبی سے سخت

الفاظ کہے اور اولیا اور انبیا اور خصوصاً سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روش کے خلاف رہنے کے ظل ہونیکا اُنہیں دعویٰ ہی اور تمام دنیا کے علمائے اسلام جو اُن کے جھوٹے دعویکو نہیں مانتے اُنہیں تو بہت ہی کچھ کہا ہی اور غیر مہذب طریقے سے مخاطب کیا ہی اور نہایت ناشایستہ الفاظ اُنہیں کہے ہیں۔ اس کی تفصیل ضمیمہ انجام آتھم اور اُس کے ضمیمہ کے دیکھنے سے بخوبی ہوسکتی ہی مگر اس کا نمونہ پہلی شہادت آسمانی کے صفحہ ۲۲ و ۴۰ و ۴۱ میں اور اس رسالہ کے صفحہ ۹۴ و ۲۳ و ۲۷ میں دیکھا جائے۔

(۶) حدیث میں اپنی طرف سے زیادہ کر کے حدیث کا جز قرار دیا اور اپنے اضافہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا جز ٹھہرایا۔

(۷) حدیث کے معنی ایسے غلط بیان کیے جس کی غلطی کسی ذی علم پر پوشیدہ نہیں رہ سکتی اور صاف طور سے معلوم ہوتا ہی کہ دہوکا دینے کے لئے بالقصد ایسا کیا گیا ہی۔

(۸) گہن کا بے نظیر اور خارق عادت ہونا روایت کے ہر جملہ سے اظہر من الشمس ہے اور مرزا صاحب کہتے ہیں کہ کسی لفظ سے ثابت نہیں ہوتا صفحہ ۳۴ ملاحظہ ہو۔

(۹) اپنے بیان سے یہ ظاہر کیا کہ امام مہدی رسالت و نبوت کا دعویٰ کریں گے جسکا نتیجہ یہ ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سچے رسول و نبی آئیں گے حالانکہ قرآن مجید کے نص قطعی اور صحیح حدیثوں سے اور اجماع امت سے ثابت ہی کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی سچا پیغمبر نہیں آئیگا۔ رسالہ **دعوی نبوت مرزا** اور حصہ سوم **فیصلہ آسمانی** صفحہ ۹ سے ۴۲ تک ملاحظہ ہو۔

ناظرین!! یہ باتیں جو میں نے نو نمبروں میں آپ کو دکھائیں اُن کا ثبوت اِس رسالہ میں ایسے روشن طریقے سے کیا گیا ہی کہ کسی متعصب کو بھی انکار کی ہمت نہیں ہوسکتی۔

اَب میں خیر خواہانہ جماعت احمدیہ سے کہتا ہوں کہ اس رسالہ کو منصفانہ نظر سے دیکھیں اور خیال کریں کہ مرزا صاحب کی وہ آسمانی شہادت جسکا شور و غل بے انتہا اُنہوں نے

مچایا تھا کیسی غلط ثابت ہوئی۔ اور پھر اُس کا غلط ہونا بھی کس طرح ثابت ہوا کہ اُسکے ضمن میں اُن کے جھوٹ اُن کی مغالطہ دہی اُن کی افترا پردازی بھی ظاہر ہوتے۔ پھر کیا خدا سے ڈرنے والوں کے لئے یہ بیان مرزا صاحب سے علیحدہ ہو جانے کے لیئے کافی نہیں ہے ؟ بلکہ ان نو نمبروں میں سے ہر ایک نمبر اُن کے دعوے کی غلطی کو اظہر من الشمس کرتا ہے۔

اِس رسالہ میں مرزا صاحب کے اِس دعوے کی غلطی ایسے تحقیق اور زوردار تحریر سے ظاہر کی گئی ہے کہ کسی احمدی کی مجال نہیں ہے کہ اس کا معقول جواب دے سکے۔ پہلی شہادت آسمانی چھپے ہوئے عرصہ ہوا مگر یہاں سے قادیان تک کسی نے دم نہیں مارا۔ یہ دوسری شہادت آسمانی پیش کیجاتی ہے۔ اگر اس پر بھی کسی کو تسکین نہو تو ہمارے اور رسائل کو دیکھے۔ صرف فیصلہ آسمانی کے تین حصوں میں مرزا صاحب کے کاذب ہونیکی بہت دلیلیں لکھی گئی ہیں۔ اور القائے قادیانی اور اسرار نہانی لکھنے اور گالیاں دینے سے مرزا صاحب کی صداقت ثابت نہیں ہو سکتی۔ اور جو لاجواب اعتراضات اُن پر کئے گئے ہیں اُن کا جواب نہیں ہو سکتا بلکہ مرزا صاحب کے مرید ہونے کا اثر اور مریدوں کی تہذیب و شائستگی اور قابلیت کا اظہار ہوتا ہے۔ اور جنہیں مرزا صاحب کی دنیاوی ترقی گمراہ اور متحیر کر رہی ہے وہ رسالہ عبرت خیز ملاحظہ کریں اُن کی حیرت جاتی رہے گی اور معلوم کریں گے کہ جھوٹے اور مفتری بہت کچھ کامیاب ہوئے ہیں۔

اسکے بعد **اطلاع** دیتا ہوں کہ جس طرح یہ شہادت آسمانی پہلے سے بہت زیادہ ہو گئی ہے یعنی پہلی (۴۴) صفحہ پر تھی اور اسکے (۱۰۴) صفحہ ہیں اسے چھپے ہوئے بھی گیارہواں برس ہے۔ اسی طرح فیصلہ آسمانی حصہ سوم میں نظر ثانی کے بعد بہت تحقیقات کا اضافہ ہو گیا ہے اور رسالہ بہت بڑھ گیا ہے یعنی موجودہ حالت میں (۱۸۲) صفحوں پر ہے

جو پہلی مرتبہ سنہ ۱۳۲۲ھ اور دوبارہ سنہ ۱۳۲۴ھ میں چھپا ہے اسے بھی چھٹا برس ہو گیا مگر کسی کی مجال نہیں ہوئی جو جواب میں قلم اٹھاتا۔ اسکے بعد یہ بھی اطلاع دیتا ہوں کہ مرزا صاحب کے **قصیدہ اعجازیہ** کے جواب میں یہاں سے بھی ایک قصیدہ لکھا گیا ہے اور سات برس سے شائع ہو رہا ہے اولاً تو مرزا صاحب کے قصیدہ سے اس میں پچاسی اشعار زیادہ ہیں دوسرے ایسا فصیح و بلیغ ہے کہ اس کے سامنے مرزا صاحب کا قصیدہ ردی کے ٹوکری میں ڈال دینے کے لائق ہے۔ اسکی شہادت ذی علم عربوں نے بھی دی ہے اور قادیانی تو بالکل حواس باختہ اور دم بخود ہیں۔ اسی کا دوسرا حصہ **بنام ابطال اعجاز مرزا** حصہ دوم بھی طبع ہوا ہے جو دس برس سے شائع ہو رہا ہے اسمیں مرزا صاحب کے قصیدہ کی موٹی موٹی غلطیاں پانسو بتیس ۵۳۲ دکھائی گئی ہیں جسکو دیکھ کر قدرت خدا کا تماشا نظر آتا ہے کہ کہاں دعویٰ اعجاز اور کہاں اسقدر فاش غلطیاں۔ اب جو حضرات کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کا کلام معجزہ ہے اُس کا کوئی جواب نہیں دیسکتا وہ دیکھیں کہ کیسا اعلیٰ و ارفع جواب دیا گیا اور اُن کی غلطیاں دکھائی گئیں اور جو اُن کے اعجاز کو دس ۱۰ دن کے اندر محدود سمجھتے ہیں وہ بھی ملاحظہ کریں تاکہ سمجھیں کہ اس اعجاز کی مدت معین کرنے میں کیسی ہوشیاری اور ابلہ فریبی مرزا صاحب کی تھی۔ یہ دونوں رسالے مولانا حاجی شاہ سید غنیمت حسین صاحب اشرفی (مونگیر صوبہ بہار) کے تصنیف کردہ ہیں +

وما علینا الا البلاغ المبین

راقم

خاکسار خیر خواہ مسلمین

ابو احمد رحمانی

مضامین کی تفصیلی فہرست

یہ مضامین مرزا صاحب کے کاذب یقین کرنیکے لئے نہایت کافی ہیں۔

مسلمانو انہیں غور سے دیکھو

اُس خدائے بے نیاز کے صدقے جس نے کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰادِقِیۡن[1] کا حکم فرمایا۔
اور اس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے قربان جس نے سچ اور جھوٹ کے نتیجہ کو ایک جملہ میں ظاہر کر دیا۔ اور اَلصِّدْقُ یُنْجِیْ وَالْکِذْبُ یُھْلِکُ[2] فرما کر اپنی امت کو سچائی کا پابند کیا اور بفحوائے خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ[3] کے جسقدر بُعد آپ کے متبرک زمانے سے ہوتا گیا اُسیقدر سچائی اور خیریت میں کمی ہوتی گئی۔ اب تیرہ سو برس گذر گئے اور چودہویں صدی گذر رہی ہے اسوقت میں معائنہ ہو رہا ہے کہ راستی اور خیریت مفقود ہو رہی ہے اور فتنہ اور فساد اور کذب اور افترا کا زور شور ہے۔ اسلیئے صادقین کو اور سچائی کے طالبوں کو ضرور ہے کہ ایسے نازک وقت میں جو کام مسلمانوں کی فلاح کے لیئے کیا جائے یا جو شخص قوم کی اصلاح کا دعوے کرے اُسکی حالت میں نہایت غور کریں اور اُس کے نتیجہ کو وسیع النظر ہو کر دیکھیں اور چونکہ انسان کامل غور اور فکر کے بعد بھی غلطی کر سکتا ہے اور ہر ایک

[1] یعنی سچّوں کے ساتھ ہو جاؤ اور صادقوں کی معیت اختیار کرو جھوٹوں سے علیحدہ رہو ۱۲ [2] یعنی سچائی باعث نجات ہے اور جھوٹ سبب ہلاکت ہے ۱۲ [3] یعنی رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں کہ بہترین زمانوں کا میرا زمانہ ہے ۱۲

دانشمند صاحب تجربہ نے معلوم کرلیا ہے کہ ایسی غلطیاں بہت ہوتی ہیں اور ہوئی ہیں۔ اس لیے
حقانیت کے عاشقوں کو ضرور ہے کہ اپنے تسلیم کردہ مسئلے اور اپنے مانے ہوئے مصلحوں کی
باتوں میں تعصب اور طرفداری سے علیحدہ ہو کر کامل طور سے غور کرتے رہیں اور دوسرے
مصلحین اور نکتہ چین حضرات کی باتوں کو انصاف سے دیکھیں تاکہ اپنے خیال کی ضروری اصلاح
کر سکیں۔ اس پر خوب نظر رکھیں کہ زمانہ میں جب تاریکی پھیلتی ہے اور ظلمت چھا جاتی ہے
تو عام طور سے طبیعتوں پر خیالات پر ظلمت کا پرتو پڑتا ہے۔ اور طالبین حق کی نظریں بھی
خیرہ ہو جاتی ہیں۔ ایسے وقت میں پاکیزہ طبیعت اور مبارک وہ بندے ہیں جو اپنی نظر کو تیز
کرنا چاہتے ہیں اور جس وقت اپنی غلطی سے واقف ہوتے ہیں خدا سے ڈر کر اوسی وقت
اُس سے علیحدہ ہو جاتے ہیں ایسے نازک وقت میں کسی بڑے مجدد اور مصلح کی ضرورت تھی[ل]
اور ہے **مرزا غلام احمد** صاحب نے اس وقت میں بہت بڑے مصلح اور مجدد ہونے کا
دعویٰ کیا ہے اور اپنی صداقت کے اظہار میں بہت سے نشانات اپنی زوردار تحریروں
میں دکھائے ہیں اور کچھ حضرات اپنی سادگی سے ان کی صداقت پر ایمان لائے۔ بعض اُن میں
جو اہل علم ہیں اُن پر افسوس یہ ہے کہ اُنھوں نے قوت ایمانی کے علاوہ تاریخ پر بھی نظر وسیع
نہیں کی دوسری صدی کے شروع سے اسوقت تک بہت ایسے مدعی گذرے ہیں اور
ہر ایک نے اپنے وقت اور اپنی قابلیت کے مناسب نشانات دکھائے ہیں اور بہت لوگوں
نے انہیں مانا ہے۔ پھر کونسی بات مرزا صاحب میں زیادہ ہے جو انھیں کاذب مان کر مرزا صاحب کے

ل بعض حضرات صرف زمانہ کی ضرورت کو مرزا صاحب کی صداقت کی دلیل سمجھتے ہیں اُن کے خیال میں جب ضرورت کیوقت
مرزا صاحب نے مجدد اور مصلح ہونیکا دعویٰ کیا تو ان کا دعویٰ سچا ہے مگر افسوس ہے کہ اُنھوں نے غور و فکر سے کام نہیں لیا اور یہ خیال نہیں کیا کہ ضرورت
تو کم و بیش ہر صدی پر ہوتی رہی اور جھوٹے اور سچے مدعی ہوتے رہے ہیں پھر کیا ان سب حضرات کو سچا مدعی کہیں گے تاریخ یہ ثابت
کرتی ہے کہ دعویٰ کرنے والے اکثر جھوٹے ہی ہوتے ہیں۔ اسکے علاوہ مرزا صاحب کے کاذب ہونے پر جب قرآن مجید اور حدیث صحیح
شاہد قطعی ہیں تو ان کے کذب میں کسی مسلمان کو شک نہیں ہو سکتا ہے۔ باقی رہا زمانہ کی ضرورت کو کامل طور سے معلوم کرنا اور اُسے
پورا کرنا اُسی عالم الغیب اور کامل القدرت کے اختیار میں ہے۔ جب اُس کے علم میں ضرورت ہوگی اور اُس کی مصلحت کا اقتضا اُسکا
پورا کرنا ہوگا اُسوقت پورا کریگا۔ بعض وقت مریض کو اشتہا معلوم ہوتی ہے مگر حکیم کھانے سے روکتا ہے کیونکہ اُس کے علم میں

قول کی تصدیق کی جائے۔ خیر اس کے لیئے تو نظر وسیع اور بہت غور و فکر کی ضرورت ہے مگر سچائی کے طالبوں کو غور کر کے یہ معلوم کر لینا آسان ہے کہ مرزا صاحب نے پچیس چھبیس برس کے عرصہ میں کیا کام کیا اور انکی ذات سے مسلمانوں کو کیا فائدہ پہونچا۔ خدا کے لیئے اسپر غور کرو کہ مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعوے کیا۔ اب یہ سوچو کہ اسلام میں کسی مسیح کے آنے کا وعدہ کیا گیا ہے یا نہیں مسلمانوں میں ایک جماعت تو سرے سے مسیح اور مہدی کے آنے کا صریح انکار کرتی ہے۔ اُن کے خیال کے بموجب تو یہ دعوے ہی غلط ہے۔ اور جو گروہ اُن کے آنے کا اعتقاد رکھتا ہے وہ اُن کے آنے کے فوائد بھی یقینی طور سے سمجھ رہا ہے کیونکہ جن حدیثوں میں اُن کے آنے کی خبر ہے اُنھیں میں اُن کے آنے کے بہت کچھ فائدے اور اُسوقت کی نہایت عمدہ حالت دکھائی ہے پھر کیا وجہ ہو کہ اُن کے آنے پر تو اعتقاد رکھا جائے اور اُن کے آنے کے جو فائدے بیان ہوئے ہیں اُنھیں باتیں بنا کر چھوڑ دیا جائے۔ کیا وجہ ہے کہ حدیثوں کے اُن الفاظ میں تو محض بیجا تاویلیں کی جائیں جنہیں الفاظ و معنی حدیث سے کوئی تعلق نہیں ہے اور مسیح موعود کے آنے میں تاویل نہ کی جائے۔ اگر مسیح کے آنے کو مانا جائے اور تیرہ سو برس کے عرصہ کی شہرت کو سر کہہ و مہ میں اُن کے انتظار پر نظر کی جائے تو بالیقین ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کے آنے سے اسلام اور مسلمانوں کو ایسا عظیم الشان فائدہ پہونچے گا کہ اُنکے آنے سے پہلے تیرہ سو برس کے عرصہ میں کسی بزرگ کسی مجدد سے نہ ہوا ہوگا۔ اب جماعت احمدیہ ہوش کر کے بتائے کہ جو فائدہ اسلام کو مثلاً حضرت عمرؓ سے ہوا۔ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

بقیہ صد۲ اشتہائے صادق نہیں ہوئی جب اُس کی طلب اس مرتبہ کو پہونچی ہو کہ اسوقت اس کو کھانا دینا مفید ہوتا ہے جب وہ کھانیکی اجازت دیتا ہے اس کا حاصل یہ ہوا کہ مریض کی سمجھ اور اُس کی خواہش ضرورت کو ثابت نہیں کرتی بلکہ حکیم دانا کا علم اُسے ثابت کرتا ہے اس کے علاوہ جب مشاہدے نے ثابت کر دیا کہ پچیس چھبیس برس تک بہت کچھ دعوے کرتے رہے مگر اُن کے اور اُن کے خلیفہ اکبر کی موت تک زمانہ کی ضرورتیں ویسی ہی رہیں بلکہ ہر قسم کا تنزل ہوا۔ اور امت محمدیہ میں ایک نزاع و جھگڑا زیادہ ہو گیا۔ اور مرزا صاحب نے دنیا کو اسلام سے گویا خالی کر دیا۔ کیونکہ چالیس کروڑ مسلمانوں میں دو چار لاکھ رہ گئے باقی سب کافر ہو گئے۔ مرزا محمود کا رسالہ "تشحید الاذہان" دیکھو ۱۲

اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہما الرحمۃ سے ہوا۔ اور ہزاروں لاکھوں مسلمان ہو گئے۔ مرزا صاحب نے کتنے ہندو۔ اور آریہ کو مسلمان کیا اُن کی ذات سے کئی یہودی اور تثلیث پرست مسلمان ہوئے؟ اس کا کوئی جواب دے۔ اور کسی قادیانی کے کہہ دینے سے کہ قادیان میں یا پنجاب میں یا دوسری جگہ بعض مسلمان ہوئے ہیں واقعے کی صداقت ثابت نہیں ہو سکتی۔ اور اگر اس شور و غل میں کوئی مسلمان ہو گیا ہو تو وہ لائق توجہ نہیں ہو سکتا بہت علماء کے ہاتھ پر بعض ہندو عیسائی مسلمان ہوئے ہیں۔ یہاں تو وہ مقدار ہونی چاہیے جس کی وجہ سے تثلیث پرستی کا ستون ٹوٹ جائے۔ اور اسلام کو غلبہ ہو جائے اس میں شبہ نہیں کہ اسوقت کے لحاظ سے اُنھوں نے بے انتہا کوشش کی مگر صرف اپنی بڑائی ثابت کرنے میں کاغذی گھوڑے بہت دوڑائے اور بہت دفتر سیاہ کئے مگر اُن دفتروں میں بجز جھگڑے اور اپنی تعلیوں کے اور کچھ نہیں ہے ہمنے اُن کے رسالوں کو خوب دیکھا صلحا اور کاملین کی تحریریں جس نے دیکھیں ہیں وہ کہہ سکتا ہے کہ مرزا صاحب کی تحریر صادقین کاملین کی سی ہرگز نہیں ہے اُنکی تحریروں سے کسی غیر مہذب اور شریر النفس کی اصلاح نہیں ہو سکتی بلکہ شرارت نفس کو اشتعال دینے والی ہیں۔ مرزا صاحب نے اپنے مخالفین اور دیندار علماء ہی کو نہایت بی تہذیبی سے بُرا نہیں کہا بلکہ بعض انبیائے کرام کو بھی اس بیہودگی سے بُرا کہا ہے اور بدگمانیاں کی ہیں کہ سچے مسلمانوں کا دل اُسے دیکھ کر تھرا جاتا ہے کسی بزرگ یا نبی کی یہ شان ہرگز نہیں ہوتی اور نہ ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر ان کے ماننے والے تہذیب اور شائستگی سے معرا ہیں اور صلاح و تقوے سے بالکل ناآشنا سخت افسوس ہے کہ ان کی جماعت میں جو نیک طبع حضرات ہیں وہ نہیں دیکھتے کہ وہ مجدد ہوئے مہدی ہوئے۔ مسیح ہوئے۔ مگر اس عرصہ دراز میں مسلمانوں کے لئے کیا کیا۔ اسلام کو اُنسے کیا نفع پہونچا۔ اُن سے تو اسلام میں سو پچاس کی بھی ترقی نہ ہوئی۔ بلکہ کفار کی

جماعت کو ترقی ہوئی کہ سہ کروڑ مسلمان تھے وہ بھی کافر ہو گئے مگر غضب ہے کہ احمدی جماعت ایسی روشن باتوں کو نہیں دیکھتی اور انھیں اپنے دعوے میں صادق مان رہی ہے اگر وہ مقدس تھے نبی تھے تو کم سے کم ایک جماعت نے اُن سے تہذیب و شائستگی اور تقویٰ حاصل کیا ہوتا۔ مگر اُن کی جماعت میں تو اس کا پتہ نہیں ہے بلکہ اُن پر ایمان لانے سے پہلے جو مہذب اور راستباز تھے ان پر ایمان لانے کے بعد اُن کی تحریروں میں بدتہذیبی اور خلاف گوئی پائی جاتی ہے۔ علانیہ سچی باتوں کا اُنھیں انکار ہے اور صریح جھوٹی باتوں کا اُنھیں دعویٰ ہے اور متنبہ کرنے پر بھی خیال نہیں کرتے یہ کیا وجہ ہے کہ اُنکی حالت ایسی بدل گئی۔ بجز اس کے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ مرزا صاحب کو اُنھوں نے اپنا مقتدا مانا۔ اب ضرور ہے کہ اُن کی پیروی کرینگے اور اُن کا ذاتی اثر اُن میں آئیگا اور اس میں شبہ نہیں کہ مرزا صاحب کے کذب بیانی کا ایک دفتر ہے جس کا نمونہ جابجا میں نے بیان کیا ہے۔ اِس رسالے میں بھی اُن کے چند جھوٹوں کا ذکر آئے گا اور ناظرین ملاحظہ کریں گے۔

اے بھائیو! کیا مسیح موعود کی یہی علامت اور ان کے نبوت کا یہی معیار ہے ذرا غور سے سوچو۔ یہ نفع دکھانا کہ انھوں نے پادریوں سے اور آریوں سے خوب مناظرہ کیا اور ان کے جواب میں رسالے لکھے یہ ایسی بات نہیں ہے جس سے وہ مہدی اور مسیح موعود مان لئے جائیں اور یہ کہا جائے کہ اُن کی وجہ سے اسلام کو بڑا فائدہ پہونچا۔ ذرا انصاف تو کرو۔ اب تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے جو کچھ کیا عجب نہیں کہ اسلئے کیا ہو کہ مسلمان ہماری طرف متوجہ ہوں اور ہمیں مانیں۔ بعض اور اہل علموں نے بھی مناظرہ کیا ہے اور مخالفین اسلام کے جواب میں کتابیں لکھی ہیں اور مرزا صاحب سے بہت زیادہ لکھی ہیں۔ مثلاً جس وقت ہندوستان میں ابتدا پادریوں کا مشن آیا اور مسلمان عموماً مذہب عیسائی سے محض ناآشنا اور پادریوں کے فریبوں سے بالکل ناواقف تھے اُس وقت

ایک بڑا پادری **فنڈر** آیا اور اس نے اسلام کے رد میں کتاب **میزان الحق** وغیرہ لکھ کر
بڑی ہل چل مچادی اُسوقت مولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم مہاجر مکہ نے اُس کا مقابلہ کیا اور
اکبرآباد میں اُسے شکست فاحش دی اُسوقت فارسی اور اُردو دونوں زبانیں ہندوستان
میں زیادہ رائج تھیں اسلئے انھوں نے اُردو فارسی دونوں میں بڑی بڑی کتابیں لکھیں
اور خاص تثلیث کے رد میں ایک رسالہ لکھا جسکا نام **اصح الاحادیث فی
ابطال التثلیث** ہے اور عام اعتراضات کے جواب میں ایک کتاب فارسی میں
لکھی جسکا نام **ازالۃ الاوہام** ہے اور ایک کتاب اُردو میں لکھی جسکا نام **ازالۃ الشکوک**
ہے۔ عیسائیوں کی کتب مسلمہ کی تحریف میں ایک خاص کتاب لکھی جسکا نام اعجاز عیسوی
ہے آخر میں اُنھوں نے عربی زبان میں ایک کتاب لکھی جسکا نام **اظہار الحق** ہے
اس کتاب کے لکھنے کی وجہ یہ ہوئی کہ وہی پادری **فنڈر** جس نے ہندوستان
میں آکر ہل چل مچائی تھی "قسطنطنیہ" پھونچا اور اپنے رسالہ میزان الحق کو عربی میں لکھ کر
وہاں شائع کیا اور دربار سلطانی میں ہل چل مچادی اور اپنے رسالہ کے جواب کا
خواستگار ہوا وہاں کے علما جواب نہیں دیسکے اور مولوی رحمۃ اللہ صاحب مرحوم
مکہ معظمہ سے وہاں بلوائے گئے۔ مولانا کی عظمت وہیبت اس پادری کے دل میں
اسقدر تھی کہ جب اُس نے مولانا کے پھونچنے کی خبر سُنی اسی وقت بھاگ گیا۔ مولانا نے
وہاں قیام کرکے یہ کتاب لکھی یہ کتاب **اظہار الحق** اس قدر مشہور و مقبول ہوئی کہ مختلف
زبانوں میں اس کا ترجمہ ہوا اور مختلف مقامات پر کئی مرتبہ چھپ چکی ہے اور بعض مقامات پر
داخل درس ہوگئی ہے۔ اگر مناظرہ کرنے اور مخالفین اسلام کے جواب لکھنے سے کوئی
شخص مجدد کے خطاب کا مستحق ہوسکتا ہے یا اوس کی تحریر کی نسبت یا اُس کی ذات کی نسبت
یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس نے تثلیث پرستی کے ستونوں کو توڑ دیا تو مولوی رحمۃ اللہ صاحب
مرحوم کو کہہ سکتے ہیں[۱] مرزا صاحب نے تو مقابلہ اُن کے کچھ نہیں کیا۔ ان کے بعد جب

[۱] حاشیہ کے لیے صفحہ ۷ ملاحظہ ہو

عماد الدین جو مولوی کہلاتا تھا۔ اور صفدر علی جو مولوی کہلانے کے علاوہ سرکاری مدارس کا ڈپٹی تھا عیسائی ہو گئے اور انھوں نے اسلام کے مقابلہ میں کتابیں لکھیں اور مسلمانوں میں شائع کیں اور بہت لوگ عیسائی ہو گئے اور ہر شہر میں متعدد مقامات پر پادریوں نے زور شور سے اپنا وعظ کہنا اور اسلام پر اعتراض کرنا شروع کیا۔ مسلمانوں میں ہلچل مچ گئی۔ اسوقت کئی صاحبوں نے اُن کے جواب دئے اور انھیں لاجواب کیا۔ اس خاکسار نے بھی متعدد پادریوں کو تقریری مناظرہ میں عاجز کیا اور ان کے اعتراضات کے جواب میں رسالے لکھے بعض اپنے نام سے بعض دوسروں کے نام سے اور انھیں ہر طرح سے عاجز کیا رسائل ذیل ملاحظہ کئے جائیں۔

پیغام محمدی[1]۔ دفع التلبیسات۔ آئینہ اسلام۔ ترانہ حجازی یہ رسالے چودہویں صدی کے ابتدا میں لکھے گئے ہیں۔ انہیں رسالوں کی محققانہ اور پُرزور تحریر سے عیسائی لاجواب ہوئے اور اون کا وہ فتنہ فرو ہوا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ان حضرات کو عیسی پرستی کے ستون کا توڑنے والا نہ کہا جائے مگر اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ جواب لکھنا۔ رد کرنا۔ اور بات ہے اور عیسیٰ پرستی مٹانا اور بات ہے کیونکہ تجربہ نے ثابت کر دیا کہ جواب دئے گئے اور خوب رد کیا گیا۔ مگر واقعی حالت کو دیکھا جائے تو نہایت بدیہی بات ہے کہ تثلیث کے ماننے والوں کو ہر طرح ترقی ہو رہی ہے مسیح موعود کے اوصاف جو صحیح حدیثوں میں آئے ہیں ان سے اظہر من الشمس ہے۔ کہ جسوقت

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۰) لہ جماعت مرزائی غالباً یہاں یہ کہیگی کہ مولوی رحمۃ اللہ صاحب نے دعویٰ نہیں کیا اسلئے ہم نہیں کہتے مگر اس جماعت کی عقل پر افسوس ہے کہ جو شخص بدیہی طور سے ایسے مفید کام اسلام کے لئے کرے اور دشمنان اسلام کو عاجز کر دے اُس کے کاموں کے دیکھنے کے بعد بھی اُسے مجدد نہ مانا جائے اور جو کچھ بھی نہ کرے اور صرف دعویٰ کا غل مچائے اُسے سچا مان لیا جائے مرزائیو کچھ تو خدا سے ڈرو اور اپنے انجام پر غور کرو ۱۲۔

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا) [1] یہ رسالہ پہلے سنہ ۱۳۰۸ھ میں چھپا تھا پھر دوسری مرتبہ سنہ ۱۳۳۱ھ میں دہلی میں چھپا ہے دوسرا رسالہ دفع التلبیسات پہلی مرتبہ سنہ ۱۳۰۲ھ میں چھپا تھا دوسری مرتبہ سنہ ۱۳۳۱ھ میں چھپا ہے۔ تیسرا اور چوتھا رسالہ اور ان کے علاوہ مراۃ الیقین اور مراسلات مذہبی بھی دوبارہ طبع ہو چکے ہیں ۱۲

وہ تشریف لائیں گے اُس وقت عیسیٰ پرستی کا ستون ٹوٹ جائے گا۔ مرزا صاحب نے دعوے تو بہت کچھ کیا کہ **میں**[ل] **عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑنے آیا ہوں** مگر یہ دیکھو کہ انہوں نے اوس کی ایک اینٹ بھی گرائی؟ یہ بھی تو نہ ہوا کہ دو چار ہزار اور کم سے کم سو دو سو عیسائی اُن پر ایمان لے آتے اور تثلیث سے توبہ کرتے پھر انہوں نے کیا کیا جس کی وجہ سے تم انہیں مسیح موعود مان رہے ہو اور دوسروں سے منوانا چاہتے ہو۔ خدا کے لئے کچھ تو غور کرو۔ اسوقت فرقہ اسماعیلیہ کا ایک شخص **آغا خان** ہے اوسکی وجہ سے ہزاروں ہندو تعلیم یافتہ مالدار انہیں مان گئے اور دین اسلام کے قائل ہو گئے مرزا صاحب کے قرب وجوار میں اس کا شہرہ ہے۔ اخباروں میں چھپ رہا ہے مرزا صاحب نے تو سو پچاس کو بھی مسلمان نہیں کیا پھر اُن کے مسیح ہونے کا کیا نتیجہ ہوا۔ اگر کسی احمدی کو حق طلبی اور راستبازی کا دعوے ہے تو ان باتوں کا جواب دے۔ اور مرزا صاحب کے بڑے بڑے دعووں کا نتیجہ دکھائے۔ مگر جب خود سلطان القلم اور اُن کے خلیفہ اوّل عاجز رہے تو اب کسی کی کیا ہستی ہے بھائیو کچھ تو غور کرو کہ ایسا عظیم الشان دعوے کہ وہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے دنیا میں اسلام کو پھیلا دیا وہ اولیائے

ل اِس دعوے کا حوالہ اور اس کی تفصیل حقیقۃ المسیح میں کی گئی ہے اُس کے دیکھنے سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب اپنے پختہ اقرار سے کاذب ہیں بعض مرزائی اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ مرزا صاحب نے حضرت مسیح کی موت ثابت کردی اس لئے تثلیث کا ستون ٹوٹ گیا۔ مگر ان بے خبروں سے کوئی کہے کہ مرزا صاحب سے پہلے مولوی چراغ علی مرحوم نے نہایت پرزور دلائل سے عبرانی کتابوں سے اسے ثابت کیا ہے اور اسوقت تک کسی پادری نے اس کا جواب نہیں دیا اگر قلم کی گھس گھس ہے اور حضرت مسیح کی موت ثابت کرنے سے تثلیث پرستی کا ستون ٹوٹتا تو مرزا صاحب کے دعوے سے پہلے ہی دوسرے ذی علموں نے توڑ دیا تھا مرزا صاحب نے کیا کیا اس کے علاوہ یہ حضرات کچھ ایسے مسلوب العقل ہو گئے ہیں کہ یہ نہیں دیکھتے کہ جس کتاب میں انہوں نے موت ثابت کی ہے وہ پہلے لکھی ہے اور ستون توڑنے کا دعویٰ اسکے بعد ہو رہا ہے اس سے اظہر من الشمس ہے کہ ستون توڑنے سے مقصود حضرت مسیح کی موت ثابت کرنا نہیں ہے۔ اس کے سوا اس کتاب کا دنداں شکن جواب دیا گیا ہے پھر ایسی مردود تحریروں سے تثلیث پرستی کا ستون ٹوٹ سکتا ہے مرزائیوں کو ایسی بیہودہ باتیں بناتے شرم نہیں آتی ۱۲

امت محمدیہ جن کے پُر اثر وعظ نے سینکڑوں یہود و نصاریٰ کو مسلمان بنا دیا جن کی وجہ سے
ہزاروں مشرکین بت پرست خدا پرست ہو گئے۔ اُن سب پر افضلیت کا دعوے ہے اور
پھر اسی پر قناعت نہیں ہے بلکہ بعض وہ انبیاے عظیم المرتبت جن کی تعریف جا بجا قرآن مجید
میں آئی ہے اُن سے بھی اپنے آپ کو ہر شان میں بڑھ کر بتاتے ہیں[1] یہ تو سب
دعوے ہوئے مگر یہ کوئی نہیں بتاتا کہ اُن کے دعووں کا نتیجہ بجز اُن کے نفاقی فسادوں
کے اسلام کو اور مسلمانوں کو کیا ہوا۔ جن کی وجہ سے حضرت صدیق اکبر اور حضرت
عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر اولیاے امت کے مثل انھیں خیال کریں اور افضلیت تو بڑی
بات ہے پچھلا پہلو صرف حق پر غور کرنا کافی ہے جس سے اُن کے صادق یا کاذب ہونے کا
کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ حق پسندی اور انصاف دلی چاہیئے۔ اب اگر اُن کے
نشانوں نے تمھیں مغالطہ میں ڈال رکھا ہے تو ذرا نظر اٹھا کر دیکھو کہ جس نشان کو مرزا
صاحب نے نہایت ہی عظیم الشان نشان قرار دیا تھا اُس کا پتہ نشان بھی نہ ملا۔ یعنی وہی
منکوحہ آسمانی کی نسبت پیشین گوئی کس زور شور سے کی تھی اُس کی صداقت پر قسمیں کھائی
گئیں جس کے ظہور میں آنے کے بار بار پختہ وعدے خداوندی بیان کئے گئے جس کے
ظہور کی بہت امید دلائی گئی اور انجام کار اُس سے مایوس ہو کر کیسی بیہودہ باتیں[2] بنائی
ہیں۔ اسی طرح اُس کے شوہر کے مرنے کی پیشینگوئی مرتے دم تک کرتے رہے اور اپنے
سامنے اُس کے مر جانے کو اپنی صداقت کا معیار بتاتے رہے خدائے تعالیٰ نے
محض اپنے فضل سے انھیں کی زبان سے اس کا فیصلہ کر دیا اور دنیا نے دیکھ لیا کہ

---

[1] یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ مرزا صاحب کا دعوےٰ ہے کہ میں اُن سے ہر شان میں بڑھ کر ہوں۔ چنانچہ
اُن کا مصرعہ ہے ع عیسےٰ کجاست تا بنہد پا بہ منبرم ۱۲

[2] ان باتوں کا ذکر مع ان کے شافی جواب کے فیصلہ آسمانی حصہ اول و حصہ سوم میں ملاحظہ کیا جائے اس کی نسبت
خداوندی وعدوں کا بیان حصہ سوم کے صفحہ ۱۱۰ سے صفحہ ۱۱۹ تک ملاحظہ ہو مطبوعہ دلی پرنٹنگ ورکس ۱۳۲۷ھ

مرزا صاحب اپنے مستحکم اقرار کے بموجب کاذب[1] ثابت ہوئے۔ اگر اس کی تفصیل دیکھنے کا شوق ہے تو رسالہ **فیصلہ آسمانی** ملاحظہ کیجئے اس کے تیسرے حصہ میں اس کی ایسی کافی تفصیل کی گئی ہے کہ اس کے دیکھنے کے بعد کسی فہمیدہ کو اس پیشین گوئی کے جھوٹے ہونے میں ذرا بھی تردد نہیں رہ سکتا **الغرض** اس نہایت ہی عظیم الشان نشان کا تو خاتمہ ہو لیا اور نصوص قطعیہ کے رو سے مرزا صاحب کاذب ٹھہرے اسکی تفصیل فیصلہ آسمانی کے تیسرے حصہ میں دیکھئے خصوصاً صفحہ ۲۸ سے ۳۳ تک

اس نشان کے جھوٹا ہونے سے کسی فہمیدہ مسلمان کو مرزا صاحب کے کسی نشان کی طرف توجہ کرنے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس کے بیان میں ان کے بہت جھوٹ ثابت ہوتے ہیں اور دعوے نبوت کے جھوٹا ہونے کے لئے تو اوس مدعی کا ایک جھوٹ کافی ہے اور یہاں تو ان کے جھوٹوں کے علاوہ قرآن مجید کے نصوص قطعیہ نے انہیں کاذب بتا دیا پھر مسلمان کو اسکے ماننے میں کیا عذر ہو سکتا ہے مگر زیادہ توضیح کے لئے ان کے ایک اور نشان کو بھی ملاحظہ کیجئے جسے **مرزا صاحب نے اپنے لئے بڑے فخر سے آسمانی شہادت ٹھہرایا ہے** اور اس کے اشتہار و اعلان میں بیحد کوشش کی ہے اور اس کے بیان میں دفتر سیاہ کئے ہیں اور متعدد رسالوں میں بڑے زور سے اپنی صداقت میں اسے پیش کیا ہے

---

[1] اس کے جواب میں آیت یَمْحُو اللّٰهُ مَا یَشَاءُ وَیُثْبِتُ اور یُصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ پیش کیجاتی ہے۔ پہلی آیت سے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا مگر اُسے محو و اثبات کا اختیار ہے اُس وعدے کو اُس نے مٹا دیا پورا نہ کیا دوسری آیت سے ثابت کرتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ سارے وعدے پورے نہیں کرتا بعض پورے کرتا ہے۔ مگر سخت افسوس ہے کہ ان کی عقلوں پر کیسے پردے پڑے ہیں یہ خیال نہیں کرتے کہ اگر ان آیتوں کا یہی مطلب ہے تو خدائے تعالیٰ پر کیسا سخت الزام آئیگا۔ اور تمام وعدے خداوندی جزا اور سزا کے بیکار رہ جائینگے کوئی لائق اطمینان نرہیگا انبیا کی بعثت بیکار ہو جائیگی اور اس خدائے قدوس کے ہر کلام پر جھوٹ کا احتمال ہوگا۔ اور مخالفین اسلام کو کس قدر مضحکہ کا موقع ملیگا اس کے علاوہ ایک سچے اور مشہور جملے پر بھی نظر نہیں کرتے عام طور پر یہ کہا جاتا ہے الکریم اذا وعد وفا یعنے کریم جب وعدہ کرتا ہے تو اُسے پورا کرتا ہے سب سے بڑھ کر تو کریم وہی وحدہٗ لاشریک کی ذات ہے جب وہی

وہ شہادت یہ ہے کہ ۱۳۱۲ھ کے رمضان المبارک میں چاند گہن اور سورج گہن ہوا۔ اور حدیث
میں آیا ہے کہ رمضان میں ان دونوں گہنوں کا اجتماع امام مہدی کی علامت ہے یعنی
جب ایسا گہن پایا جاوے تو جان لو کہ امام مہدی کا ظہور ہوا۔ ان دنوں جماعت احمدیہ
میں اس کا تذکرہ بہت سنا جاتا ہے اور مرزا صاحب کی صداقت کے ثبوت میں پیش
کیا کرتے ہیں اس کی مختصر کیفیت بیان کی جاتی ہے جس سے طالبین حق پر روشن ہوجائیگا
کہ ۱۳۱۲ھ کا گہن امام مہدی کی علامت ہرگز نہیں ہوسکتا مرزا صاحب نے غلط فہمی سے
ایسا دعویٰ کیا یا ناواقفوں کو دہوکا دینا چاہا۔ اسکے وجوہ مجملاً پہلے ملاحظہ کرنے چاہئیں۔

پہلی وجہ اس دعوے کی بنیاد مرزا صاحب نے جس حدیث پر رکھی ہے وہ حدیث
اس لائق ہرگز نہیں ہے کہ اُس سے یہ عقیدہ ثابت کیا جائے کہ مہدی موعود کیوقت میں
ایسے گہنوں کا ہونا ضرور ہے اور وہ گہن امام مہدی کی علامت ہیں۔ الغرض جب اُس
حدیث کے بے اصل ہونے پر نظر کی جاتی ہے تو مرزا صاحب کا یہ دعویٰ ایسا ہی نظر آتا
ہے جیسا پانی پر حباب یعنی بلبلا۔

دوسری وجہ۔ حدیث کے جو معنے اور مطلب مرزا صاحب نے بیان کیے
ہیں وہ محض غلط ہیں کوئی ذی علم اور بالخصوص عربی علم ادب اور زبان عرب سے واقفیت
رکھنے والا وہ معنی ہرگز نہیں کرے گا جو مرزا صاحب نے کئے ہیں بلکہ مرزا صاحب کے معنے کو

وعدہ پورا نہ کرے تو اور کون اُس سے زیادہ سچا اور وعدے کا پورا کرنے والا ہو سکتا ہے۔ اس جماعت نے قرآن مقدس کی
ان آیتوں پر بھی غور سے نظر نہ کی جہاں خدائے قدوس کے وعدے کو تاکید کیساتھ سچا کہا گیا ہے اور ارشاد ہوا ہے۔
اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ یہ ارشاد قرآن مجید میں بہت جگہ ہے اس آیت نے عام طور سے اللہ تعالیٰ کے وعدے کا سچا ہونا
بیان کیا ہے اس سے بالیقین ثابت ہوتا ہے کہ اسکے تمام وعدے سچے ہوتے ہیں اس کے سوا ایسی آیتیں بھی قرآن مجید میں
بہت ہیں جن میں نہایت صفائی اور تاکید سے کہا گیا ہے کہ خدائے تعالیٰ وعدے کے خلاف ہرگز نہیں کرتا اِنَّ اللّٰہَ لَا
یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ خدائے تعالےٰ کا قول بدل نہیں سکتا۔ مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ اللہ تعالےٰ کا
ارشاد ہے کیسے بدیہی امور عقلی و نقلی مرزائیوں کے جواب کو غلط بتا رہے ہیں مگر پھر بھی متنبہ نہیں ہوتے ان تیرہ درونی کا
کیا ٹھکانہ ہے ۱۲

بالیقین غلط بتائے گا۔ ہاں جو اپنے علم اور عقل کو مرزا صاحب پر نثار کرکے معرا رہ گیا ہو اسکا ذکر نہیں ہے۔

تیسری وجہ۔ ۱۳۱۲ھ کا گہن ایک معمولی گہن تھا جو اپنے وقت پر ہوا بعینہ اسی طرح کے گہن پہلے بھی بہت ہو چکے ہیں اور آئندہ بھی ہونگے۔ جیسا عنقریب ظاہر ہو جائے گا۔ پھر ایک معمولی بات کو عظیم الشان امر کا نشان قرار دینا کسی صاحب عقل کا کام نہیں ہے اور پھر ایسی بے عقلی کی بات کو حضرت سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کرنا کسی صاحب عقل مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا۔

چوتھی وجہ۔ مذکورہ گہن کو حدیث کا مصداق قرار دینا بالکل غلط ہے حدیث کے چار جملے اس غلطی کو نہایت صفائی سے ظاہر کرتے ہیں جس کی تشریح ناظرین آئندہ ملاحظہ کریں گے۔

پانچویں وجہ۔ مرزا صاحب نے اس گہن کے نشان بنانے کیلئے دعوے کی قید لگائی ہے اور یہ کہا ہے کہ رمضان کے ان تاریخوں میں دونوں گہنوں کا اجتماع کسی مدعی رسالت و نبوت کے وقت میں نہیں ہوا[1]۔ بلکہ اسی مہدی کے دعوے کے وقت میں ایسا ہوگا مگر یہ دعویٰ بھی کسی طریقے سے غلط ہے اول گہنوں کے اجتماع کیلئے یہ قید لگانا کہ کسی مدعی رسالت و مہدویت کے وقت میں نہیں ہوا ہو گا محض ایجاد بندہ ہے حدیث میں کوئی لفظ نہیں ہے جو اس کی طرف اشارہ بھی کرتا ہو۔ بلکہ حدیث میں نہایت صفائی سے صرف ان دونوں گہنوں کو بے نظیر کہا ہے کہ جب سے دنیا ہوئی ہے ایسے گہن کبھی نہ ہوئے ہوں گے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ خلاف روایت محض مرزا صاحب کے اضافہ کو مان لیا جائے۔ اگر کسی ذی علم احمدی کو دعوے ہو تو اس قید کا ثبوت پیش کرے

---

[1] حقیقۃ الوحی ص ۱۹۴ مطبوعہ ۱۹۰۷ء ملاحظہ ہو ۱۲

اور امام مہدی کی علامتیں جو ہو سکتی ہیں جیسا کہ حجج الکرامہ، مکتوبات امام ربانی اور فتوحات مکیہ وغیرہ میں لکھی ہیں انھیں مثل پیشگوئی کے سمجھ رکھنے۔ دوئم یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ اتفاقاً کسی کے دعوے کے وقت میں ہونے سے کسی عظیم الشان امر کا نشان ہو۔ نہیں ہو سکتی۔ سوم یہ کہ اس سے قبل بھی بعض مدعیان نبوت و مہدویت کے وقت میں اس قسم کے گہنوں کا اجتماع ہوا ہے۔ آئندہ اس کا ثبوت بیان ہوگا۔ اور بالفرض اگر اس کا ثبوت نہ ہو تو بھی مرزا صاحب کا دعوےٰ ثابت نہیں ہو سکتا اس لئے دعوے کی غلطی دوسری دلیلوں سے ثابت کردی گئی ہے۔

اب ان پانچوں وجہوں کی تفصیل نہایت غور و تامل سے ملاحظہ کی جائے پہلے میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ رمضان شریف کی ۱۳ ۲۸ کو گہنوں کا اجتماع معمولی بات ہے جس طرح یہ گہن مرزا صاحب کے دعوے کے بعد ہوئے اسی طرح ان کے دعوے کے قبل بھی ہوئے ہیں جس طرح چاند گہن کے لئے عادۃ اللہ یہ ہے کہ تاریخ ۱۳-۱۴-۱۵ کو ہو اور سورج گہن ۲۷-۲۸-۲۹ کو ہو۔ اسی طرح یہ بھی عادۃ اللہ ہے کہ دورہ مقررہ اور اوقات معینہ کے بعد دونوں کا اجتماع ایک ماہ میں ہو۔ اب وہ مہینہ رمضان شریف کا ہو یا دوسرا مہینہ ہو۔ اگر علم کے ساتھ طلب تحقیق اور دل میں حق پسندی ہو تو علم ہیئت و نجوم کی کتابوں کو دیکھئے۔ اگر آپ بنظر تحقیق دیکھیں گے تو بالیقین میرے بیان کی تصدیق کریں گے۔

ناظرین! یہ امر ظاہر ہے کہ جس طرح علم رمل اور نجوم وغیرہ سے گذشتہ اور آئندہ کی خبریں معلوم ہوتی ہیں اور بہت رمال و نجومی وہ خبریں شائع کیا کرتے ہیں اسی طرح علم ہیئت اور نجوم کے ماہر گذشتہ اور آئندہ کے گہنوں کو بیان کرتے ہیں اور اپنی کتابوں

لہ ان دونوں کتابوں کا حوالہ اسلئے دیا گیا ہے کہ بعض ذی علم احمدی انہیں نہایت معتبر سمجھتے ہیں اور اپنے مدعا کے ثبوت میں انکا حوالہ دیتے ہیں۔ والا مکتوبات ربانی وغیرہ دیکھی جائے، ورنہ کوئی ضرورت نہ تھی۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ دعوے نبوت یا رسالت کی قید لگانا قرآن مجید کے نص شافیہ اور صحیح حدیثوں کے خلاف ہے کیونکہ قرآن و حدیث دونوں سے ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ نہیں مل سکتا۔ پیشگوئی کا امام مہدی کی نسبت کیونکر درست ہو سکتا ہے۔

ہیں لکھا ۔ کچھ ہیں اسوقت میرے پاس اس فن کی دو کتابیں موجود ہیں مسٹر کیتھ کی کتاب یوز آف دی گلوبس اور حدائق النجوم[۱] پہلی کتاب انگریزی میں ہے اور دوسری فارسی ہیں ان دونوں کتابوں میں لکھنے کے وقت آئندہ گہنوں کی فہرست دی ہے مسٹر کیتھ نے پورے سو برس کی فہرست دی ہے یعنی سنہ ۱۸۰۱ء سے سنہ ۱۹۰۰ء تک کی مسٹر کیتھ کی فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ سو برس کے عرصہ میں پانچ مرتبہ سورج گہن اور چاند گہن کا اجتماع رمضان شریف میں ہوا اور حدائق النجوم کی فہرست میں ترسٹھ برس کے اندر تین گہنوں کا اجتماع رمضان شریف میں لکھا ہے چونکہ یہ تینوں اجتماع ایسے ہیں کہ دونوں کتابوں کے مؤلف اسپر متفق ہیں اور ان تینوں گہنوں کے دیکھنے والے بھی اسوقت تک موجود ہیں اور ان گہنوں کا ظہور بھی بالاتفاق ۱۳ ۔ رمضان شریف اور ۲۸ ۔ کو ہوا ہے ۔ اسلیئے میں صرف پینتالیس[۲] برس کے گہنوں کی فہرست ان دونوں کتابوں سے نقل کرتا ہوں تاکہ معلوم ہوجائے کہ اس قلیل مدت میں تین مرتبہ ایسے گہنوں کا اجتماع رمضان میں ہوا پھر دنیا کی ابتدا سے اس کثیر مدت میں کسقدر ہوا ہوگا ۔ اسے خیال کرو۔

---

[۱] یہ مبسوط کتاب فارسی زبان میں ہیئت قیاسی کے بیان میں ۱۵۸ صفحوں پر سنہ ۱۲۵۶ھ میں مطبع محمدی لکھنؤ میں چھپی ہے اسوقت نہایت کمیاب ہے جو فہرست گہنوں کی نقل کیگئی ہے وہ صفحہ ۱۲ سے صفحہ ۲۱ تک ہے اور مسٹر کیتھ کی کتاب کا جو نسخہ میرے پاس ہے وہ لندن میں سنہ ۱۸۶۹ء میں چھپا ہے اُسکے صفحہ ۲۳ سے صفحہ ۲۶ تک یہ فہرست ہے یہ کتاب بھی اندنوں کمیاب ہے ۱۲

---

[۲] یہ تقریر مرزا صاحب کے خیال کے موجب کی گئی ہے مگر ہر ایک ذی علم سمجھتا ہے کہ اگر اس اجتماع کو نشان قرار دیا جائیگا تو صرف ایک نشان ثابت ہوگا اور حدیث میں نہایت صاف طور سے دو نشانوں کی پیشین گوئی کی ہے اور ہر ایک نشان کو بے نظیر کہا ہے اسلیے اگر ۱۳ تاریخ اور ۲۸ رمضان کو گہن ہونا نشان ہے تو حدیث کے موجب ہر ایک گہن کو نشان ہونا چاہیئے اور ہر ایک کو بے نظیر ہونا چاہیئے مگر مذکورہ فہرست سے ظاہر ہے کہ نوے[۹۰] برس کے عرصہ میں چاند گہن رمضان کے ۱۳ تاریخ کو پانچ مرتبہ ہوا یعنی سنہ ۱۲۶۳ھ اور سنہ ۱۲۶۷ھ اور سنہ ۱۲۹۱ھ اور سنہ ۱۳۱۰ھ و سنہ ۱۳۱۱ھ اور سنہ ۱۳۱۲ھ ہے اور سورج گہن ۲۸ رمضان کو ۴۶ برس میں چھ[۶] مرتبہ ہوا اور دونوں کا اجتماع ان تاریخوں میں تین مرتبہ ہوا ۔ پھر کیا ایسے ہی گہن نشان و معجزہ ہوسکتے ہیں ۔ ذرا ہوش کرکے جواب دو ۔ ۱۲

گہنوں کی فہرست ملاحظہ ہو

نمبر شمار	چاند گہن یا سورج گہن	کلی یا جزئی	سنہ عیسوی	سنہ ہجری	انگریزی مہینہ		عربی مہینہ		زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن
					مہینہ	تاریخ	مہینہ	تاریخ	دوپہر دن یا آدھی رات
۱	چاند	جزئی	۱۸۵۱	۱۲۶۷	جنوری	۱۷	ربیع الاول	۱۳	دوپہر کے بعد
۲	چاند	جزئی	”	”	جولائی	۱۳	رمضان	۱۳	آدھی رات کے بعد
۳	سورج		”	”	جولائی	۲۸	رمضان	۲۸	دوپہر کے بعد
۴	چاند	کلی	۱۸۵۲	۱۲۶۸	جنوری	۷	ربیع الاول	۱۴	آدھی رات کے بعد
۵	چاند	کلی	”	”	جولائی	۱	رمضان	۱۴	دوپہر کے بعد
۶	سورج		”	۱۲۶۹	دسمبر	۱۱	صفر	۲۸	آدھی رات کے بعد
۷	چاند	جزئی	”	”	دسمبر	۲۶	ربیع الاول	۱۴	دوپہر کے بعد
۸	چاند	جزئی	۱۸۵۳	”	جون	۲۱	رمضان	۱۳	آدھی رات کے بعد
۹	چاند	”	۱۸۵۴	۱۲۷۰	مئی	۱۲	شعبان	۱۴	دوپہر کے بعد
۱۰	چاند	”	”	۱۲۷۱	نومبر	۴	صفر	۱۳	دوپہر کے بعد
۱۱	چاند	کلی	۱۸۵۵	”	مئی	۲	شعبان	۱۴	آدھی رات کے بعد
۱۲	سورج		”	”	مئی	۱۶	شعبان	۲۸	”
۱۳	چاند	کلی	”	۱۲۷۲	اکتوبر	۲۵	صفر	۱۳	”
۱۴	چاند	جزئی	۱۸۵۶	۱۲۷۲	اپریل	۲۰	شعبان	۱۴	آدھی رات کے بعد
۱۵	سورج		”	۱۲۷۳	ستمبر	۲۹	محرم	۲۸	”
۱۶	چاند	جزئی	۱۸۵۶	”	اکتوبر	۱۳	صفر	۱۳	دوپہر کے بعد

رمضان شریف
دونوں گہنوں کا ہونا
ایک ماہ ع

گہنوں کی فہرست

نمبر شمار	چاند گہن ہے یا سورج گہن	جزئی گہن	سنہ عیسوی	سنہ ہجری	زمانہ اوس چاند یا سورج گہن				
					انگریزی		عربی		
					مہینہ	تاریخ	مہینہ	تاریخ	دوپہر یا آدھی رات کے بعد
۱۷	سورج		۱۸۵۷	۱۲۷۴	ستمبر	۱۸	محرم	۲۸	آدھی رات کے بعد
۱۸	چاند	جزئی	۱۸۵۸	〃	فروری	۲۷	رجب	۱۳	دوپہر کے بعد
۱۹	سورج		〃	〃	مارچ	۱۵	رجب	۲۸	〃
۲۰	چاند	جزئی	〃	۱۲۷۵	اگست	۲۴	محرم	۱۴	〃
۲۱	چاند	کلی	۱۸۵۹	〃	فروری	۱۷	رجب	۱۳	آدھی رات کے بعد
۲۲	سورج		〃	〃	جولائی	۲۹	ذی الحجہ	۲۸	دوپہر کے بعد
۲۳	چاند	کلی	〃	۱۲۷۶	اگست	۱۳	محرم	۱۳	〃
۲۴	چاند	جزئی	۱۸۶۰	〃	فروری	۷	رجب	۱۴	آدھی رات کے بعد
۲۵	سورج		〃	〃	جولائی	۱۸	ذی الحجہ	۲۸	دوپہر کے بعد
۲۶	چاند	جزئی	〃	۱۲۷۷	اگست	۱	محرم	۱۳	〃
۲۷	سورج		۱۸۶۱	۱۲۷۷	جنوری	۱۱	جمادی الثانی	۲۸	آدھی رات کے بعد
۲۸	سورج		〃	〃	جولائی	۸	ذی الحجہ	۲۹	〃
۲۹	چاند	جزئی	〃	۱۲۷۸	دسمبر	۱۷	جمادی الثانی	۱۴	〃
۳۰	سورج		〃	〃	دسمبر	۳۱	جمادی الثانی	۲۸	دوپہر کے بعد
۳۱	چاند	کلی	۱۸۶۲	〃	جون	۱۲	ذی الحجہ	۱۳	آدھی رات کے بعد
۳۲	چاند	کلی	〃	۱۲۷۹	دسمبر	۶	جمادی الثانی	۱۳	〃

گہنوں کی فہرست

نمبر گہن	چاند گہن یا سورج گہن	کلی یا جزئی	سنہ عیسوی	سنہ ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن				
					انگریزی		عربی		
					مہینہ	تاریخ	مہینہ	تاریخ	دوپہر یا آدھی رات کے بعد
۳۳	سورج		۱۸۶۲	۱۲۷۹	دسمبر	۲۱	جمادی الثانی	۲۸	آدھی رات کے بعد
۳۴	سورج		۱۸۶۳	〃	مئی	۱۷	ذیقعدہ	۲۷	دوپہر کے بعد
۳۵	چاند	کلی	〃	〃	جون	۲	ذی الحجہ	۱۳	آدھی رات کے بعد
۳۶	چاند	جزئی	〃	۱۲۸۰	نومبر	۲۵	جمادی الثانی	۱۳	〃
۳۷	سورج		۱۸۶۴	〃	مئی	۶	ذیقعدہ	۲۹	〃
۳۸	چاند	جزئی	۱۸۶۵	۱۲۸۱	اپریل	۱۱	ذیقعدہ	۱۴	〃
۳۹	چاند	جزئی	〃	۱۲۸۲	اکتوبر	۴	جمادی الاولی	۱۳	دوپہر کے بعد
۴۰	سورج		۱۸۶۵	۱۲۸۲	اکتوبر	۱۹	جمادی الاولی	۲۸	دوپہر کے بعد
۴۱	سورج		۱۸۶۶	〃	مارچ	۱۶	شوال	۲۸	〃
۴۲	چاند	کلی	〃	〃	مارچ	۳۱	ذیقعدہ	۱۳	آدھی رات کے بعد
۴۳	چاند	کلی	〃	۱۲۸۳	ستمبر	۲۴	جمادی الاولی	۱۴	دوپہر کے بعد
۴۴	سورج		۱۸۶۷	〃	مارچ	۶	شوال	۲۸	آدھی رات کے بعد
۴۵	چاند	جزئی	〃	〃	مارچ	۲۰	ذیقعدہ	۱۳	〃
۴۶	چاند	جزئی	〃	۱۲۸۴	ستمبر	۱۴	جمادی الاولی	۱۵	〃
۴۷	سورج		۱۸۶۸	〃	اگست	۱۸	ربیع الثانی	۲۸	〃
۴۸	چاند	جزئی	۱۸۶۹	〃	جنوری	۲۸	شوال	۱۴	〃

گہنوں کی فہرست

نمبر شمار	گہن چاند کا ہے یا سورج کا	گہن کلی ہے یا جزئی	سنہ عیسوی	سنہ ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن				
					انگریزی		عربی		
					مہینہ	تاریخ	مہینہ	تاریخ	دوپہر دن یا آدھی رات کے بعد
۴۹	چاند	جزئی	۱۸۶۹	۱۲۸۶	جولائی	۲۳	ربیع الثانی	۱۳	دوپہر کے بعد
۵۰	سورج		〃	〃	اگست	۷	ربیع الثانی	۲۸	〃
۵۱	چاند	کلی	۱۸۷۰	〃	جنوری	۱۷	شوال	۱۴	〃
۵۲	چاند	کلی	〃	۱۲۸۷	جولائی	۱۲	ربیع الثانی	۱۲	〃
۵۳	سورج		۱۸۷۰	۱۲۸۷	دسمبر	۲۲	رمضان	۲۸	دوپہر کے بعد
۵۴	چاند	جزئی	۱۸۷۱	〃	جنوری	۶	شوال	۱۴	〃
۵۵	سورج		〃	۱۲۸۸	جون	۱۸	ربیع الاول	۲۸	آدھی رات کے بعد
۵۶	چاند	جزئی	〃	〃	جولائی	۲	ربیع الثانی	۱۳	دوپہر دن کے بعد
۵۷	سورج		〃	〃	دسمبر	۱۱	رمضان	۲۸	آدھی رات کے بعد
۵۸	چاند	جزئی	۱۸۷۲	۱۲۸۹	مئی	۲۲	ربیع الاول	۱۳	دوپہر کے بعد
۵۹	سورج		〃	〃	جون	۶	ربیع الاول	۲۸	آدھی رات کے بعد
۶۰	چاند		〃	〃	نومبر	۱۵	شعبان	۱۳	〃
۶۱	چاند	کلی	۱۸۷۳	۱۲۹۰	مئی	۱۲	ربیع الاول	۱۴	〃
۶۲	سورج		〃	〃	مئی	۲۶	ربیع الاول	۲۸	〃
۶۳	چاند	کلی	〃	〃	نومبر	۴	رمضان	۱۲	دوپہر دن کے بعد
۶۴	چاند	جزئی	۱۸۷۴	۱۲۹۱	مئی	۱	ربیع الاول	۱۴	〃

گہنوں کی فہرست

نمبر شمار	گہن چاند کا ہے یا سورج کا	گہن کلی یا جزئی	سن عیسوی	سن ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن				
					انگریزی		عربی		
					مہینہ	تاریخ	مہینہ	تاریخ	دوپہر دن یا آدھی رات کے بعد
۶۵	سورج		۱۸۷۴	۱۲۹۱	اکتوبر	۱۰	شعبان	۲۸	آدھی رات کے بعد
۶۶	چاند	جزئی	۱۸۷۴	۱۲۹۱	اکتوبر	۲۵	رمضان	۱۳	آدھی رات کے بعد
۶۷	سورج		۱۸۷۵	۱۲۹۲	اپریل	۶	صفر	۲۸	"
۶۸	سورج		"	"	ستمبر	۲۹	شعبان	۲۸	دوپہر دن کے بعد
۶۹	چاند	جزئی	۱۸۷۶	۱۲۹۳	مارچ	۱۰	صفر	۱۳	آدھی رات کے بعد
۷۰	چاند	جزئی	"	"	ستمبر	۳	شعبان	۱۴	دوپہر دن کے بعد
۷۱	چاند	کلی	۱۸۷۷	۱۲۹۴	فروری	۲۷	صفر	۱۳	"
۷۲	سورج		"	"	مارچ	۱۵	صفر	۲۹	آدھی رات کے بعد
۷۳	سورج		"	"	اگست	۹	رجب	۲۸	"
۷۴	چاند	کلی	"	"	اگست	۲۳	شعبان	۱۳	دوپہر دن کے بعد
۷۵	چاند	کلی	۱۸۷۸	۱۲۹۵	فروری	۱۷	صفر	۱۴	آدھی رات کے بعد
۷۶	سورج		"	"	جولائی	۲۹	رجب	۲۸	دوپہر کے بعد
۷۷	چاند	جزئی	"	"	اگست	۱۳	شعبان	۱۳	آدھی رات کے بعد
۷۸	سورج		۱۸۷۹	۱۲۹۶	جنوری	۲۲	محرم	۲۸	دوپہر کے بعد
۷۹	سورج		۱۸۷۹	۱۲۹۶	جولائی	۱۹	رجب	۲۸	آدھی رات کے بعد
۸۰	چاند	جزئی	"	۱۲۹۷	دسمبر	۲۸	محرم	۱۴	دوپہر کے بعد

گہنوں کی فہرست

نمبر شمار	چاند گہن یا سورج گہن	کلی گہن یا جزئی گہن	سنہ عیسوی	سنہ ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن				
					انگریزی		عربی		
					مہینہ	تاریخ	مہینہ	تاریخ	دوپہر دن یا آدھی رات کے بعد
۸۱	سورج		۱۸۸۰	۱۲۹۷	جنوری	۱۱	محرم	۱۴	دوپہر کے بعد
۸۲	چاند	کلی	″	″	جون	۲۲	رجب	۱۳	″
۸۳	چاند	کلی	″	۱۲۹۸	دسمبر	۱۶	محرم	۱۳	″
۸۴	سورج		″	″	دسمبر	۳۱	محرم	۲۸	″
۸۵	سورج		۱۸۸۱	″	مئی	۲۸	جمادی الثانی	۲۹	آدھی رات کے بعد
۸۶	چاند	کلی	″	″	جون	۱۲	شعبان	۱۴	″
۸۷	چاند	جزئی	″	۱۲۹۹	دسمبر	۵	محرم	۱۲	دوپہر کے بعد
۸۸	سورج		۱۸۸۲	″	مئی	۱۷	جمادی الثانی	۲۸	آدھی رات کے بعد
۸۹	سورج		″	″	نومبر	۱۱	ذی الحجہ	۲۹	″
۹۰	چاند		۱۸۸۳	۱۳۰۰	اپریل	۲۲	جمادی الثانی	۱۴	دوپہر کے بعد
۹۱	چاند	جزئی	″	″	اکتوبر	۱۶	ذی الحجہ	۱۴	آدھی رات کے بعد
۹۲	سورج		۱۸۸۳	۱۳۰۰	اکتوبر	۳۱	ذی الحجہ	۲۹	آدھی رات کے بعد
۱۳	سورج		۱۸۸۴	۱۳۰۱	مارچ	۲۷	جمادی الاول	۲۸	
۹۴	چاند	کلی	″	″	اپریل	۱۰	جمادی الثانی	۱۳	دوپہر کے بعد
۹۵	چاند	کلی	″	″	اکتوبر	۴	ذی الحجہ	۱۴	
۹۶	سورج		″	″	اکتوبر	۱۹	ذی الحجہ	۲۹	آدھی رات کے بعد

گہنوں کی فہرست

نمبر سلسلہ	چاند گہن یا سورج گہن	کلی یا جزئی	سنہ عیسوی	سنہ ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن				
					انگریزی		عربی		
					مہینہ	تاریخ	مہینہ	تاریخ	دوپہر یا آدھی رات کے بعد
۹۷	چاند	جزئی	۱۸۸۵	۱۳۰۲	مارچ	۳۰	جمادی الثانی	۱۳	دوپہر کے بعد
۹۸	چاند	جزئی	〃	〃	ستمبر	۲۴	ذی الحجہ	۱۴	آدھی رات کے بعد
۹۹	سورج		۱۸۸۶	۱۳۰۳	اگست	۲۹	ذیقعدہ	۸	دوپہر کے بعد
۱۰۰	چاند	جزئی	۱۸۸۷	۱۳۰۴	فروری	۸	جمادی الاولی	۱۴	آدھی رات کے بعد
۱۰۱	چاند	جزئی	〃	〃	اگست	۳	ذیقعدہ	۱۳	دوپہر کے بعد
۱۰۲	سورج		〃	〃	اگست	۱۹	ذیقعدہ	۲۸	آدھی رات کے بعد
۱۰۳	چاند	کلی	۱۸۸۸	۱۳۰۵	جنوری	۲۸	جمادی الاولی	۱۴	دوپہر کے بعد
۱۰۴	چاند	کلی	〃	〃	جولائی	۲۳	ذیقعدہ	۱۳	آدھی رات کے بعد
۱۰۵	چاند	جزئی	۱۸۸۹	۱۳۰۶	جنوری	۱۷	جمادی الاولی	۱۴	آدھی رات کے بعد
۱۰۶	چاند	جزئی	〃	〃	جولائی	۱۲	ذیقعدہ	۱۳	دوپہر کے بعد
۱۰۷	سورج		〃	۱۳۰۷	دسمبر	۲۲	ربیع الثانی	۲۸	〃
۱۰۸	چاند	جزئی	۱۸۹۰	〃	جون	۳	شوال	۱۴	آدھی رات کے بعد
۱۰۹	سورج		〃	〃	جون	۱۷	شوال	۲۸	〃
۱۱۰	چاند	جزئی	〃	۱۳۰۸	نومبر	۲۶	جمادی الاولی	۱۳	دوپہر کے بعد
۱۱۱	چاند	کلی	۱۸۹۱	〃	مئی	۲۳	شوال	۱۴	〃
۱۱۲	سورج		〃	〃	جون	۶	شوال	۲۸	〃

گہنوں کی فہرست

نمبر سلسلہ	چاند گہن یا سورج گہن	مقدار گہن	سنہ عیسوی	سنہ ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن				
					انگریزی		عربی		
					مہینہ	تاریخ	مہینہ	تاریخ	دوپہر یا آدھی رات کے بعد
۱۱۳	چاند	کلی	۱۸۹۱	۱۳۰۹	نومبر	۱۶	ربیع الثانی	۱۳	آدھی رات کے بعد
۱۱۴	چاند	جزئی	۱۸۹۲	"	مئی	۱۱	شوال	۱۳	دوپہر کے بعد
۱۱۵	چاند	کلی	"	۱۳۱۰	نومبر	۴	ربیع الثانی	۱۳	"
۱۱۶	سورج		۱۸۹۳	"	اپریل	۱۶	رمضان	۲۸	"
۱۱۷	چاند	جزئی	۱۸۹۴	۱۳۱۱	مارچ	۲۱	رمضان	۱۳	دوپہر کے بعد
۱۱۸	سورج		"	"	اپریل	۶	رمضان	۲۸	آدھی رات کے بعد
۱۱۹	چاند	جزئی	۱۸۹۴	۱۳۱۲	ستمبر	۱۵	ربیع الاول	۱۴	آدھی رات کے بعد
۱۲۰	سورج		"	"	ستمبر	۲۹	ربیع الاول	۲۸	"
۱۲۱	چاند	کلی	۱۸۹۵	"	مارچ	۱۱	رمضان	۱۳	آدھی رات کے بعد
۱۲۲	سورج		"	"	مارچ	۲۶	رمضان	۲۸	"
۱۲۳	سورج		"	۱۳۱۳	اگست	۲۰	صفر	۲۸	دوپہر کے بعد
۱۲۴	چاند	کلی	"	"	ستمبر	۴	ربیع الاول	۱۴	آدھی رات کے بعد

رمضان شریف میں گہنوں کا دوسرا اجتماع

رمضان شریف میں گہنوں کا تیسرا اجتماع

یہ پینتالیس ۴۵ برس کے گہنوں کی فہرست ہے جو حدائق النجوم فارسی اور مسٹر کیتھ کی انگریزی کتاب یوز آف دی گلوبس سے نقل کی گئی ہے صرف سن ہجری کی مطابقت زیادہ کر دی گئی ہے اس فہرست میں دو باتوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔

پہلی بات یہ ہے کہ اس فہرست سے معلوم ہوا کہ ماہر علم ہیئت اور منجم نے خاص گہن کے

متعلق ایک سو چوبیس[۱۲۴] پیشینگوئیاں کیں اس طرح پر کہ اُن کے ہونے کی تاریخ اور وقت بیان
کر دیا اور یہ بھی بتا دیا کہ گہن پورا ہوگا یا پورا نہ ہوگا اور اُسی کے مطابق ظہور میں آیا۔ کیونکہ یہ کتابیں
مدتوں سے چھپی ہوئی مشہور ہیں مگر کسی نے غلطی کا الزام نہیں دیا۔ جو گہن اس وقت کے
لوگوں کے سامنے ہوئے وہ علانیہ اُس پیشینگوئی کے مطابق پائے گئے۔ اسی پر
ماہرین علم رمل اور جفر کو قیاس کرنا چاہیے کہ وہ گذشتہ اور آئندہ ہر ایک بات کی خبر دیتے
ہیں اسی طرح علم کہانت ہے پیشتر عرب میں کاہن ہوتے تھے اور آئندہ کی خبریں دیا کرتے
تھے۔ میں نے رسالہ **دلائل حقانی** کی تیسری دلیل میں ایک بغدادی کاہنہ کا ذکر کیا ہے
جس کی پیشینگوئیوں کا امتحان خراسان کے بادشاہ نے کیا۔ اہل کمال علما نے تیس برس
تک امتحان کیا اور اس کی سب پیشینگوئیوں کو سچا پایا۔ اسی طرح علم رمل وغیرہ کے ماہرین کی
پیشینگوئیاں بھی سچی ہوتی ہیں۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ جسقدر انھیں اُن علوم میں کمال اور تجربہ
ہوگا اُسیقدر اُن کی پیشینگوئیاں سچی ہوں گی۔ ممکن ہے کہ کسی کو ایسا کمال و تجربہ ہو کہ اُسکی ساری
پیشینگوئیاں سچی نکلیں اس کے غلط ہونے پر کوئی دلیل قرآن و حدیث میں نہیں معلوم ہوتی
اس سے بالیقین معلوم ہوا کہ پیشینگوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کسی مقدس کے لیے معیار صداقت
ہو سکے کیونکہ پیشینگوئی ایسے انسان بھی کرتے ہیں جو مقدس نہیں ہیں اور اُن کی پیشینگوئیاں

۱؎ البتہ مرزا صاحب حقیقۃ الوحی میں اپنی قرآن دانی کے زعم میں قرآن شریف سے اس دعوے کو ثابت کرنا چاہتے ہیں اور آیۃ ذیل
پیش کرتے ہیں عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ یعنی اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے
وہ اپنے غیب کو کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ مگر اُس کے جسے اوس نے اپنی رسالت کے لیے پسند کیا ہو۔ اس آیت سے یہ مطلب ثابت
کرنا چاہتے ہیں کہ نبی اور رسول کے سوا کوئی غیب کی خبر نہیں دے سکتا اور ظاہر ہے کہ پیشینگوئی کرنا غیب کی
خبر دینا ہے اسلیے پیشینگوئی وہی کریگا جو خدا کا رسول ہوگا

• **بھائیو!** یہ کیسی غلط فہمی یا مدہوشی ہے کہ محض غلط بات کو قرآن شریف کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ کیا تم اس سے
واقف نہیں ہو کہ نجومی اور رمال وغیرہ پیشینگوئیاں کیا کرتے ہیں۔ پھر کیا یہ سب خدا کے رسول ہیں؟ خدا سے ڈر کر اس کا جواب دو
مرزا صاحب کا بیان تو یہی کہہ رہا ہے کہ ان سب کو رسول ہونا چاہیے کیونکہ یہ لوگ پیشینگوئی کرتے ہیں اور پیشینگوئی کرنا غیب
کی خبر دینا ہے اور غیب کی خبر وہی دیتا ہے جو خدا کا رسول ہے اسلیے جو پیشینگوئی کرے وہ خدا کا رسول ہے۔ اب جماعت احمدیہ سے

صحیح بھی ہوتی ہیں البتہ انبیائے کرام کی پیشینگوئیاں سب سچی ہوتی ہیں ان میں غلط فہمی وغیرہ کا احتمال بھی نہیں ہوسکتا مگر چونکہ پیشینگوئی کرنا اور اُس کا سچا ہوجانا مشترک امر ہے اس لیئے اُسے صداقت کا معیار نہیں کہہ سکتے۔ البتہ انبیائے کرام کی نبوت ورسالت چونکہ اور دلیلوں اور معجزے سے ثابت ہوتی ہے اسلئے اُن کی پیشینگوئیاں سچی اور منجانب اللہ ہوتی ہیں اور دلائل نبوت کی مؤید اور روشن کرنے والی۔ یہی وجہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت پیشینگوئیاں فرمائیں اور جنکا وقت گذرچکا وہ سب[1] پوری ہوئیں مگر آپنے کسی وقت انھیں اپنی صداقت میں پیش نہیں فرمایا۔ اور طالبین معجزے کو کسی پیشینگوئی کا حوالہ نہیں دیا جماعت احمدیہ اس پر غور کرکے دیکھے کہ وہ کیسی غلطی میں پڑی ہے اور مرزا صاحب کی پیشینگوئیوں کو صداقت میں پیش کیا کرتی ہے حالانکہ اُن کی اکثر پیشینگوئیاں غلط ثابت ہوئیں خصوصاً وہ جنہیں اُنھوں نے نہایت ہی عظیم الشان کہہ کر اپنے دعوے کی صداقت میں پیش کیا تھا اس بیان سے دو طور سے مرزا صاحب کی ناراستی ثابت ہوئی۔

(بقیہ صفحہ ۲۳) کوئی دریافت کرے کہ مرزا صاحب کی یہی قرآن دانی ہے کہ آیت کا مطلب ایسا غلط بیان کرتے ہیں جس کی غلطی کسی پر پوشیدہ نہیں رہ سکتی اور مخالفین اسلام کو پورے طور سے مضحکہ کا موقع ملتا ہے۔ اس آیت کے صحیح معنے میں نے فیصلہ آسمانی حصہ سوم مطبوعہ ادارہ تحفظ ۱۹۸۶ء میں بیان کئے ہیں وہاں دیکھنا چاہئے غرضکہ قرآن مجید سے یہ ثابت کرنا کہ پیشینگوئی رسول خدا کے سوا کوئی نہیں کرسکتا محض غلط ہے ۱۲

[1] اور مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ حدیبیہ والی پیشینگوئی وقت انداز کردہ پر پوری نہ ہوئی محض غلط ہے اس کی تفصیل میں میں نے ایک خاص مضمون لکھا ہے یہ جھوٹا الزام جماعت احمدیہ کی زبان پر خوب مشق ہے۔ جہلا کو بھی سکھادیا گیا ہے۔ جب کسی نے مرزا صاحب کی غلط پیشینگوئیاں پیش کیں تو یہی جواب دیتے ہیں کہ رسول اللہ کی بھی بعض پیشینگوئیاں غلط ہوئی تھیں (استغفر اللہ) مرزا صاحب نے تو اپنے بچاؤ کے خیال سے لفظ "وقت انداز کردہ" زیادہ کیا تھا مگر عوام اس کو کیا سمجھ سکتے ہیں اُنھوں نے یہ سمجھا کہ جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعض پیشینگوئیاں پوری نہیں ہوئیں اسی طرح مرزا صاحب کی بھی نہیں ہوئیں اسمیں کوئی حرج نہیں ہے حالانکہ یہ خیال محض غلط ہے۔ میں نے فیصلہ آسمانی کے حصہ سوم میں کتب سابقہ اور قرآن مجید سے ثابت کردیا ہے کہ سچے رسول کی ایک پیشینگوئی بھی جھوٹی نہیں ہوسکتی جس کی ایک پیشینگوئی بھی جھوٹی ہوجائے وہ قطعاً جھوٹا ہے ۱۲

اول مرزا صاحب شہادۃ القرآن کے صہ ۵ میں لکھتے ہیں کہ "پیشین گوئیاں کوئی معمولی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہو بلکہ اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہے"۔ یہ کیسا ناراست اور محض غلط دعوے ہے جسے کچھ بھی علم اور دنیا کی حالت پر نظر ہے وہ رمال اور نجومیوں کی پیشین گوئیاں دیکھتا ہے اور اُن کے سچے ہونے کا بھی تجربہ کرتا ہے۔ **دوم** مرزا صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے صدق یا کذب جانچنے کے لیئے ہماری پیشینگوئی سے بڑھکر اور کوئی امتحان نہیں ہوسکتا (آئینہ کمالات اسلام کا صفحہ ۲۸۸ ملاحظہ ہو) صداقت کا یہ معیار کسی نبی نے نہیں بیان فرمایا۔ غرضکہ پیشینگوئی کو صداقت کا معیار بتانا صادقوں کا کام نہیں ہوسکتا اور نہ پیشینگوئی صداقت کی معیار ہوسکتی ہے کیونکہ مختلف قسم کے انسان پیشینگوئی کرتے ہیں پیشینگوئی کرنا انبیاء سے مخصوص نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس قلیل مدت یعنی چھیالیس ۴۶ برس میں تین مرتبہ چاند گہن اور سورج گہن کا اجتماع رمضان شریف کی ۱۳ تاریخ اور ۲۸ میں ہوا۔

پہلا اجتماع گہنوں کا

سنہ ۱۲۶۷ھ میں جو مطابق ہے سنہ ۱۸۵۱ء کے اس گہن کا ظہور ہندوستان میں ہوا[1] اور اس کے دیکھنے والے اس وقت تک موجود ہیں ان گہنوں کی تاریخ وہی ۱۳۔ اور ۲۸ **رمضان** ہے جن تاریخوں کے گہنوں کو مرزا صاحب مہدی کا نشان کہتے ہیں اُس وقت مرزا صاحب کی عمر گیارہ یا بارہ برس کی ہوگی کیونکہ اُنھوں نے کتاب البریہ کے صہ ۱۴۶ میں اپنی پیدائش سنہ ۱۸۳۹ء یا سنہ ۱۸۴۰ء کی بتائی ہو غرضکہ

---

[1] بعض نادان مرزائیوں کو دیکھا کہ وہ اس گہن کو بھی مرزا صاحب ہی کا نشان سمجھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک نشان دعوے سے قبل ہوا اور ایک بعد ہوا مگر یہ کہنا خود مرزا صاحب کے قول کے خلاف ہے اُن کے مریدین کو چونکہ راستی سے کچھ واسطہ نہیں ہے اسلیئے ناواقفوں کے روبرو جیسا موقع دیکھتے ہیں ویسی بات بنا دیتے ہیں اس کا جواب ملاحظہ ہو ضمیمہ انجام آتھم کے

یہ گہن اُن کے دعوے کے بہت پہلے ہی اس گہن کا اجتماع رمضان کے ۱۳ - ۲۸ کو ایسا صحیح ہی کہ دو ماہر فن نجوم کے لکھنے کے علاوہ نہایت معتبر اہل کمال اور بعض دیگر سن رسیدہ حضرات اپنا معائنہ و مشاہدہ بیان کرتے ہیں۔

دوسرا اجتماع گہنوں کا

سنہ ۱۳۱۱ھ کے رمضان میں ہوا جو سنہ ۱۸۹۴ء کے مطابق ہی اس گہن کا ظہور ہندوستان میں نہیں ہوا بلکہ امریکہ میں ہوا جسوقت مسٹر ڈوئی مدعی مسیحیت وہاں موجود تھا۔ ہندوستانی جنتریوں میں اس چاند گہن کی تاریخ ۱۲ ہی ۱۳ نہیں ہی مرزا صاحب نے ہندوستان میں رہ کر اس کی تاریخ بھی ۱۳ بتائی ہے اور حقیقۃ الوحی میں اس گہن کو بھی اپنا نشان بتایا ہی اور محض غلط حوالہ دیدیا ہے کہ ایک حدیث میں آیا ہی کہ مہدی کے وقت میں ایسے گہن دو مرتبہ ہوں گے حالانکہ کسی حدیث میں یہ مضمون نہیں ہی۔ اس صریح جھوٹ کے علاوہ اس گہن کا وجود ہندوستان میں نہیں ہوا جہاں مرزا صاحب کا وجود ہے بلکہ

مرزا صاحب کا غلط حوالہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵) صفحہ ۶۲ میں مرزا صاحب نے حدیث کا ترجمہ لکھا ہی اس میں وہ صاف لکھتے ہیں کہ وہ دونوں نشان مہدی کے وقت میں ہوں گے اور سنہ ۱۲۶۷ھ کا گہن مرزا صاحب کے ادعا کے وقت میں نہیں ہی بلکہ اُسوقت میں ہی کہ اس دعوے کا ادنہیں خیال بھی نہ ہوگا۔ پھر صفحہ ۵ میں لکھتے ہیں کہ نشانوں کے ظاہر کرنے کے لیئے سنت اللہ یہی ہی کہ وہ سچے مدعی کے دعوی کی تصدیق کے لیئے ہوتے ہیں بلکہ ایسے وقت میں ہوتے ہیں جبکہ اس مدعی کی تکذیب سرگرمی سے کیجائے اسکے بعد لکھتے ہیں "اس تحقیقات سے ثابت ہی کہ نشان کے لیئے ضرور ہی کہ تکذیب کے بعد ظاہر ہو"۔ اس آخر کے قول نے نہایت ہی وضاحت سے ثابت کر دیا کہ سنہ ۱۲۶۷ھ کا گہن مرزا صاحب کے لیئے نشان نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ وہ اُن کے دعوے اور اس کی تکذیب سے بہت پہلے ہی البتہ مرزا صاحب کے خیال کے موافق اگر اسے علامت کہا جائے تو علی محمد بابی کے لیئے ہوگا کیونکہ اُس کے دعوے نبوت و مہدویت اور اس کی تکذیب کے بعد یہ گہن ہوا ہی جسوقت اُس کا خلیفہ اُس کے دعوے کو روشن کر رہا تھا یہ فرقہ اب تک موجود ہے۔ چنانچہ ٹرکی۔ لندن۔ فرانس۔ امریکہ۔ کلکتہ اور بمبئی اور رنگون میں بھی اُس کے پیرو ہیں۔ اور اب چھپرے میں آگئے ہیں اور ان کا سرگروہ عبد البہا ہی لندن کے معززین اسکے مرید ہوگئے ہیں اس فرقہ کو بہائیہ کہتے ہیں اور بابی بھی کہتے ہیں ۱۲

اُس ملک میں ہوا جہاں اُن کی طرح ایک دوسرا مدعی رسالت موجود ہے۔ اُن کی عقل پر افسوس ہے کہ جو چیز ایک جھوٹے مدعی کے ملک میں اُسکے دعوے کے وقت میں پائی جائے اُسے مدعی صادق کی علامت کہتے ہیں۔

تیسرا اجتماع گہنوں کا

سنہ ۱۳۱۲ھ کے رمضان شریف کی ۱۳-۲۸ مطابق ۲۶ مارچ کے ہوا ہی گہن ہے جسے مرزا صاحب نے اپنے لیئے آسمانی شہادت ٹھرایا ہے۔ اور دار قطنی کی روایت کا مصداق قرار دیا ہے۔ مگر یہاں غور کرنا چاہیئے کہ چھیالیس برس کے گہنوں میں یہہ تیسری مرتبہ رمضان کی ۱۳-۲۸ تاریخ کو دونوں گہنوں کا اجتماع ہوا ہے پھر یہ گہن اُس حدیث کا مصداق کس طرح ہو سکتا ہے جس کی نسبت حدیث میں نہایت صاف طور سے یہ ارشاد ہے لَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ یہ جملہ حدیث کے شروع میں بھی ہے اور آخر میں بھی ہے آخر میں لَمْ تَكُونَا کی ضمیر یقینی طور سے چاند گہن اور سورج گہن کی طرف پھرتی ہے کوئی دوسرا مرجع اس ضمیر کا نہیں ہو سکتا اس لیئے اس جملہ کے یہی معنے ہیں کہ جب سے آسمان و زمین اللہ تعالیٰ نے پیدا کیئے ہیں اُسوقت سے لیکر اس مہدی کے وقت تک ایسا چاند گہن اور سورج گہن کبھی نہ ہوا ہوگا یعنی وہ دونوں گہن ایسے بے مثل و بے نظیر ہوں گے کہ اس سے پہلے کسی وقت اُنکی نظیر نہیں مل سکتی۔ اسپر خوب نظر رہے کہ حدیث کے اس آخری جملہ میں خاص اُن گہنوں کو بے نظیر کہا ہے جن کا ذکر اس سے پہلے جملہ میں ہوا اور اس سال کا گہن تو ایسا ہی کہ جسکی ایک نظیر اُس سے ایک سال پہلے یعنے سنہ ۱۳۱۱ھ میں موجود ہے پھر وہ بے نظیر کس طرح ہو سکتا ہے؟ اور جب وہ بے نظیر نہیں ہے تو دار قطنی کی حدیث کا مصداق نہیں ہو سکتا اور لطف یہ ہے کہ پہلی نظیر جسوقت اور جس ملک میں پائی گئی اُس وقت اُس ملک میں ایک

مدعی رسالت یعنی مسٹر ڈوئی موجود ہی اگرچہ وہ جھوٹا ہی مگر جس گہن کو مرزا صاحب سچے رسول کی علامت بیان کرتے ہیں وہ علامت جھوٹے مدعی کے وقت اسی کے ملک میں پائی گئی پھر یہ کیسے عقل پر پردے پڑے ہیں کہ وہ علامت جو نہایت صاف طور سے جھوٹے کے وقت اور اُسکے ملک میں پائی جائے اُسے سچے رسول کی نشانی کہا جاتا ہی افسوس! بلکہ واقعات کا معائنہ کرکے یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ دونوں گہن یعنی سنہ ۱۳۱۱ھ و سنہ ۱۳۱۲ھ کے جھوٹوں کی نشانی ہوئی پہلے امریکہ میں مسٹر ڈوئی کی علامت ہوئی اُسکے ایک سال کے بعد ہندوستان میں مرزا صاحب کی علامت کا ظہور ہوا۔ غرضکہ دونوں جھوٹوں کے وقت میں یہ دونوں گہن پائے گئے۔ جس سے اس طرف اشارہ ہوا کہ ان دونوں شخصوں سے ان ملکوں میں ایسی ہی تاریکی پھیل رہی ہی جیسے گہن سے تاریکی ہوجاتی ہی۔ مگر یہ گہن صادق کی علامت اور حدیث کا مصداق کسی طرح نہیں ہوسکتا کیونکہ حدیث کا مصداق تو وہی گہن ہوسکتا ہی جو بے نظیر ہو اور اس گہن کی ایک نظیر ایک ہی برس پہلے موجود ہی اور دوسری نظیر پینتالیس برس پہلے گذر چکی ہی غرضکہ دو نظیریں چھیالیس برس کے عرصہ میں بالیقین موجود ہیں جنکے معائنہ اور مشاہدہ کرنے والے اسوقت تک زندہ ہیں۔ اور اگر نظر کو وسیع کرکے دیکھا جائے تو علم نجوم کے قاعدے کے رو سے سنہ ۱۱۷ھ سے سنہ ۱۳۱۲ھ تک اٹھارہ مرتبہ رمضان شریف کے انھیں تاریخوں میں گہنوں کا اجتماع ہوا ہے۔ **ان سائی کلو پیڈیا برٹنیکا** کی جلد ۷ میں گہن کی حالت بیان کرکے ۷۶۳ برس قبل مسیح سے سنہ ۱۹۰۱ء تک کا تجربہ اُسکے مطابق بیان کیا ہی اُس کے بعد لکھا ہی کہ تجربہ سابق سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر ثابت شدہ یا مانے ہوئے گہن کے (۲۲۳) برس قبل اور بعد اُسی قسم کا گہن ہوتا ہے یعنی وہ مانا ہوا اور معینہ گہن جسوقت اور جس مہینہ میں جس طور کا ہوگا (۲۲۳) برس کے قبل اور بعد بھی ان ہی خصوصیات کے ساتھ ویسا ہی دوسرا ہوگا۔

اب ذیل کی مثال میں غور کرو کہ سنہ ۱۲۶۷ھ سے سنہ ۱۳۱۲ھ تک چھیالیس برس ہوتے ہیں۔

ان میں تین مرتبہ گہنوں کا اجتماع رمضان کی ۱۳ - ۲۸ کو ہوا - اور اُن کے دیکھنے والے موجود ہیں اب اِن تینوں گہنوں میں اُس قاعدے کو جاری کر کے دیکھا جاتا ہے کہ کس کس وقت میں گہنوں کا اجتماع رمضان کی ۱۳ - ۲۸ کو ہوا ہے اور اُن وقتوں میں کون کون مدعی تھا - ذیل میں اُس کا حساب پیش کر کے اُن مدعیوں کا نام بتاتا ہوں جو میرے علم میں ہیں اور واقع میں کتنے ہوتے ہیں اس کو زیادہ ماہرین تاریخ جان سکتے ہیں ؞

پہلا نقشہ

گہنوں کے اجتماع کا رمضان کے ۱۳ ۲۸ کو جو ۱۸۵۱ء مطابق ۱۲۶۷ھ کے گہن کے حساب کے نسبے ہوتا ہے

نمبر شمار	سنہ ہجری	سنہ عیسوی	نام مدعیان مہدویت یا نبوت	کیفیت
۱	۱۱۷	۷۳۶	طریف	دوسری صدی کی ابتدا میں یہ بادشاہ ہوا تھا اور صاحب شریعت نبی ہونیکا دعویٰ کیا سنہ ۱۲۶ھ میں یہ مرا اور اس کا بیٹا صالح بادشاہ ہوا اس کے دعوے کے وقت میں سنہ ۱۱۷ھ میں گہنوں کا اجتماع ہوا یہ پہلی شہادت آسمانی ہے اسکے وقت میں دو مرتبہ گہنوں کا اجتماع لکھا گیا ہے وہ ڈاکٹر عبد الحکیم کی کتاب سے نقل کیا گیا تھا اور یہاں اُس قاعدے سے لکھا گیا ہے جو انسائکلوپیڈیا میں لکھا ہے ڈاکٹر صاحب نے جو الذکر الحکیم نمبر ۵ میں گہنوں کا نقشہ دیا ہے وہ اجتماع رمضان میں تو ہے مگر

نمبر شمار	سنہ ہجری	سنہ عیسوی	نام مدعیان مہدیت یا نبوت	کیفیت
				غالباً یہ التزام نہیں ہو کہ ۱۳-۲۸ کو ہو۔ اور ہیں جو نقشے لکھ رہا ہوں ان میں وہی گہن ہیں جو رمضان کے ۱۳-۲۸ کو ہوئے ہیں۔
۲	۳۴۶	۹۵۹	ابو منصور عیسیٰ	سنہ ۳۴۱ھ میں اپنے باپ ابو الانصار کے تخت سلطنت کا مالک ہوا اور نبوت کا دعویٰ کیا اور نہایت زور کی سلطنت ہوئی اور مغرب کے تمام قبیلوں کے سردار اسے سجدہ کرتے تھے سنہ ۳۶۹ھ میں یہ مارا گیا اور سنہ ۳۴۶ھ میں جو اس کے دعوے نبوت کا وقت ہو گہنوں کا اجتماع ہوا۔ تاریخ ابن خلدون ملاحظہ ہو۔ شاید کوئی احمدی کہدے کہ ہم نے سارا ابن خلدون چھان مارا مگر ابو منصور کا حال نہ ملا اس لیئے میں نے رسالہ عبرت خیز میں ابن خلدون کی عبارت مع ترجمہ کی لکھدی ہے۔ اور اُس کی جلد و صفحہ کا حوالہ بھی دیدیا ہے
۳	۵۷۶	۱۱۸۲		
۴	۸۰۶	۱۴۰۵		
۵	۱۰۳۶	۱۶۲۸		
۶	۱۲۶۷	۱۸۵۱		

دوسرا نقشہ

گہنوں کے اجتماع کا رمضان شریف کے ۱۳۔۲۸ کو جو ۱۸۹۴ء مطابق ۱۳۱۱ھ کے گہن کے حساب کرنیسے ہوتا ہے

نمبر	سنہ ہجری	سنہ عیسوی	نام مدعیان مہدویت یا نبوت	کیفیت
۷	۱۹۱	۷۷۹	صالح	صالح نے ۱۲۷ھ میں نبوت کا دعویٰ کیا اور اُس کے وقت میں دو مرتبہ گہنوں کا اجتماع رمضان میں ہوا پہلے مرتبہ اس سن میں پھر ۱۶۲ھ میں اسکے دعوے کی حالت رسالہ عبرت خیز میں دیکھنا چاہیے جو صحیفہ رحمانیہ کے نمبر ۸۔۹ میں چھپا ہے۔[1] اُس میں تاریخ کا حوالہ معہ صفحہ بتایا ہے۔
۸	۳۹۱	۱۰۰۲		
۹	۶۲۱	۱۲۲۵		
۱۰	۸۵۰	۱۴۴۸		
۱۱	۱۰۸۰	۱۶۷۱		
۱۲	۱۳۱۱	۱۸۹۴	مرزا صاحب	اس گہن کا ظہور ہندوستان میں نہیں ہوا بلکہ امریکہ میں ہوا جس وقت مسٹر ڈوئی وہاں مسیح موعود ہونیکا جھوٹا مدعی تھا۔

[1] صفحہ ۱۱ سے ۲۸ تک مطبوعہ بار دوم رحمانیہ پریس مونگیر ۱۲

تیسرا نقشہ

گہنوں کا اجتماع کا رمضان شریف کے ۱۳ - ۲۸ کو جو سنہ ۱۸۹۵ء مطابق سنہ ۱۳۱۲ھ کے گہن کے حساب کرنے سے ہوتا ہے

نمبر شمار	سنہ ہجری	سنہ عیسوی	نام مدعیان مہدویت یا نبوت	کیفیت
۱۳	۱۶۲	۷۸۰	صالح	صالح کا دعویٰ نبوت پورے ۴۶ برس رہا اس کے دعوے کے وقت میں دو مرتبہ گہنوں کا اجتماع رمضان کی ۱۳-۲۸ کو ہوا جس طرح مرزا صاحب کے وقت میں ہوا۔ پہلی شہادت آسمانی ہیں اسکے وقت میں صرف ایک مرتبہ سنہ ۱۵۲ میں گہن ہونا لکھا گیا ہے۔ وہ ڈاکٹر عبدالحکیم کی کتاب سے نقل کیا گیا ہے شاید وہ رمضان کی دوسری تاریخوں میں ہو۔
۱۴	۳۹۳	۱۰۰۳		
۱۵	۶۲۲	۱۲۲۶		
۱۶	۸۵۲	۱۴۴۹		
۱۷	۱۰۸۱	۱۶۷۲		
۱۸	۱۳۱۲	۱۸۹۵	مرزا صاحب	

اس بیان سے نہایت روشن ہو گیا کہ ۱۳۱۲ھ کا گہن امام مہدی کا نشان کسی طرح نہیں ہو سکتا کیونکہ حدیث میں نہایت صفائی سے کہا گیا ہے کہ وہ ایسا گہن ہو گا کہ اس سے قبل جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں کسی وقت اس طرح کے گہن نہ ہوتے ہوں گے۔ اور اب معائنہ اور صرف نجوم کے ایک قاعدے سے معلوم ہوا کہ بارہ سو برس کے عرصہ میں اٹھارہ مرتبہ اسی قسم کے گہن ہوئے۔ اور بعض مرتبہ اُن گہنوں کے وقت میں مدعی نبوت بھی تھے۔ اسلیے اس گہن کو دار قطنی کی حدیث کا مصداق بتانا کسی راستباز صاحب عقل کا کام نہیں ہو سکتا۔ اسے خوب یاد رکھنا چاہیے کہ ان نقشوں کو دکھانا اور مدعیان نبوت کی نظیروں کو پیش کرنا ہمیں ضرور نہیں ہے۔ مرزا صاحب کے کذب ثابت کرنے کے لئے اس قدر کافی ہے کہ جس حدیث سے انہوں نے ایسا عظیم الشان دعویٰ ثابت کرنا چاہا ہے وہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اور اگر صحیح مان لیا جائے تو اس کے وہ معنے ہرگز نہیں ہیں جو مرزا صاحب بیان کرتے ہیں اس کی تشریح کامل طور سے بیان کی جائے گی۔ ان نقشوں کا پیش کرنا خیر خواہانہ نظر سے ہے تاکہ وہ کسی طرح سمجھیں۔

اُن گہنوں کے بے نظیر ہونے کے ثبوت میں میں نے اُس روایت کا ایک جملہ اس سے پیشتر نقل کیا ہے آئندہ بیان سے ظاہر ہو جائے گا کہ اس حدیث میں پانچ جملے ہیں اور پانچوں جملے ثابت کرتے ہیں کہ وہ گہن بے نظیر ہو گا اور اس بے نظیر ہونیکے یہ معنے ہرگز نہیں ہو سکتے کہ کسی مدعی کے پیدا ہونے اور اس کی کثرت اشتہارات سے وہ بے نظیر اور خرق عادت ہو جائے گا (جیسا کہ مرزا صاحب حقیقۃ الوحی وغیرہ میں لکھ رہے ہیں) اور اگر اس وقت کوئی مدعی نہ ہو گا تو وہ معمولی گہن ہے۔ ایسا دعوے کوئی فہمیدہ ذی علم نہیں کر سکتا۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ خاص وہ دونوں گہن بے نظیر ہوں گے (حدیث کا وہ جملہ مع اُس کی تشریح کے اوپر بیان ہو چکا ہے) اسکے علاوہ ایک معمولی چیز کسی کے دعوے اور اشتہاروں سے بے نظیر نہیں ہو سکتی

ــــــــــــ
ـه صفحہ ۲۷ پر ملاحظہ ہو ۱۲

اور نہ اُس حدیث میں کوئی جملہ یا کوئی لفظ ایسا ہی جس سے اُس مہدی کے دعویٰ کرنے
اور اشتہارات تقسیم کرنے کا اشارہ بھی پایا جاتا ہو۔ پھر یہ ایجاد بندہ کر کے حدیث میں داخل
کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا نہیں تو کیا ہے؟

یہ تو فرمایئے کہ جب اس طرح کے گہنوں کا اجتماع ایک مقررہ قاعدہ ہے اور ہنود نے
اور نصاریٰ نے اور مسلمانوں نے آئندہ گہنوں کی فہرستیں لکھی ہیں اور چھپی ہوئی مشتہر ہیں تو اگر کوئی
اِس علم کا ماہر صرف اس قاعدے کو معلوم کر کے یا ایسی فہرست اور جنتریاں دیکھ کر جن سے آئندہ کے
کسوف و خسوف معلوم ہوتے ہیں اپنے وقت میں اِس قسم کے گہنوں کا ہونا معلوم کر لے
اور دارقطنی والی حدیث بھی اُس کے پیش نظر ہو۔ اور مرزا صاحب کی طرح اُسے عبارت
کے بے تکے معنی بھی بنانا آتے ہوں اور شرارت سے مہدی ہونے کا دعوے کر دے تو
وہ مہدی ہو جائے گا؟ اور اسپر کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ مرزا صاحب نے اس قسم کی جنتری یا ایسی
فہرست دیکھ کر یہ دعویٰ نہیں کیا بلکہ الہام سے کیا؟

مرزا صاحب جو حقیقۃ الوحی میں اس دعوے کی صداقت میں یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ
بارہ برس پہلے اللہ تعالےٰ نے مجھے اس نشان کی خبر دی تھی۔ مگر یہ محض غلط ہی بارہ برس
پہلے خاص اس پیشینگوئی کا ذکر مرزا صاحب نے نہیں کیا۔ اور عام دعوے کر کے کسی خاص
واقعہ کو اُس کے ظہور کا مصداق بتانا کسی راست گو کا کام نہیں ہوسکتا۔ اور اگر حدائق النجوم
وغیرہ دیکھ کر بارہ برس پہلے اس گہن کا ہونا معلوم کیا ہو اور دارقطنی کی حدیث پر نظر پڑی ہو
اِسلیئے انہوں نے بے سمجھے اپنا نشان بنانے کی کوشش کی اور غل مچا دیا ہو تو عجب نہیں ہے
ان باتوں کے علاوہ ہمنے بطور احسان اور بکمال خیر خواہی مذکورہ نقشوں میں بعض مدعیان
نبوت کا نام بھی بتا دیا جن کے وقت میں چاند گہن اور سورج گہن کا اجتماع مذکورہ تاریخوں میں
ہوا۔ اور مسٹر ڈوئی مدعی نبوت ان کے علاوہ ہے اب مرزا صاحب کے کاذب ماننے میں حضرات
مرزائیوں کا کوئی عذر باقی نہیں رہا طالبین حق کے لیئے عالم واقعات میں صرف ایک نظیر

صالح کی مرزا صاحب کے ثبوت کذب کے لئے کافی ہے۔ اس نظیر نے مرزا صاحب کو ہر طرح کاذب ثابت کر دیا۔ کیونکہ مرزا صاحب کہتے تھے کہ مجھ سے پہلے کسی مدعی نبوت کے وقت میں اس قسم کا گہن نہیں ہوا مگر صالح نے مرزا صاحب کے اس دعوے کو غلط کر دیا کیونکہ اس کے وقت میں بھی اس قسم کا گہن ہوا اسی طرح اُن کا یہ دعوے تھا کہ کوئی جھوٹا مدعی ۲۳ برس کامیاب نہیں رہتا بلکہ ذلت سے مارا جاتا ہے صالح باوجود کاذب ہونیکے ۴۷ برس خود بادشاہ رہا اور اس کی اولاد میں کئی سو برس تک سلطنت رہی (رسالہ عبرت خیز ملاحظہ ہو)

اس بیان کے بعد ہم بچنتہ دعوے سے کہتے ہیں کہ ہمارے اس مختصر بیان سے جماعت احمدیہ کو ماننا پڑیگا کہ ۱۳۱۲ھ میں جو چاند گہن اور سورج گہن کا اجتماع رمضان شریف میں ہوا ہے یہ مرزا صاحب یا کسی دوسرے مدعی مہدویت کی صداقت کا نشان نہیں ہو سکتا اگر وہ حدیث صحیح ہو تو اس کے وہ معنی نہیں ہیں جو مرزا صاحب نے سمجھے ہیں۔ حدیث میں جن گہنوں کے اجتماع کو مہدی کا نشان بتایا ہو وہ ایسا ہونا چاہیئے جو اس سے پہلے کبھی نہوا ہو اور جو اجتماع حضرت آدمؑ کے وقت سے اسوقت تک سینکڑوں مرتبہ ہو لیا ہو وہ کسی کے صدق یا کذب کا نشان نہیں ہو سکتا مگر جس کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہو وہ آفتاب کو نہیں دیکھ سکتا جب تک پردہ آنکھوں سے نہ ہٹائے۔

الحاصل اسپر غور کیا جائے کہ اس مختصر تحریر سے مرزا صاحب کی آسمانی شہادت کیسی خاک میں ملگئی کتنے تحریروں اور رسالوں کا کافی جواب ہوگیا جن کی آنکھیں ہوں وہ دیکھیں یہ بے بنیاد عمارت تھی جسے آپ افتادہ دیکھ رہے ہیں یہی نشان تھا جس پر مرزا صاحب نے اپنی فضیلت ثابت کرنا چاہی ہو اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں قصیدہ اعجازیہ میں لکھا ہو۔

لہ ضمیمہ انجام اتھم کا صفحہ ۴۹ و ۵۰ و ۱۳۹ ملاحظہ کیا جاے ۱۲

سیدا عجاز کا یہ نمونہ
اسکے اعجاز کیحالت

لہ خسف القمر المنیر وان لی غسا القمران المشرقان اتنکر
آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیئے چاند کے گہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لیئے چاند اور

سورج دونوں کا نشان ہوا۔ اب تو کیا انکار کرے گا اے انکار کرنے والے"۔ یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیئے تو صرف چاند گہن ہوا تھا اور میرے لیئے چاند گہن اور سورج گہن دونوں ہوتے جو سچے مہدی کی نشانی ہے یعنی اس نشان میں مرزا صاحب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ گیئے اور ایک طور کی فضیلت ثابت ہوتی (نعوذ باللہ منہ)

الحمد للہ فضیلت تو کیا ثابت ہوتی اصل صداقت ہی کا ثبوت ہوا بلکہ آفتاب کی طرح روشن ہوگیا کہ مرزا صاحب کا دعویٰ غلط تھا معمولی طور سے گہنوں کے اجتماع کو نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی صداقت کا نشان بتایا ہو اور نہ ایسے واقعات کسی کی سچائی کی شہادت ہوسکتے ہیں۔ خصوصاً ایسے شخص کے لیئے جسکے کذب پر متعدد شہادتیں اندرونی اور بیرونی ہوچکی ہوں جن کی زبان نے جن کے علانیہ اقرار نے اپنے آپ کو کاذب ثابت کردیا ہو۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

یہاں جو شعر نقل کیا گیا ہو وہ اُس قصیدہ کا شعر ہے جسے مرزا صاحب اپنا معجزہ سمجھتے ہیں اور اس کا نام **اعجاز احمدی** رکھا ہو اور اتنا بڑا دعوے ہو کہ اُسے تمام فصحا کے کلام پر اور قرآن مجید پر بھی غالب کہتے ہیں چنانچہ ضمیمہ نزول المسیح کے صدا سطر ۲ میں لکھتے ہیں ؎

وکان کلام معجزاتہ لہ کذلک لی قول علی الکل یبہر

اس کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں۔ اُسکے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) معجزات میں سے معجزانہ کلام بھی تھا۔ اسی طرح مجھے وہ کلام دیا گیا جو سب پر غالب ہے"۔

لہ مرزا صاحب نے اپنے شعر کے ترجمہ میں بے ادبی کے الفاظ لکھے تھے اس لیئے اُن کے ترجمہ میں اصلاح کردی گئی باقی مطلب وہی ہے ۱۲

دیکھا جائے کس صفائی سے مرزا صاحب اپنے کلام کو تمام کلاموں پر غالب بتا رہے ہیں
کوئی قید نہیں لگاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام معجز یعنے قرآن مجید کا ذکر کرکے کہتے
ہیں کہ جو کلام مجھے دیا گیا ہے وہ سب پر غالب ہے۔ اب ان کے کلام کا عموم اور طرز بیان نہایت
صاف بتا رہا ہے کہ مرزا صاحب کو دعوےٰ ہے کہ میرا کلام قرآن مجید پر بھی غالب ہے یعنے
اُس سے عمدہ ہے اب ان کے مریدین بھی اُسے معجزہ مانتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ کوئی اُسکے
مثل نہیں لکھ سکتا۔ اور جو لکھنے کا ارادہ کرے گا وہ سال کے اندر مر جائے گا۔

اب یہاں دو باتیں قابل لحاظ ہیں۔ ناظرین غور سے ملاحظہ کریں۔

پہلی بات۔ مذکورہ دو شعروں میں مرزا صاحب اپنی فضیلت دو طور سے بیان کرتے
ہیں۔ پہلے شعر میں یہ دعویٰ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ صرف چاند گہن تھا
اور میرا معجزہ چاند اور سورج دونوں کا گہن ہے۔ دوسرے شعر میں اپنے کلام کو قرآن مجید پر
غالب بتاتے ہیں اور یہ بھی دعوےٰ ہو رہا ہے کہ عرب سے عجم تک کوئی جواب نہیں لکھ سکتا
اس صریح دعوے کے بعد اس کے اعجاز میں قیدیں لگائی ہیں اُنھیں دیکھیے۔

دوسری بات۔ جس قصیدہ کو اعجاز قرار دیا ہے اُس کے اعجاز کو بیس۲۰ دن کے اندر
محدود کیا ہے مولوی ثناء اللہ صاحب کو لکھتے ہیں کہ بیس۲۰ دن کے اندر اس کا جواب لکھ کر
اور چھپوا کر میرے پاس بھیجدو اگر اس مدت کے بعد آیا تو ہم ردی کی طرح اُسے پھینک دینگے
اس اعجاز میں اول تو بیس۲۰ دن کی قید لگائی دوسرے اس کے ساتھ ایک دھمکی دی کہ جو
کوئی اسکے جواب لکھنے کا ارادہ کریگا وہ سال کے اندر مر جائے گا۔

اب ناظرین اُن عظیم الشان دعووں کے بعد ان بیہودہ باتوں میں غور کریں دعوےٰ تو
یہ تھا کہ میرا کلام سب پر غالب ہے اور عرب اور عجم میں اُس کا کوئی جواب نہیں دے سکتا
اس کے بعد یہ کہنا کہ بیس روز کے اندر جواب چھپوا کر بھیجدو کیسی عام فریب بات ہے۔ اسمیں اول تو
یہ دیکھا جائے کہ بیس روز میں تو صرف ہندوستان میں اس دعوے کی اطلاع بھی نہیں ہو سکتی۔ اور عرب

عجم تو بہت دُور ہے۔ اگر کسی کو خبر پہنچنے کا دعوے ہے تو بتاہے کہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۲ء کے بیس روز پہلے
تمام علمائے ہند کے پاس کس ذریعہ سے اطلاع دی گئی۔ آیا تار دئے گئے یا خط بھیجے
گئے لیسے انداز سے کہ بیس روز قبل اُنھیں اطلاع ہوگئی اور اطلاع کے بعد وہ لکھ نہ سکے
مگر ایسا ہرگز نہیں ہوا۔ کوئی اس کو ثابت نہیں کرسکتا۔ بہت سے علما کی شہادتیں پیش
ہوسکتی ہیں کہ اُنھیں برسوں کے بعد اطلاع ہوئی کسی ذریعہ سے اور بعض کو اب تک بھی نہوئی
ہوگی۔ پھر یہ کہدینا کہ کوئی جواب نہیں دیسکا کیسا جھوٹا دعوے ہے۔ اب اگر اطلاع کے بعد جواب
لکھنا اور پانچ جزو کا چھپوا کر بیس روز کے اندر قادیان بھیجدینا کیسے ممکن ہے اگر کسی کو اطلاع ہوئے
تو جواب لکھنے کا قصد بھی نہیں کرسکتا کیونکہ جانتا ہے کہ اس مدت کے اندر ہم چھپوا کر بھیج نہیں
سکتے کیونکہ کوئی مطبع قابو میں نہیں ہے کہ ہمارے کہنے کے مطابق جلد چھاپ دے۔ جواب
کے لیئے دشواریاں سونچکر اُس کے لاجوابی کا دعویٰ کردیا۔ اور سمجھ لیا کہ اگر کوئی جواب لکھیگا
بھی تو بالضرور اس مدت کے بعد آئے گا اور ہم اسے ردی کی طرح پھینکدینگے یہ کیسی
صریح چالاکی کرکے بیوقوفوں پر اپنا اعجاز ثابت کرنا چاہتے ہیں اور جب یہ کہا گیا کہ اعجاز
کے اندر یہ مدت کیسی جب کلام معجز ہے تو ہر وقت اور ہر حال میں اُس کا معجز ہونا چاہیے
جس طرح قرآن مجید کلام معجز ہے۔ یہ تخصیص اور تعیین وقت تو اعجاز میں نہیں ہوسکتی۔ تو بڑے
خلیفہ صاحب اپنی کتاب میں یہ جواب دیتے ہیں کہ غلام احمد کو برابری کا دعوے نہیں ہے
وہ اپنے آپ کو غلام احمد کہتے ہیں۔ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں۔
اسلیئے اپنے کلام کی نسبت وہ دعوے نہیں کرتے جو قرآن مجید کی نسبت کیا گیا ہے۔
یعنے قرآن مجید میں یہ دعویٰ ہے کہ کسی وقت کوئی اُس کے مثل نہیں لاسکیگا۔ مرزا صاحب
برابری کے خیال سے ایک مدت کی قید لگا کر دعوے کرتے ہیں تاکہ برابری نہ ہو۔ مگر
خلیفہ صاحب کی یہ کیسی بددیانتی یا کمال درجہ کی نافہمی ہے کیونکہ یہی غلام احمد اپنے رسالوں
میں اپنے الہاموں میں بہت جگہ برابری کا دعوے کرتے ہیں اور کتنے مقام پر اپنی فضیلت کے

مدعی ہیں مذکورہ دونوں شعر میں اپنی فضیلت نہایت صفائی سے دکھا رہے ہیں پہلے شعر میں اپنے آپ کو دوبالا ثابت کرنا چاہتے ہیں ایک خاص معجزہ میں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے صرف چاند گہن ہوا اور میرے لیئے دو گہن ہوئے۔ دوسرے شعر میں خاص قرآن مجید کے اعجاز کا ذکر کر کے اپنے کلام کو لکھتے ہیں وعلی الکل یبھر یعنے سب پر غالب ہے۔ اسمیں قرآن مجید بھی آگیا۔ یہاں دعویٰ غلامی کہاں چلا گیا یہاں تو فضیلت دکھائی جاتی ہے اسکے علاوہ غلامی کا اظہار اسی پر موقوف تھا کہ ایسی تنگ مدت مقرر کیجائے کہ اس میں لکھ کر اور چھپوا کر کوئی ذی علم بھیج نہ سکے۔ غلامی کا اظہار تو اس طرح بھی ہو جاتا اور بڑی شان سے ہوتا کہ بیس دن کی جگہ بیس برس لکھدیتے اور کہتے کہ اس دراز مدت کے اندر اس کا جواب لکھ کر یا لکھوا کر بھیجو۔ مگر ایسا نہیں کیا اس سے صاف ظاہر ہے کہ عوام کو دہوکا دینا مقصود تھا۔ اس کے سوا میں کچھ اور بھی دریافت کرتا ہوں۔ اس قصیدہ کو جو معجزہ مانا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید کی طرح اُسکے مثل کوئی نہیں لاسکتا اس کا کیا مطلب ہے۔ آیا یہ مطلب ہے کہ یہ کلام ایسا فصیح و بلیغ ہے کہ دوسرا نہیں لکھ سکتا یا اس کے مضامین ایسے عمدہ اور مفید خلائق ہیں کہ کوئی دوسرا ایسے مضامین نہیں لکھ سکتا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ اگر اعجاز کی یہ وجہ ہے تو کیا بیس۲۰ روز کے بعد اس کلام کی فصاحت و بلاغت اور مضامین کی خوبی کہیں چلی جائے گی۔ احمدی مولوی اسکا جواب دیں اور اس بے عقلی کی بات پر شرمندہ ہوں۔ البتہ اگر اس کو اعجاز کہیں کہ بیس۲۰ روز کے بعد اُس قصیدہ کی یہ خوبیاں سب سلب ہو جائیں گی اور یہ قصیدہ معرا رہ جائیگا جس طرح کوئی انسان عمدہ لباس پہنے ہو اور پھر کسی وجہ سے اُس کا وہ لباس اُتار لیا جائے اور وہ برہنہ رہ جائے اسی طرح مرزا صاحب کا قصیدہ اپنی خوبیوں سے معرا رہ گیا اگر یہی مدعا ہے تو میں بھی اسے تسلیم کروں گا کیونکہ احمدیوں کی عقل سے ایسی بیہودہ بات کہنا عجب نہیں ہے جب اُن کے خیال میں پیشین گوئیوں کا جھوٹا ہو جانا اور قرآن و حدیث سے اُن کا کاذب

ہونا ظاہر ہو جائے اور با ایں ہمہ اُن کے مریدوں کا اُنہیں نہ چھوڑنا اُن کا بڑا معجزہ ہے تو اسے بھی معجزہ مانیں تو عجب نہیں ہے۔ حاصل یہ کہ اس قصیدہ میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جس کی وجہ سے اس کو اعجاز کہا جائے۔ اس میں نہ عمدہ مضامین ہیں اور نہ اُس کی عبارت ایسی فصیح و بلیغ ہے کہ دوسرا ذی علم نہیں لکھ سکتا۔ بلکہ ہر ایک ذی علم اُنہیں دیکھ کر بے تامل کہہ سکتا ہے کہ اون رسالوں میں نہ عمدہ مضمون ہے اور نہ فصیح و بلیغ عبارت ہے۔ اُس قصیدہ میں مرزا صاحب نے بجز اپنی تعلّی اور دوسرے علما اور بعض اولیا اور بعض انبیا کی مذمت کے اور کوئی مفید بات نہیں لکھی پھر وہ قرآن مجید کے مثل تو کیا ہوگا شاہ ولی اللہ رح اور مولوی فضل حق کے قصیدہ کی گرد کے مثل بھی نہیں ہے۔ جسے علم اور کچھ سمجھ ہو وہ دونوں کو ملا کر دیکھے اور ان کے دعوے علی الکل بیدھن کو بھی پیش نظر رکھے۔ چونکہ مرزا صاحب بھی اپنے قصیدہ کی ایسی حالت کو جانتے تھے اس لیے اُس کا اعجاز دوسری طرح سے دکھانا چاہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ جو اُس کے جواب لکھنے کا ارادہ کریگا وہ سال کے اندر مر جائے گا۔ اس دھمکی میں دو فائدے مرزا صاحب نے سوچے ہوں گے۔ ایک یہ کہ اگر کوئی اُسکے مضامین اور الفاظ کی لفظی غلطی بتائے تو یہ کہدینگے کہ باوجود ان اغلاط کے یہ معجزہ ہے کیونکہ اسمیں یہ اعجاز ہے کہ اسکے جواب لکھنے کا جو ارادہ کریگا وہ ہلاک ہوگا۔ دوسرا فائدہ اس دھمکی میں یہ ہے کہ ضعیف الایمان تو جواب لکھنے کی طرف ہمت ہی نہ کریگا۔ اور قوی الایمان کو یہ خطرہ مانع ہوگا کہ اگر ہماری عمر اُسی سال تک کی مقدر ہے جسمیں ہم لکھنے کا ارادہ کریں تو اُس سال مرنا ضرور ہے اب اگر جواب لکھ کر یا لکھنے کی حالت میں مر گئے تو مرزائی کہدینگے کہ دیکھو مرزا صاحب کی پیشین گوئی کیسی صحیح ہوئی۔ اسلئے قوی الایمان بھی توجہ نہ کرے گا۔ مگر الحمد للہ یہاں ایسے قوی الایمان موجود ہیں کہ ایسے بیہودہ خیالات بھی اُن کے پاس نہیں آتے اور اللہ تعالیٰ پر پورا اعتماد کر کے اس کا جواب لکھ دیا اور سمجھ لیا کہ جس طرح نہایت عظیم الشان پیشین گوئی یعنی منکوحہ آسمانی والی پیشین گوئی اللہ تعالیٰ نے جھوٹی کر کے دنیا کو مرزا صاحب کا کاذب ہونا دکھا دیا۔

اسی طرح اس پیشینگوئی کا جھوٹا ہونا بھی اللہ تعالیٰ ظاہر کریگا - اور حق و باطل میں امتیاز کرکے دکھادیگا
خدا کا شکر ہے کہ ایسا ہی ہوا۔ کئی سال ہوئے کہ اس قصیدہ کے جواب میں نہایت عمدہ
قصیدہ لکھا گیا ہے - اور اُس کے لکھنے والے بفضلہ تعالیٰ اسوقت تک مع الخیر ہیں اور دوسرے
رسالہ میں اس قصیدہ کی غلطیاں دکھائی گئی ہیں - اب میں پہلے اس شعر کا مہمل ہونا بطور
نمونہ اس طرح بیان کرتا ہوں کہ کم علم حضرات بھی سمجھ سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ عام و خاص اس بات
کو جانتے ہیں کہ کوئی چاند گہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ نہیں ہے اور نہ اس طرح کا
گہن معجزہ ہوسکتا ہے اور نہ قرآن و حدیث میں اس کا ذکر ہے - اب کوئی مرزائی بتائے کہ وہ
کونسا چاند گہن ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے جسکا ذکر کرکے مرزا صاحب اپنی
فضیلت ثابت کرنا چاہتے ہیں جب کوئی چاند گہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے
معجزہ نہیں ہے اور نہ ہوسکتا ہے تو مذکورہ شعر کا پہلا مصرعہ محض غلط اور مہمل ہوا اور دوسرے
مصرعہ کی بنا پہلے مصرعہ پر ہے اسلئے وہ بھی غلط ہوا اور بنائے فاسد علی الفاسد ٹھہری اہل حق
پر خدائے تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ مرزا صاحب کی زبان سے ایسی مہمل بات نکلی جسکا غلط ہونا
عام حضرات بھی سمجھ سکتے ہیں کہ کوئی چاند گہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ نہیں ہے
اور اگر کوئی مرزائی یہ کہیں کہ یہاں چاند گہن سے مراد معجزہ شق القمر ہے تو مرزا صاحب بھی اُسے
جھوٹا بتاتے ہیں کیونکہ پہلے مصرعہ کا ترجمہ وہ اس طرح کرتے ہیں۔ اُسکے لیئے چاند کے
خسوف کا نشان ظاہر ہوا۔ یہاں مرزا صاحب نے خسف القمر کے معنی یہ نہیں کیے کہ چاند
پھٹ گیا بلکہ یہ کہا کہ چاند کے خسوف کا نشان۔ خسوف کے معنی گہن کے ہیں اب جو
اسکے معنی چاند کا پھٹنا لیگا اُسے مرزا صاحب جھوٹا کہیں گے - اب اگر اس ترجمہ سے چشم پوشی
کیجائے اور مان لیا جائے کہ معجزہ شق القمر یہاں مراد ہے تو اس شعر میں لفظی اور معنوی دونوں
طرح کی غلطیاں ہوں گی کیونکہ چاند کے پھٹ جانے کو خسوف قمر نہیں کہتے بلکہ شق القمر
کہتے ہیں چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ

یعنے قیامت قریب آئی اور چاند پھٹ گیا۔ یہاں خسف القمر نہیں فرمایا بلکہ انشق القمر ارشاد ہوا اور مرزا صاحب قرآن کے خلاف خسف القمر کہتے ہیں۔

یہ تو عربی محاورہ کی غلطی ہوئی۔ اور معنوی غلطی یہ ہے کہ اس شعر کے دوسرے مصرع میں اپنا معجزہ اور اپنی فضیلت اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میرے لیئے چاند اور سورج دونوں کا گہن ہوا اب کوئی ذی علم مرزائی بتائے کہ یہاں گہن سے کیا مقصود ہے۔ آیا گہن ہی مراد ہے یا چاند اور سورج کا پھٹنا مقصود ہے۔ اگر پھٹنا مراد ہے تو کیا مرزا صاحب کے وقت میں ایسا ہوا ہے کہ چاند اور سورج دونوں پھٹ گئے ہوں مگر سب جانتے ہیں کہ ایسا ہرگز نہیں ہوا اور یہاں تو مرزا صاحب نے جھوٹا دعوے بھی نہیں کیا کہ میرے لیئے یہ نشان ہوا اور اگر چاند اور سورج کا گہن مراد ہے جیسا کہ وہ ۱۳۱۲ھ کے گہن کو اپنا نشان کہتے ہیں تو پھر اس کو معجزہ شق القمر سے کیا مناسبت ہوئی جو اُس پر اپنی فضیلت دکھا رہے ہیں۔ شق القمر تو وہ عظیم الشان معجزہ ہے جسکے نشان اور معجزہ ہونے میں کسیکو شک نہیں ہوسکتا اور جسکا ثبوت قرآن مجید سے ہے اور معمولی گہن کے معجزہ ہونے کو نہ کسی انسان کی عقل باور کرسکتی ہے اور نہ حدیث و قرآن سے اس کا ثبوت ہے اور اس کے ثبوت میں جو حدیث مرزا صاحب نے پیش کی ہے اول تو وہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اس کے علاوہ جو معنے اُس کے بیان کیئے گئے ہیں وہ محض غلط ہیں۔ پھر کیا چیز دکھا کر اپنے مخالف کے انکار پر تنبیہ کر رہے ہیں اور اگر ایسے اجتماع خسوف و کسوف کو معجزہ فرض کر لیا جائے مرزا صاحب کی خاطر سے تو شق القمر ایسا بڑا معجزہ ہے کہ دو ہزار ایسے خسوف و کسوف اُس کے برابر نہیں ہوسکتے دو گہن کیا چیز ہیں غرضکہ ایسے ہی مہمل اشعار لکھ کر اُس کا نام قصیدہ اعجازیہ رکھا ہے۔ اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُس روایت کو نقل کر کے اُس کی حالت اور اُس کے معنی اور مختصر شرح کر دیجائے جس سے مرزا صاحب کی غلط فہمی یا فریب دہی اظہر من الشمس ہو جائے اور نمونہ کے طور پر ان کی غلطیاں بھی دکھا دی جائیں +

دار قطنی کی روایت

عن عمرو بن شمر عن جابر عن محمد بن علی قال ان لمهدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض تنکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ ولم تکونا منذ خلق اللہ السموات والارض

ترجمہ

عمرو بن شمر جابر سے اور جابر محمد بن علی سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے مہدی کے لیے دو نشان ہیں اور وہ ایسے ہیں کہ زمین و آسمان کی پیدائش جب سے ہوئی کبھی ان کا ظہور نہیں ہوا (وہ دو نشان یہ ہیں) چاند گہن ہوگا رمضان کی پہلی رات میں (یا قمر کی پہلی رات میں جو مہینہ کی چوتھی شب ہے۔ کیونکہ مہینہ کی راتوں میں یہ پہلی رات ہے جسکے چاند کو محاورہ عرب میں صرف قمر کہا جاتا ہے۔ اسلیئے قمر کی پہلی رات چاند کی چوتھی شب ہوئی) اور سورج گہن رمضان کے نصف میں ہوگا (یعنی چودہ یا پندرہ تاریخ کو) اور وہ چاند گہن اور سورج گہن ایسے ہیں کہ جب سے آسمان و زمین اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے کبھی ایسے گہنوں کا ظہور نہیں ہوا۔

حدیث کا مطلب صرف اسی قدر ہے جو میں نے بیان کیا اس کے سوا مرزا صاحب نے ضمیمہ انجام آتھم میں اور حقیقۃ الوحی میں اس روایت کے معنی اور بیان مطلب میں جو کچھ لکھا ہے وہ الفاظ حدیث کا مطلب ہرگز نہیں ہے۔ مرزا صاحب کی خیالی گڑھت ہے جسکو حدیث سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ اس کو خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ مرزا صاحب کے دعوے کی بنیاد دو امر پر ہے اول اس حدیث سے یہ نکالنا کہ چاند گہن ۱۳ تاریخ کو ہوگا۔ اور سورج گہن ۲۸ کو دوم اس گہن کے نشان ہونیکے لیئے دعوے کی شرط بتانا اور یہ کہنا کہ یہ گہن اگر کسی مدعی رسالت و

نبوت کے وقت میں ہو اور وہ مدعی نہایت زور سے اپنے دعوے کے ثبوت میں اسے پیش کرے اُسوقت یہ نشان ہے۔ یہ دونوں امر محض غلط ہیں کوئی احمدی قیامت تک انھیں ثابت نہیں کرسکتا مذکورہ روایت میں نہ گہنوں کی یہ تاریخ ہے اور نہ کوئی لفظ ایسا ہی جس سے اشارۃً یا کنایۃً بھی ثابت ہوتا ہو۔ کہ وہ مہدی دعوے بھی کرے گا۔ اور ایک معمولی گہن کو اپنا نشان بتائے گا۔ سچے مہدی کی شناخت دعوے پر موقوف نہیں ہے کیونکہ دعویٰ کرنے والے تو بہت سے جھوٹے مہدی گذر گئے۔ اس لئے دعوے کرنا شناخت کا باعث نہیں ہوسکتا۔ البتہ اُس کا صلاح و تقویٰ اوس کی فتحمندی اور فیروزمندی اس کی صحبت کا عمدہ اثر اور اس کی ذات سے مسلمانوں کو خلاف امید بہت کچھ فائدے پہنچنا یہ امور اُسے متعین کردینگے۔ اور حدیثوں میں جو علامتیں مہدی کی بیان ہوئی ہیں اُن کے پائے جانے سے اُن کی کامل شناخت ہوجائیگی جس طرح اس تیرہ صدی میں بہت مجدد ہوئے اور اُنھوں نے مجدد ہونے کا دعویٰ نہیں کیا مگر علمائے حقانی نے انھیں مجدد کہا اور مہدی کے نشان تو بہت بڑے بڑے ہوں گے اُن کی حالت دیکھ کر علما اور جو واقف کار ہیں بے اختیار اُنہیں مہدی کہیں گے۔ روایت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُنہیں دعوے کرنیکی ضرورت ہی نہ ہوگی۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں۔

عبارت مکتوبات	مطلب
جماعہ از نادانی گمان کنند شخصے راکہ دعویٰ مہدویت نمودہ بود از اہل ہند مہدی موعود بودہ است پس بزعم اینان مہدی گذشتہ ست و فوت شدہ و نشان میدہند کہ قبرش در فرہ است در احادیث صحاح کہ بحد شہرت بلکہ بحد تواتر معنے رسیدہ اند تکذیب ایں طائفہ ست	ہندوستان میں ایک شخص نے مہدی ہونے کا دعوے کیا تھا اور نادانوں کی ایک جماعت نے اُسی مہدی موعود مان لیا تھا اُنکے خیال کے بموجب امام مہدی گذر گئے اور اُن کی قبر مقام فرہ میں ہے مگر صحیح اور متواتر حدیثیں اس گروہ کو جھوٹا بتاتی ہیں۔ کیونکہ جناب رسول اللہ

چہ آن سرور علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام مہدی را علامات فرمودہ ست کہ در حق آن شخص کہ معتقد ایشان است آن علامات مفقود واند در احادیث نبوی آمدہ است علیہ وعلی آلہ من الصلوۃ والسلام کہ مہدی موعود بیرون آید و بر سر وے پارۂ ابر کہ بود دران ابر فرشتہ باشد کہ ندا کند کہ این شخص مہدی ست او را متابعت کنید۔

صلے اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی کی جو علامتیں بیان فرمائی ہیں وہ انہیں نہیں پائی جاتیں جسے یہ گروہ مہدی موعود مان رہا ہے۔ مثلاً حدیث میں آیا ہے کہ مہدی موعود جب ظاہر ہوں گے تو ان کے سر پر ابر کا ٹکڑا ہوگا۔ اور اس میں ایک فرشتہ باواز بلند کہتا ہوگا کہ یہ شخص مہدی ہے اس کی پیروی کرو۔

حضرت مجدد الف ثانی وہ بزرگ ہیں جنہیں احمدی جماعت کے علما بھی اسی طرح مجدد عالی مرتبہ مانتے ہیں[1] جس طرح اور مسلمانوں کی بڑی جماعت مانتی ہے۔ جب انھوں نے مہدی کی علامات میں یہ بھی لکھا کہ ان کے سر پر ابر کا ٹکڑا ہوگا۔ اور اس پر سے فرشتہ علانیہ پکار کر کہیگا کہ یہ مہدی ہیں انھیں مانو۔ پھر مہدی کو دعویٰ کرنے اور اشتہارات چھپوانے اور تقسیم کرنے کی کیا ضرورت ہوگی۔ اس کے علاوہ جب وہ دنیا کے روحانی اور جسمانی بادشاہ ہوکر مسلمانوں کو فائدہ پہنچائینگے تو بے اختیار مسلمان انھیں مہدی کہیں گے۔ اب مذکورہ حدیث دارقطنی کے راویوں کی اور اس کے الفاظ کی تشریح کیجاتی ہے۔ غور سے ملاحظہ فرمایا جائے۔

تشریح

اس حدیث کے سلسلۂ رواۃ میں سے ہم نے تین شخصوں کا نام لکھا ہے عمرو بن شمر اور جابر اور محمد بن علی ان میں پہلا راوی محدثین کے نزدیک بڑا جھوٹا ہے جھوٹی حدیثیں روایت کیا کرتا تھا۔ اس کی روایت اس قابل نہیں ہے کہ نقل کیجائے میزان الاعتدال

[1] عبدالماجد صاحب کا رسالہ اَلقائی ممہید اور خاتمہ دیکھا جائے جس میں انھوں نے مسیح موعود کی رسالت و نبوت کا ذکر کیا ہے ۱۲

میں اس کی نسبت لکھا ہے لیس بشئی۔ زائغ۔ کذاب [1]۔ رافضی۔ یشتم الصحابۃ۔ ویروی الموضوعات
عن الثقات۔ منکر الحدیث۔ لا یکتب حدیثہ۔ متروک الحدیث۔ دیکھا جائے کہ علامہ شمس الدین
ذہبی نے جو فن رجال کے امام ہیں وہ اس راوی کی مذمت میں نو جملے لکھتے ہیں جن سے مختلف
طور سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ راوی ہرگز اس لائق نہیں ہے کہ اس کی روایت قابل اعتبار ہو۔
کشف الاحوال فی نقد الرجال میں بھی اس کی مذمت ہے۔ غرضکہ انتہا درجہ کی
مذمت اسکی محدثین نے کی ہے۔ دوسرا راوی جابر ہے اس نام کے بہت راوی ہیں مثلاً
ایک جابر جعفی ہے جس کی نسبت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے جس قدر
جھوٹے ملے جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا کوئی نہیں ملا (تہذیب التہذیب ملاحظہ ہو) اور دارقطنی
کے حاشیہ التعلیق المغنی میں ان دونوں راویوں کی نسبت لکھا ہے کہ یہ دونوں
ضعیف ہیں ان کی بات اعتبار کے لائق نہیں ہے۔

اب دیکھا جائے کہ پہلا راوی تو یقیناً جھوٹا کذاب ہے دوسرا راوی بالکل محتمل ہے
تیسرا راوی محمد بن علی ہیں۔ مگر محمد بن علی بھی بہت ہیں اسلیئے اس کی تخصیص کہ یہ کونسے
محمد بن علی ہیں کسی طرح نہیں ہوسکتی۔ ہرجگہ یہ کہدینا کہ اس کے راوی امام باقر علیہ السلام ہیں
بلا دلیل اور زبردستی ہے عجب نہیں کہ اس کذاب نے اپنا جھوٹ پوشیدہ رکھنے کے لیئے
ناموں کو صراحت سے بیان نہ کیا ہو اور ایسا نام لے دیا جس سے محب اہلبیت حضرت
امام باقر علیہ السلام کو راوی سمجھیں کیونکہ یروی الموضوعات عن الثقات
اس کی صفت تھی۔ یعنے ثقہ لوگوں کے نام سے موضوع حدیثیں روایت کرتا تھا۔
جب اس کا یہ حال محدثین بیان کرتے ہیں تو اس کے قول پر کیونکر اعتبار ہو سکتا ہے

[1] کذاب الخ یعنی بڑا جھوٹا ہے۔ رافضی ہے ثقہ لوگوں سے موضوع حدیث روایت کرتا تھا۔
اس کی حدیث اس قابل نہیں ہے کہ لکھی جائے جس راوی کی یہ حالت ہو ان کی روایت سے
مرزا صاحب اپنا دعویٰ ثابت کر رہے ہیں۔ افسوس اس بے عقلی پر ۱۲

اور اگر فرض کر لیا جائے کہ امام باقر علیہ السلام ہی اسے روایت کرتے ہیں مگر وہ اس قول کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہیں کرتے بلکہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ انہیں کا مقولہ ہے بطور کشف انہیں ایسا معلوم ہوا ہو اور انھوں نے بیان کیا اولیاء اللہ کو کشف ہوتا ہے مگر ان کا کشف لائق حجت نہیں ہوتا۔ اب کوئی احمدی اسکی وجہ پیش کر سکتا ہے کہ روایت مذکور امام ممدوح کا کشف نہیں ہے بلکہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے میں بالیقین کہتا ہوں کہ کوئی وجہ لائق توجہ اسکی نہیں ہو سکتی۔ حاصل یہ کہ جس طرح راوی کے جھوٹے ہونے کی وجہ سے یہ روایت لائق حجت نہیں ہے اسی طرح اس احتمال کی وجہ سے قابل حجت نہیں ہے دارقطنی نے ایک احتمال کے لحاظ سے اُسے روایت کیا ہے مگر طرز بیان یہ بتا رہا ہے کہ وہ اس حدیث کے مضمون کو دوسری صحیح حدیث کے مخالف کہتے ہیں اور جب اس کا مضمون حدیث صحیح کے خلاف ہوا تو بالضرور یہ حدیث صحیح نہ ہوئی۔ وہ طرز بیان یہ ہے کہ اس روایت کے بعد ہی ایک صحیح حدیث نقل کرتے ہیں جو مرفوع و متصل ہے اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہما میں متعدد صحابہ سے مختلف طور سے منقول ہے اس حدیث کا مضمون پہلی روایت کو غلط بتا رہا ہے (وہ حدیث یہ ہے)

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الشمس والقمر آیتان من آیات اللہ لا ینخسفان لموت احد ولا لحیاتہ ولکنہما آیتان من آیات اللہ فاذا رأیتموہا فصلوا اس کا حاصل یہ ہے کہ گہن کا ہونا کسی کی موت و حیات کی وجہ سے نہیں ہوتا یعنے گہن اسلیئے نہیں ہوتا کہ کوئی بڑا شخص مر گیا یا کوئی بڑا شخص پیدا ہوا (مثلاً کوئی مجدد وقت یا مہدی زماں) بلکہ ان کا ہونا صرف اللہ تعالے کے وجود اور اس کی قدرت کی دلیل ہے جب اُسے دیکھو تو نماز پڑھو یعنی اللہ تعالی کی طرف خاص طور سے متوجہ ہو جاؤ۔ اس حدیث میں غور کرنے سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں **ایک** یہ کہ سورج اور چاند کا وجود اور اُن دونوں کا گہن خدا تعالی کے وجود کی علامت اور اس کا نشان ہے **دوسرے** یہ کہ دونوں گہن اللہ تعالے کے وجود کے سوا کسی دوسرے کے ہونے

یا نہ ہونے کے نشان نہیں ہیں جملہ لا ینخسفان الخ اس کو بخوبی ثابت کرتا ہے۔ اس لیئے یہ صحیح حدیث نہایت روشن طریقے سے ظاہر کرتی ہے کہ پہلی حدیث جسمیں خاص طور کے گہن کو مہدی کے وجود کا نشان ٹھہرایا ہے صحیح نہیں ہے کیونکہ اس میں مخصوص گہنوں کو مہدی کا نشان بتایا ہے حالانکہ عام طور پر گہن صرف اللہ تعالےٰ کے وجود کا نشان ہے کسی مہدی یا رسول کا نشان نہیں ہے۔

اب نہایت ظاہر ہے کہ جو روایت اپنی سند اور راویوں کے اعتبار سے نہایت مخدوش ہو اور پھر اس کا مضمون بھی صحیح حدیث کے مخالف ہو تو وہ روایت صحیح نہیں ہو سکتی۔ اسلیئے دارقطنی نے اس صحیح حدیث کو مذکورہ حدیث کے بعد ذکر کر کے اس کی عدم صحت کو ایک خوبی سے ظاہر کر دیا۔ یہ کہنا کہ حدیث کی صحت کو معائنہ نے ثابت[1] کر دیا۔ سخت مغالطہ ہے ہمارے بھائی ذرا تامل سے خیال کریں کہ معائنہ اگر ہوا تو گہنوں کا ہوا اس سے حدیث کی صحت کیونکر ہو گئی۔ **گفتگو اسمیں ہے کہ اس طرح کا گہن مہدی کی علامت ہے یا نہیں**۔ یعنی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ اس قسم کا گہن مہدی کی

---

[1] مرزا صاحب نے ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۴۹ میں اس روایت کی صحت پر بڑا زور لگایا ہے۔ مگر بجز زبردستی اور مغالطہ دہی کے اور کچھ نہیں کیا لکھتے ہیں کہ "حدیث نے اپنی صحت کو آپ ظاہر کر دیا ہے کیونکہ اُس کی پیشینگوئی پوری ہو گئی"۔ بھائیو! گفتگو اسمیں ہے کہ یہ پیشینگوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے یا نہیں کی اب یہ کہنا کہ پیشینگوئی پوری ہو گئی کیسی نادانی یا مغالطہ دہی ہے۔ پہلے یہ ثابت کرو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشینگوئی کی تھی اسکے بعد اُس کے پورا ہونے کو دیکھا جائیگا۔ اس کے ثبوت کا تو ذکر ہی نہیں کرتے۔ یہ کہتے ہیں کہ پیشینگوئی پوری ہو گئی۔ دنیا میں ہر قسم کے واقعات ہوا کرتے ہیں اور ان میں بعض وقت اتفاقیہ خصوصیتیں بھی ہو جایا کرتی ہیں پھر اس سے کوئی کاذب یہ ثابت کر سکتا ہے کہ یہ پیغمبر کی پیشینگوئی تھی اسکے لیئے ضرور ہے کہ پہلے یہ ثابت ہو لے کہ اس واقعہ کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اُس کے بعد اُس کے پورا ہونیکو دیکھا جائیگا۔ بھائیو! یہاں اس کا ثبوت نہیں ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشینگوئی ہے۔ پھر اُس کا پورا ہونا چہ معنی دارد۔

بھائیو! ذرا دیکھو تو یہ کیسا صریح مغالطہ ہے کیا سچے مجدد اور انبیا ایسے ہی مغالطے دیا کرتے ہیں۔

دوسرا مغالطہ

علامت ہی یا نہیں فرمایا صرف کذاب راوی نے روایت کو بنا لیا ہو اب فرمایئے کہ رسول اللہ

مرزا صاحب کی مغالطہ دہی پہلا مغالطہ

صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کس نے دیکھا ہے۔ جو بڑے زور سے کہا جاتا ہے کہ حدیث کی صحت کو چشم دید نے ثابت کر دیا۔ نہایت روشن ہے کہ گہنوں کے دیکھنے سے حدیث کی صحت کسیطرح نہیں ہو سکتی۔ ایسے بدیہی مغالطے مرزا صاحب دیتے ہیں مگر اُن کی عقل پر کمال افسوس ہے کہ باوجود علم کے ایسی صریح غلطی پر متنبہ نہیں ہوتے اور آنکھ بند کیے مرزا صاحب کے پیرو ہیں بت پرستوں کی طرح مرزا پرستی ہو رہی ہے۔

بھائیو! میں قطعی اور یقینی طور سے کہتا ہوں کہ کوئی احمدی یہاں سے قادیان تک اس روایت کی صحت ثابت نہیں کر سکتا۔ اور اُس کی صحت کے بیان میں مرزا صاحب نے جو مغالطے دیئے ہیں اُن کے صریح مغالطہ ہونے میں کسی فہمیدہ کو تامل نہیں ہو سکتا۔ اب ذرا ہوش کر کے اس کو معلوم کر لینا چاہیئے کہ بیان سابق سے کامل طور سے ثابت ہوا کہ نشان مہدی کی مذکورہ روایت پانچ وجہ سے لائق حجت اور قابل اعتبار نہیں ہے۔

پہلی وجہ اس کا ایک راوی **عمرو بن شمر** بڑا جھوٹا ہے اپنی طرف سے روایتیں بنا کر بزرگوں کی طرف منسوب کر دیتا تھا۔

دوسری وجہ اس کا دوسرا راوی **جابر** ہے وہ بھی لائق اعتبار نہیں ہے۔

(بقیہ صفحہ ۴۷) مرزائیوں میں شاید یہ بھی منہاج نبوت یا معیار نبوت ہوگی جماعت احمدیہ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۴۹ دیکھ کر فرمایئے کہ اب احمق اور جنگلی وحشی کون ہے مولوی عبدالحق صاحب یا وہ جو جھوٹی روایت کو بلا دلیل زبردستی سچا کہے۔ یہ بھی کہیئے کہ گندہ جھوٹ کس کا ثابت ہوا مولوی عبدالحق کا یا اُس کا جو بغیر کسی ثبوت کے ایک واقعہ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی بلا سند کہہ رہا ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ پیشینگوئی کے جو معنی مرزا صاحب بیان کرتے ہیں اس کا ظہور تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سے اب تک بہت مرتبہ ہو لیا ہے اور بعض وقت مدعی مہدویت بھی پائے گئے ہیں۔ نمونہ ہم نے دکھا دیا اب جماعت احمدیہ اس پر غور کرے اور اس فن کی کتابوں کو دیکھے صرف مرزا صاحب کے کہنے پر ایمان نہ رکھے ورنہ شرمندہ ہوگی ۱۲

تیسری وجہ اس روایت کا خاص بیان کرنے والا **محمد بن علی** مجہول ہے یعنے معلوم نہیں ہوتا کہ کون **محمد بن علی** ہے کیونکہ اس نام کے کئی ہیں اور مجہول کی روایت اعتبار کے لائق نہیں ہوتی۔

چوتھی وجہ اگر مرزا صاحب کے خیال کے مطابق مان لیا جائے کہ **محمد بن علی** سے مراد امام باقر رضی اللہ عنہ ہیں تو الفاظ صاف طور سے یہ کہہ رہے ہیں کہ روایت کا بیان حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہیں ہے بلکہ خود امام صاحب کا کشفی مقولہ ہے جیسا کہ اولیاء اللہ کو ہوا کرتا ہے اور بعض وقت اہل اللہ اپنے کشف سے پیشینگوئی کر دیتے ہیں مگر اولیاء اللہ کے کشفی امور حجت اور دلیل نہیں ہوتے۔ اور صریح الفاظ کے خلاف امام صاحب کے مقولہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کہنا کسی حق پسند کے لائق توجہ نہیں ہو سکتا

الغرض اول تو یہ روایت راویوں کے لحاظ سے اعتبار کے لائق نہیں ہے اور اگر اس سے قطع نظر کیجائے تو الفاظ روایت کہہ رہے ہیں کہ یہ مقولہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے جو قابل حجت ہو۔

پانچویں وجہ یہ ہے کہ حدیث صحیح کے خلاف ہے کیونکہ حدیث صحیح تو یہ بتاتی ہے کہ گہن صرف قدرت خدا کا نمونہ ہے کسی کی پیدائش اور مرنے کا نشان نہیں ہے۔ اور یہ روایت مرزا صاحب کے قول کے بموجب یہ کہتی ہے کہ یہی معمولی گہن رمضان کی خاص تاریخوں میں مہدی کے ہونے کا نشان ہے اسلیے یہ روایت صحیح حدیث کے خلاف ہوئی۔ اور جو روایت یا قول صحیح حدیث کے خلاف ہو وہ اعتبار کے لائق نہیں ہے روایت کی سند کی حالت اور مرزا صاحب کی دیانت کو ظاہر کر کے ہم اس روایت کے ہر ایک لفظ کی تشریح کرتے ہیں تاکہ ان کی قابلیت پر پوری روشنی پڑے اور طالبین حق پر ان کی غلطیاں اور زبردستیاں روشن ہو جائیں۔ روایت کا ہر ایک جملہ علیحدہ علیحدہ کر کے اس کے معنے بیان کیے جائینگے ملاحظہ ہو۔

(۱) حدیث میں اوّل جملہ یہ ہے لہ‌ھل بیتنا آیتین ہمارے مہدی کیلئے دو نشانیاں ہیں اسمیں اوّل تو یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ مہدی سے کون مراد ہے چونکہ یہ حدیث ہی اسلیئے حدیثوں ہی میں اسکی تفسیر دیکھنا چاہیئے۔

الحمدللہ حدیثوں میں اس کی کامل تفسیر اور تسلی بخش شرح موجود ہے اور علمائے سابقین نے خاص اس بیان میں رسالے لکھے ہیں شیخ علی متقی کا ایک ..... مبسوط رسالہ جس کا نام **البرہان فی علامات مہدی آخر الزمان** ہے۔ اسوقت میرے سامنے رکھا ہے اسمیں کافی دلائل سے ثابت کیا ہے کہ مہدی آل رسول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے اور اُن کے وجود کی علامتیں بھی شرح وبسط کے ساتھ بیان کی ہیں اسی طرح شیخ ابن حجر ہیتمی مکی نے **فتاوی حدیثیہ** میں مہدی آخر الزمان کی علامات بیان کئے ہیں یہ فتاوی مصر کا چھپا ہوا موجود ہی اُسکے صفحہ ۲۷ سے ۳۲ تک دیکھا جائے شیخ ممدوح نے امام مہدی کے بیان میں خاص رسالہ لکھا ہی جس کا نام **القول المختصر فی علامات المھدی المنتظر** ہی امام قرطبی نے اپنے رسالہ **تذکرہ** میں امام ممدوح کے حالات اور علامات بیان کئے ہیں اور امام عبدالوہاب شعرانی نے اُس کا مختصر کیا ہی وہ ۱۳۱۶ھ کا مصر میں چھپا ہوا موجود ہے **امام ربانی** حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات میں امام ممدوح کی علامتیں بیان کی ہیں اگر حق طلبی اور کچھ خوف خدا ہی تو ان رسالوں کو دیکھیے اُنسے بخوبی ظاہر ہو جائے گا کہ حدیث میں جن کو **مہدی** کہا گیا ہے وہ مرزا **غلام احمد صاحب** ہرگز نہیں ہو سکتے کیونکہ جسقدر علامتیں امام مہدی کی ان رسالوں میں حدیثوں سے بیان کی ہیں اُن میں سے کوئی علامت مرزا صاحب میں نہیں پائی جاتی۔ مثلاً وہ دنیا کے اور خصوصاً عرب کے مالک و بادشاہ ہوں گے اہلبیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور بنی فاطمہ سے ہونگے صحیح ابوداؤد اور ترمذی میں ہے کہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دنیا فنا نہ ہو گی

لا تذهب الدنیا حتیٰ یملک العرب رجل من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی	اُس وقت تک کہ ایک شخص میرے اہلبیت سے عرب کا بادشاہ نہ ہو (پھر اُس کی ایک علامت یہ فرماتے ہیں کہ) اُسکا نام میرے نام کے مطابق ہوگا یعنی اس کا نام محمد ہوگا۔

دوسری روایت میں ہو کہ اُس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے مطابق ہوگا یعنی اُس کے باپ کا نام عبداللہ ہوگا۔ اِس حدیث میں امام مہدی کی چار علامتیں نہایت صاف طور سے مذکور ہیں **پہلی** یہ کہ وہ عرب کے بادشاہ ہوں گے **دوسری** یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے لوگوں میں سے ہوں گے یعنی حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد میں ہوں گے **تیسری** یہ کہ ان کا نام **محمد** ہوگا **چوتھی** یہ کہ اُن کے باپ کا نام **عبداللہ** ہوگا بھائیو اب بتاؤ کہ تمہاری عقل وفہم اور تمہارا علم اسمیں تامل کر سکتا ہو کہ ان علامتوں میں سے ایک علامت بھی مرزا صاحب میں نہیں پائی جاتی عرب کے بادشاہ تو کیا ہوتے انھیں تو وہاں کا جانا بھی نصیب نہ ہوا۔ اور حج بیت اللہ سے بھی محروم رہے۔ اور باوجودیکہ حج اُنپر فرض تھا مگر انہوں نے اُس فرض کو ادا نہیں کیا۔ اپنے آپ کو خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے۔ مگر مدینہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو نہ گئے اور ہزاروں روپیہ مانگ کر منارہ وغیرہ میں فضول صرف کردیا۔ اب اس کہنے میں کیا تامل ہو سکتا ہو کہ نافرمان خادم تھے یا خادم رسول اللہ اور عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا صرف مسلمانوں کے متوجہ کرنے کے لیے تھا۔ درحقیقت کچھ نہ تھا۔ اگر جان کے خوف کا عذر کیجیے تو عاشق یہ عذر کبھی پیش نہیں کر سکتا۔ اسکے علاوہ یہ عذر محض غلط ہو کیونکہ وہاں بالکل آزادی ہو ایک شخص ضلع مظفر پور کا رہنے والا مدعی امامت ہوا تھا اور مرزا صاحب کے آخر وقت میں یا اُن کے مرنے کے کچھ بعد مکہ معظمہ گیا تھا وہاں جا کر اُس نے دعویٰ کیا تھا اُس کو کسی نے جان سے نہیں مارا صرف وہاں سے نکال دیا گیا۔ مرزا صاحب کے بیٹے مکہ معظمہ گئے اور باوجودیکہ شریف مکہ معظمہ اُنہیں کافر کہتے تھے اور مدعی

مہدویت ونبوت کا بیڑا جانتے تھے مگر کچھ تعرض اُن سے نہیں کیا۔

غرضکہ امام مہدی کی پہلی علامت اُن میں کسی طرح نہیں پائی گئی۔ اسی طرح اور علامتیں بھی نہیں پائی گئیں۔ سب جانتے ہیں کہ اُن کا نام محمدؐ یا احمد اور اُن کے باپ کا نام عبداللہ نہیں تھا بلکہ اُن کا نام **غلام احمد** اور اُن کے باپ کا نام **غلام مرتضیٰ** تھا۔ یہ کیسی روشن بات ہے کہ یہ دو علامتیں بھی مرزا صاحب میں نہیں پائی گئیں۔

دوسری علامت یہ تھی کہ وہ اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بنی فاطمہ سے ہونگے اس کا نہ پایا جانا بھی نہایت ظاہر ہے کیونکہ مرزا صاحب تو دوم درجہ کے شیخ صدیقی یا فاروقی بھی نہیں ہیں اور اہلبیت رسول اور بنی فاطمہ ہونا تو بڑی بات ہے۔ پھر اس حدیث میں جس کے آنے کی خبر دی ہے وہ مرزا صاحب کسی طرح نہیں ہو سکتے اور زبردستی کی باتیں بنا کر آل رسول ہونے کا دعویٰ کرنا کسی راستباز کا کام نہیں ہے۔ اس طرح کی باتیں بنا کر ہر مسلمان خصوصاً علماء آل رسول ہونے کا دعوے کر سکتے ہیں اور حدیثوں میں اُن کی نسبت صرف آل رسول کا لفظ نہیں ہے بلکہ اہلبیت رسول اور بنی فاطمہ انہیں کہا گیا ہے۔ حدیثوں میں مہدی موعود کی نسبت من اھل بیتی[1] من عترتی من ولد فاطمہ آیا ہے۔ یہ تینوں لفظ کسی مرزا پر کسی طرح صادق نہیں آسکتے۔ اور آل رسول ہونے کے علاوہ اور علامتیں جو امام مہدی کی بیان ہوئی ہیں اور مرزا صاحب میں وہ علامتیں نہیں پائی جاتیں وہاں کیا باتیں بنائی جائینگی ان رسالوں کو دیکھ کر کوئی سچا مسلمان مرزا صاحب کو مہدی ہرگز نہیں مان سکتا۔ اسلیئے اس حدیث کو پیش کرنا مرزا صاحب کی صریح غلطی یا عوام کو فریب دہی ہے۔ اور اگر اُن حدیثوں کو ضعیف یا موضوع کہکر ٹالدیا جائے گا تو امام مہدی کا آنا ہی ثابت نہ ہوگا اور یہ حدیث بھی اسی زمرہ میں

---

[1] یعنی وہ مہدی میری اہلبیت سے ہوگا۔ اور بعض روایت میں ہے کہ میری خاص اولاد میں ہوگا اور بعض میں ہے کہ فاطمہؓ کی اولاد سے ہوگا۔ اہل علم اس کا یقین کرینگے کہ یہ تینوں الفاظ بجز سید آل رسول کے کسی شیخ صدیقی اور فاروقی پر بھی صادق نہیں آسکتے۔ اور مرزا کا تو بہت ہی کم مرتبے کا نسب ہے ۱۲

ہوگی پھر اُن کے لیئے آسمانی شہادت چہ معنی دارد۔ احمدی جماعت کے اہل علم ذرا ہوش گوش سے کام لیں اگر امام مہدی کے آنیکی حدیث کو مانا جائیگا تو اُن کی علامتیں جو حدیث ہیں آئی ہیں اُنہیں بھی ماننا ہوگا۔ کیونکہ دونوں قسم کی حدیثیں ایک طرح کی ہیں۔ اور اگر نہ مانا جائے گا یا اُن کے الفاظ کے صریح معنے میں تغیر کیا جائیگا تو ہم بھی مہدی کے آنے کی حدیثوں ہیں اُسی طرح کی باتیں بنادینگے۔ غرضکہ جس طرح اس سے پہلے مرزا صاحب کے دعوے کے غلط ہونیکی پانچ وجہیں حدیث کی عدم صحت میں بیان کی گئیں یہ **چھٹی وجہ** اُن کے کذب کی ہی۔ حدیث کو صحیح مان کر یعنی دار قطنی کی روایت اگر صحیح بھی مان لی جائے تو بھی مرزا صاحب اُسکے مصداق نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ امام مہدی کے لیے ہی اور مہدی کی جو علامتیں حدیثوں ہیں آئی ہیں وہ علامتیں مرزا صاحب ہیں ہرگز نہیں پائی گئیں۔

اسکے علاوہ مرزا صاحب کا اصل دعوے یہ ہی کہ ہیں مثیل مسیح بلکہ مسیح موعود ہوں اور اس حدیث ہیں مہدی کی بشارت دیگئی ہی۔ حضرت مسیح کی خبر نہیں ہی۔ اسلیئے بھی اس روایت سے مرزا صاحب کا اِستدلال کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔ اور یہ کہنا کہ مسیح موعود ہی مہدی ہیں کوئی اور مہدی نہیں ہی احادیث متواترۃ المعنی اور مشہورہ سے مردود ہی۔ غرضکہ حدیث کا پہلا لفظ

ذکر روایت لا مہدی الا عیسی بن مریم

لہ اور روایت لا مہدی الا عیسی ابن مریم کو محدثین صحیح نہیں کہتے۔ بلکہ لکھتے ہیں ھذا خبر منکر میزان الاعتدال ذہبی اور مفتاح الزجاجہ اور مفتاح الحاجہ دیکھا جائے مگر ہم اس بحث کو طول دینا نہیں چاہتے۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اسکے معنی وہ نہیں ہیں جو مرزا صاحب سمجھے ہیں بلکہ جس طرح عربی کا یہ جملہ مشہور ہی کہ لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار۔ یعنی کوئی جوان نہیں ہی مگر حضرت علیؓ اور کوئی تلوار نہیں ہے مگر حضرت علیؓ کی تلوار جسکا نام ذوالفقار ہی۔ اب نہایت ظاہر ہے کہ اس کا یہ مطلب نہیں ہی کہ حضرت علیؓ کے سوا کوئی جوان نہیں ہی صرف حضرت علی ہی جوان ہیں۔ اسی طرح یہ ارشاد ہی کوئی مہدی نہیں ہے مگر عیسےٰ اسکے بھی یہ معنی نہیں ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے سوا کوئی اور مہدی نہیں ہی بلکہ یہ مطلب ہے کہ حضرت عیسیٰ ایسے عظیم الشان اور عالی مرتبہ ہادی ہیں کہ اُن کے مرتبہ کو کوئی ہادی غیر نبی نہیں

مرزا صاحب کے دعوے کو دو وجہ سے غلط ثابت کرتا ہے یعنی اس حدیث میں جو پیشینگوئی ہے وہ مرزا صاحب کی نسبت نہیں ہو سکتی اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے چھ رسالوں کا حوالہ دیا ہے جن میں اُسکی تفصیل مذکور ہے۔ جسکا جی چاہے اُن رسالوں کو دیکھے۔ اسکے علاوہ اہل علم حق بین کے لئے کتب احادیث کا ذخیرہ موجود ہے۔ اگر محققانہ نظر سے وہ ملاحظہ کرینگے تو اس دعوے کی کامل تصدیق کر سکتے ہیں۔ میں اس طویل بحث سے قطع نظر کر کے صرف حدیث کے مطلب سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ حدیث میں جو پیشینگوئی ہے وہ مرزا صاحب کے لیئے ہرگز نہیں ہو سکتی اور اس پیشینگوئی کا ظہور ابتک نہیں ہوا۔

(۲) دوسر الفظ حدیث میں آیتین ہے یعنے کہا گیا ہے کہ ہمارے مہدی کے لیئے دو آیتیں ہیں اسلئے آیت کے معنی معلوم کرنا چاہئیں۔ امام راغب اصفہانی مفردات القرآن میں لکھتے ہیں والایۃ ھی العلامۃ الظاھرۃ وحقیقۃ لکل شئ ظاھرۃ ملازم لشئ لا یظھر ظھورہ فمتی ادرک مدرک الظاھر منھما علم

(بقیہ صفحہ ۵۴) پہنچ سکتا جس طرح کوئی جوان صاحب قوت وولایت وہادی امت حضرت علیؓ کی قوت کو نہیں پہنچ سکتا چنانچہ امام قرطبی اپنے کتاب تذکرہ میں امام مہدی کا ذکر کرتے ہیں۔ اُسمیں اس روایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں وھذا لا ینافی ما تقدم فی احادیث المھدی لان معناہ تعظیم شان عیسی بن مریم علیہ الصلوۃ والسلام علی المھدی ای انہ لا مھدی الا عیسی لعصمتہ وکمالہ فلا ینافی وجود المھدی کقولھم ما فتی الا علیؓ۔ یعنی بیان سابق میں جو حدیثیں خاص امام مہدی کے باب میں آئی ہیں ان کے مخالف یہ روایت نہیں ہے کیونکہ اس حدیث میں حضرت عیسی علیہ السلام کی عظمت وشان بمقابلہ امام مہدی کے بیان کرنا مقصود ہے جس طرح عرب کا یہ مقولہ ہے ما فتی الا علیؓ۔ یعنی کوئی جوان نہیں ہے مگر علیؓ اب ظاہر ہے کہ اس قول کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حضرت علیؓ کے سوا کوئی اور جوان نہیں ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ حضرت علیؓ ایسے عالی حوصلہ اور صاحب قوت جوان ہیں کہ ان کے مقابلہ میں گویا دوسرا جوان ہی نہیں ہے۔ اسیطرح حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی شان ہدایت ایسی عظیم الشان ہے کہ دوسرا ہادی انکے مقابلہ میں

انہ ادرک الاخر الذی لم یدرکہ بذاتہ"۔ یعنی آیت کھلی نشانی کو کہتے ہیں
اور وہ ظاہر اور کھلی چیز دوسری پوشیدہ چیز کو اس طرح لازم ہو کہ جو کوئی اُس علامت اور نشان
کو معلوم کر لے وہ فوراً اُس پوشیدہ چیز کو سمجھ جائے اور معلوم کر لے کہ وہ شئی موجود ہے"
جب آیت کے یہ معنی ہوئے تو معلوم ہوا کہ اس حدیث میں امام مہدی کی ایسی دو نشانیاں
بیان کی گئی ہیں کہ جسوقت ان کا ظہور ہو فوراً یقین کرنا چاہیئے کہ امام مہدی موجود ہیں۔ ان
نشانوں کے بعد نہ دعوے مہدویت کی ضرورت ہے نہ کسی دوسری شرط کی۔ اب رہی
یہ بات کہ اگر مہدویت کا مدعی اسوقت کوئی نہیں ہے تو کیونکر معلوم ہو کہ کون مہدی ہیں اس کا
جواب یہ ہے کہ جن کی شان یہ ہے کہ سینکڑوں برس پہلے سے سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے اُن کے آنے کی خبر دی جن کی ذات بابرکات کی بہت سی صریح علامتیں بیان کیں
جنکے لیئے اس حدیث کے بموجب خداوند عالم نے ایسے عظیم الشان دو نشان مقرر کیئے
جو کسی نبی کسی مجدد کے لیئے نہیں کیئے تھے پھر ایسی مقدس ذات پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔

(بقیہ صہ ۵۵) گویا نہیں ہے۔ اس قول کو عبدالوہاب شعرانی نے خلاصہ تذکرہ میں نقل کیا ہے (صہ ۱۱۸ ملاحظہ ہو)
شرح مقاصد کی جلد ۲ صہ ۳۰۸ میں بھی اس روایت کا مطلب لکھا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس روایت کا
مطلب یہ نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے سوا کوئی اور مہدی نہیں ہے مگر چونکہ مرزا صاحب کے مدعا کے خلاف ہے اسلیئے
نہ انہیں توجہ ہوئی اور نہ اُن کے متبعین کو۔ کیونکہ ادہر توجہ کرنا مرزا پرستی کے خلاف ہے۔ افسوس صد افسوس۔ اہبر
خوب نظر رہے کہ حدیث کے اس ایک نقطہ سے دو باتیں ایسی نکلیں جنہوں نے ثابت کر دیا کہ حدیث کی بشارت مرزا
صاحب کے لیئے کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس روایت میں امام مہدی کی بشارت ہے اور جو علامتیں امام مہدی کی
حدیثوں میں آئی ہیں وہ مرزا صاحب میں کسی طرح نہیں پائی جاتیں۔ اسکے علاوہ مرزا صاحب کو مسیح موعود ہونیکا
دعویٰ ہے۔ ازالۃ الاوہام وغیرہ دیکھا جائے امام مہدی اور ہیں اور مسیح موعود اور ہیں دونوں ایک نہیں ہیں اسلیئے حدیث
کے ایک نقطہ سے مرزا صاحب کا دعویٰ دو وجہ سے غلط ثابت ہوا ۱۲

لہ آیت کے معنے جس کتاب سے نقل کیئے گئے ہیں خلیفہ صاحب اُسے نہایت معتبر جانتے ہیں یہ کتاب خاص
قرآن مجید کے لغت میں چوتھی صدی میں لکھی گئی ہے۔ مرزا صاحب نے ضمیمہ انجام اتہم کے صہ ۵ میں جو کچھ

اُن کے حالات۔ اُن کے کمالات۔ اُن کے اخلاق۔ اُنکے علامات (جو حدیثوں میں آئے ہیں) اُنھیں متعین کردینگے۔ اُن کی برگزیدہ ذات مقناطیس کی طرح لوگوں کے دلوںکو اپنی طرف کھینچے گی۔ جب اُن کی ذات سے مسلمانوں کو اور اسلام کو وہ فائدہ پہونچیگا جسکا ذکر حدیثوں میں آیا ہے تو بے اختیار مسلمان اُنہیں مہدی کہیں گے۔ خدا تعالیٰ اُنکے دلمیں ڈالیگا کہ یہ مہدی ہیں بے ساختہ اُن کی زبانیں کہنے لگیں گی کہ یہ مہدی ہیں۔ اُن کے حالات اور کمالات اُنہیں تمام مخلوق سے ممتاز کردینگے اور پھر اُن کے وقت میں اُن گہنوں کا ہونا۔ اُنہیں متعین کردیگا۔ وہاں دعوے کی اور اشتہاروں کی اور رسالوں کی ضرورت نہوگی۔ ملاحظہ کیا جائے حدیث میں آیا ہے کہ ہر صدی میں مجدد آئیگا اور مرزا صاحب بھی اسے مانتے ہیں۔ بموجب اس حدیث کے تیرہ صدی میں بارہ مجدد ہونا چاہئیں۔ اب جماعت احمدیہ بتائے کہ وہ کون[1] بارہ مجدد ہوئے جنھوں نے دعوے کیا ہو کہ میں مجدد ہوں۔ بجز دو چار شخصوں کے اور کوئی مدعی نظر نہیں آتا۔ البتہ اُن کے حالات معائنہ کرکے یا بطریق صحیح معلوم کرکے

(بقیہ صفحہ ۵۶) اسکے معنی بیان کرنے میں اظہار قابلیت کی ہے وہ محض بیجا دبندہ ہے لغت سے اُسے کچھ تعلق نہیں۔ البتہ اسقدر اسکا حاصل قرار دیا جا سکتا ہے کہ جو خارق عادت مامور من اللہ کی تصدیق کے لئے .... ظاہر ہو وہ آیت ہے تو ہم تسلیم کرتے ہیں اور نہایت زور سے کہتے ہیں کہ ۱۳۱۲ھ میں جو چاند گہن اور سورج گہن رمضان میں ہوا وہ کسی کے لئے آیت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ معمولی دورہ تھا۔ کوئی خرق عادت نہیں تھی۔

[1] اسکے جواب میں یہ کہنا کہ کوئی تمام انبیاء سابقین کا نام بتائے عوام کو دہوکا دینا ہے۔ کیونکہ ہم کوئی ایسا دعویٰ نہیں کرتے جس کے لئے ہمیں نام بتانے کی ضرورت ہو۔ ہمیں بالاجمال سب پر ایمان لانا کافی ہے۔ تم مجدد کے لئے دعوے کی شرط لگاتے ہو۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ دعوے غلط ہے۔ اسلئے تمھیں ضرور ہے کہ ہر صدی کے مجدد اور اُن کا دعویٰ کرنا ثابت کرو۔ اور ان تیرہ صدی کے حالات مثل انبیاء سابقین کے پوشیدہ اور تاریکی میں نہیں ہیں۔ کہ اُس کا بیان کرنا دشوار ہو اسپر بھی نظر کرنا چاہیے کہ بزرگوں نے صرف حالات معلوم کرکے مجددوں کے نام لکھے ہیں کسی نے دعویٰ کرنے کا خیال نہیں کیا اگر عقلی طور سے دعویٰ کرنے کی ضرورت ہوتی تو علمائے کاملین اُن کا نام ہرگز نہیں لکھتے جنھوں نے دعویٰ نہیں کیا ۱۲

اہل علم نے انھیں مجدد کہا ہے اسی وجہ سے ہر ایک محقق نے اپنے تحقیق اور اپنے خیال کے موجب نام بتائے ہیں۔ ازالۃ الخفا۔ اور مقاصد حسنہ۔ اور عون المعبود۔ وغیرہ ملاحظہ کیا جائے عسل مصفی میں بہت مجددوں کے نام لکھے ہیں مگر سب کا دعوے کرنا نہیں لکھا۔ اس سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ مجدد اور مہدی کے لئے دعوے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مجدد و مہدی پر ایمان لانا فرض نہیں ہے۔ کہ بغیر ایمان لائے نجات نہو۔

الحاصل حدیث کے پہلے ہی جملہ سے ثابت ہوگیا کہ مرزا صاحب کا یہ کہنا محض غلط ہے کہ جسوقت یہ دونوں گہن پائے جائیں اور اُسوقت کوئی مدعی بھی ہو کہ میں مہدی ہوں اور اگر اُسوقت کوئی مدعی نہیں ہے تو یہ گہن کسی کی صداقت کے نشان نہیں ہیں یہ دعوے حدیث کے بالکل خلاف ہے۔ اور کسی دوسری حدیث سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ جسوقت امام مہدی ظاہر ہونگے تو وہ اپنے مہدی ہونیکا دعویٰ بھی کرینگے اور اُن کے لئے یہ معمولی گہن نشان اور علامت ہو جائیں گے **الغرض حدیث کا پہلا جملہ جسکے دونوں لفظ سے بالیقین ثابت ہوتا ہے کہ معمولی طور سے رمضان شریف میں چاند گہن اور سورج گہن کا ہونا مہدی کی نشانی نہیں ہے۔** خواہ اُسوقت کوئی مدعی مہدویت ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ اُس گہن کو مہدی کی علامت کہا ہے اسلئے جب اس قسم کا گہن پایا جائیگا تو اُسوقت مہدی ضرور موجود ہونگے بغیر مہدی کے موجود ہوئے اُس طرح کا گہن کبھی نہیں ہوسکتا۔ اور مرزا صاحب کے وقت میں تو معمولی گہن تھا وہ مہدی کی علامت نہیں ہوسکتا۔

(۳) دوسرا جملہ حدیث میں یہ ہے لم تکونا منذ خلق اللہ السموات و الارض یہ جملہ حدیث میں دو مرتبہ آیا ہے۔ پہلی مرتبہ آیتوں کے بیان کرنے سے پہلے

اور دوسری مرتبہ ان کے بیان کرنے کے بعد پہلے مرتبہ میں جو لم تکونا ہو وہ آیتین کی صفت ہو اور اس میں جو ضمیر ہے وہ آیتین کی طرف پھرتی ہو۔ اسلئے اِس جملہ کے یہی معنی ہیں کہ وہ دونوں آیتین یعنے وہ دو نشانیاں ایسی ہیں کہ جب سے آسمان و زمین پیدا ہوئے ہیں اُسوقت سے اِن آیتوں کا ظہور نہیں ہوا۔ اور اُن دو نشانوں سے مراد کسوف و خسوف ہیں جو خاص طور کے ہوں گے اور جن کو علامت اور نشان کہا جائیگا یہ پہلا جملہ ہے جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ مہدی کی وہ علامتیں بے نظیر ہونگی۔ کیونکہ جب یہ جملہ آیتین کی صفت کاشفہ ہو تو اس کا یہی مطلب[1] ہو سکتا ہو کہ وہ معمولی باتیں نہیں ہیں بلکہ ایسی عجیب و غریب نشانیاں ہیں کہ جب سے آسمان و زمین کا وجود ہوا ہو اُن کا ظہور کسیوقت کسی کیلئے نہیں ہوا۔ یہ جملہ صاف بتا رہا ہو کہ وہ نشان بے نظیر ہیں۔ اُن کا وجود کسیوقت نہیں پایا گیا۔ صرف اُس مہدی کے وقت پایا جائیگا۔ اب پورے جملے کو ملا کر دیکھو یعنی لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق اللہ السموات والارض۔ اب جسکو کچھ بھی عربیت کا مذاق ہو وہ اسکا مطلب یہی کہیگا کہ وہ دو آیتین جو اپنی صفت میں بے نظیر[2]

---

[1] اس کا یہ مطلب کہنا محض غلط ہو کہ وہ نشانیاں بے نظیر نہیں ہیں بلکہ وہ نسبت بے نظیر ہے جو اُن نشانیوں کو مہدی کی طرف ہو۔ الفاظ حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اگر یہ مقصود ہوتا کہ نسبت بے نظیر ہے تو لم تکونا تثنیہ نہ آتا۔ بلکہ لم تکن ہوتا۔ ہمنے نہایت صفائی سے بیان کر دیا۔ اگر اس پر بھی کوئی نہ سمجھے تو بقول مرزا صاحب پاگل کہلائیگا۔ اب ہم جماعت احمدیہ سے دریافت کرتے ہیں کہ مرزا صاحب جو ضمیمہ انجام اتھم کے صفحہ ۴۸ میں اپنے مخالفین کو خالی گدھا بتا رہے ہیں اب تو آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ الفاظ حدیث کا وہی مطلب ہے جو اُن کے مخالفین لکھ رہے ہیں۔ اب فرمایئے کہ خالی گدھا یا بھرا گدھا کون ہوا۔ اور عالمانہ تدبر سے بالکل بے بہرہ اور بے نصیب کون ہے۔ خدا کو عالم بما فی الصدور جان کر جواب دے ۱۲

[2] یہ کیسی کھلی ہوئی بات ہو کہ طالب علم بھی اس کو بخوبی سمجھ سکتا ہو۔ مرزا صاحب با وجود ان دعوے کے نہیں سمجھتے اور محض بے تکا اس کا مطلب بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ ضمیمہ انجام اتھم کے صفحہ ۴۸ میں لکھتے ہیں اس جگہ غرض یہ ہو کہ یہ دو نشان اس خصوصیت کے ساتھ مہدی کو دئے گئے ہیں خلیفۃ المسیح فرمائیں وہ کون خصوصیت ہو بجز اس خصوصیت کے جو ہم الفاظ حدیث سے بیان کر چکے ہیں۔

ہیں وہ ہمارے مہدی کے لئے مخصوص ہیں ان کا ظہور کسی وقت میں نہیں ہوا اور اُسی مہدی کے وقت میں ہوگا۔

الغرض اس جملہ نے مجمل اور مبہم طور سے ان نشانوں کا بے نظیر ہونا بیان کیا۔ اس کے بعد اُن بے نظیر علامتوں کا بیان ہے۔ پہلی علامت یہ ہے کہ چاند گہن رمضان کی پہلی رات میں ہوگا۔

(۳) حدیث میں اس گہن کا وقت اس طرح بیان ہوا ہے کہ ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان یعنی رمضان کی پہلی رات میں چاند گہن ہوگا۔ عرب نے اکثر بول چال میں مہینہ کی پہلی رات کے چاند کو ہلال کہتے ہیں اور حدیث میں قمر کا لفظ آیا ہے اس لئے اول لیلۃ سے مراد اگر وہ پہلی رات لی جائے جس کے چاند کو صرف قمر کہا جاتا ہے تو ایک طور سے اول لیلۃ کہنا بھی صحیح ہو جاتا ہے اور قمر کا اطلاق بھی مشہور محاورہ کے مطابق ہوتا ہے۔ اور اس شب میں نہایت صفائی سے گہن بھی محسوس ہوتا ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے الفاظ حدیث میں صرف ایک ضمیر مقدر ماننا پڑے گی۔ اور اس کی عبارت یوں ہوگی۔ ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان یعنی چاند گہن ہوگا قمر کی پہلی رات میں رمضان کے مہینہ میں۔ مرزا صاحب جو مطلب [illegible]

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹) اسکے بعد حدیث کا جملہ ملاحظہ کیجیے کہتے ہیں کہ لم تکونا [illegible] آیتین [illegible] مہدی کی نشانی خاص کیگئی ہیں۔ اسکا مطلب خلیفہ صاحب بیان فرماتے ہیں۔ الجواب یہ جملہ لم تکونا کی تشریح نہیں کرتا بلکہ پورا جملہ یعنی لم تکونا منذ خلق اللہ السموات والارض تشریح کرتا ہے اور سب اس پورے جملے نے آیتین کی تشریح کی تو مطلب یہ نکلے اور کوئی معنے نہیں ہو سکتے کہ وہ آیتین ایسی ہیں کہ جب سے آسمان زمین پیدا ہوئے ہیں ان کا ظہور نہیں ہوا اس صفت کی نشانیاں مہدی کے [illegible] اسکے بعد مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ خسوف وکسوف کی نرالی حالت بیان کرنا منظور نہیں کیسا صریح غلط ہے جس جملہ کو مرزا صاحب نے آیتین کی تشریح کہا ہے وہ نہایت وضاحت سے خسوف وکسوف کی نرالی حالت کو بیان کرتا ہے۔ اُس جملہ کو آیتین کی تشریح کہنا اور پھر خسوف وکسوف کی نرالی حالت سے انکار کرنا کیا اہل علم کا کام نہیں ہے؟

تو اشارۃً اُس میں بھی لفظ لیلۃ میں ضمیر کا زیادہ کرنا ضرور ہے۔ مگر اہل علم اسکو سمجھ سکتے ہیں
کہ اُس میں بہت تکلف ہے۔ اس معنی کے بیان کرنے سے ہماری غرض حضرات مرزائیوں کو
خوش کرنا ہے کیونکہ اُس پہلے معنی پر وہ اعتراض کرتے ہیں کہ حدیث میں اُس شب کے
چاند کو قمر کہا گیا ہے۔ اور مہینہ کی پہلی رات کے چاند کو قمر نہیں کہتے ہیں۔ ہمنے اُن کی خاطر
سے اس اعتراض کو مان کر حدیث کے دوسرے معنے بیان کر دیئے۔ اگرچہ اون کا
اعتراض محض غلط ہے جماعت احمدیہ ناخوش ہوگی مگر ہم خیرخواہانہ کہتے ہیں کہ صرف اسی
کسوف و خسوف کی بحث کو دیکھکر بیساختہ ہر ایک ذی علم منصف کا دل کہہ اوٹھیگا
کہ مرزا صاحب عربی قواعد میں نہیں ہیں اور لغت عرب اور محاورات سے اُنہیں پوری خبر
نہیں ہے۔ مگر ہم سمجھتے ہیں زور کا ہے جسکی انتہا نہیں ہے۔ اب اُن کی بے خبری ملاحظہ کیجائے۔
قمر کا لفظ جس طرح تیسری یا چوتھی یا ساتویں تاریخ کے چاند کو کہتے ہیں اسی طرح مہینہ کی اول
شب سے لیکر آخر تک کے چاند کو بھی قمر کہتے ہیں اس کو اس طرح سمجھو کہ چاند کے نام مختلف
اوقات اور مختلف حالتوں کے لحاظ سے مختلف رکھے گئے ہیں مثلاً ہلال۔ بدر وغیرہ
اسلئے ضرور ہے کہ اس کا کوئی اصلی نام بھی ہو جس پر یہ مختلف حالتیں طاری ہوتی ہیں
اور وہ سب میں مشترک ہو وہ لفظ قمر ہے۔ اس کی مختلف حالتوں کی وجہ سے اسکے
نام مختلف ہوتے ہیں یعنے اصلی نام کے سوا اکثر دوسرے نام لیئے جاتے ہیں۔ اور جب
وہ حالت نہیں رہتی تو صرف اصلی نام لیا جاتا ہے۔ **قاموس** اور اس کی شرح تاج العروس
ملاحظہ ہو۔ الہلال غرۃ القمر وھی اول لیلۃ الخ یعنے ہلال قمر کی پہلی رات کو کہتے
ہیں۔ دیکھیئے کیسا صاف روشن ہو گیا کہ قمر ایسا لفظ ہے کہ پہلی رات کے چاند کو بھی کہتے
ہیں اور اُسے ہلال بھی کہتے ہیں۔ صاحب تاج العروس لکھتے ہیں یسمی القمر للیلتین
من اول الشھر ھلالا الخ یعنی مہینہ کی پہلی دو راتوں میں قمر کا نام ہلال رکھا جاتا ہے
اس سے بخوبی ظاہر ہے کہ پہلی اور دوسری رات کے چاند کو قمر تو کہتے ہی ہیں مگر ہلال بھی

اس کا نام ہے لسان العرب میں بھی یہی عبارت ہے۔ لغت میں یہ کتاب ایسی مستند ہے کہ مرزا صاحب بھی اسے نہایت مستند مانتے ہیں۔ یہ تین شاہد نہایت معتبر پیش کیئے گیئے جن سے ثابت ہو گیا کہ پہلی رات کے چاند کو قمر کہتے ہیں۔ مگر اس کی حالت خاص کی وجہ سے اُسے ہلال کہا جاتا ہے نہ یہ کہ اُس رات کے چاند کو قمر کہنا غلط ہے ان شاہدوں کے علاوہ عظیم الشان شاہد قرآن مجید کا محاورہ ہے۔ ملاحظہ کیا جائے (پہلی آیت) سورہ یسین میں ہے۔ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ۔ یعنے قمر کے لیئے ہمنے منزلیں مقرر کی ہیں اسکے بموجب ترقی کرتا ہے پھر اُس کی حالت کو تنزل ہوتا ہے یہاں تک کہ سوکھی ٹہنی خمیدہ کے مثل ہو جاتا ہے۔ (دوسری آیت) هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ (سورہ یونس) یہ آیت اللہ تعالٰے کی تعریف میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے جس نے شمس کو چمکدار اور قمر کو نور بنایا اور اس کے لیئے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کی گنتی کر سکو اور حساب جان سکو اہل علم پر آفتاب کی طرح روشن ہے کہ ان دونوں آیتوں میں پورے مہینے کے چاند کو قمر کہا ہے خواہ وہ پہلی رات کا چاند ہو یا کسی دوسری تاریخ کا۔ اور یہ صرف دو ہی جگہ نہیں بہت جگہ پورے مہینے کے چاند کو قمر کہا ہے جسے تحقیق کا زیادہ شوق ہو وہ قرآن مجید کو اچھی طرح دیکھے۔ افسوس ہے کہ مرزا صاحب کو ادیب ہونیکا فخر قرآن دانی کا بہت بڑا دعویٰ۔ مگر ایک متعارف اور مشہور لفظ جو قرآن مجید میں متعدد جگہ مستعمل ہے اُسکے معنی کی تحقیق نہیں ہے باایںہمہ اُنکے دعووں پر جماعت احمدیہ اپنے ایمان کو قربان کر رہی ہے۔ یہاں اس لغت کے متعلق ایک نکتہ بیان کیا جاتا ہے غور سے ملاحظہ ہو۔ وہ یہ ہے کہ چاند کا ٹھیک ترجمہ عربی میں قمر ہے جس طرح چاند اُردو زبان میں ہر رات کے چاند کو کہتے ہیں۔ اسی طرح عربی میں ہر رات کے

چاند کو قمر کہتے ہیں خواہ وہ پہلی رات کا چاند ہو یا کسی دوسری رات کا۔ مگر چونکہ عربی زبان اُردو زبان سے زیادہ وسیع ہے اسلیئے عربی میں بعض خاص حالت کی نظر سے اُسے ہلال کہا ہے بعض حالت میں بدر کہا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اُن خاص حالتوں میں قمر کا اطلاق نہیں ہوتا بلکہ یہ مطلب ہے کہ اس حالت خاص کیوقت چاند کے لیئے دو لغت ہوگئے ایک وہی اصل لفظ قمر دوسرا ہلال یا بدر فصحاے ادیب حسب موقع اور ضرورت ہر ایک لفظ کو استعمال کر سکتے ہیں۔

اب اس کہنے میں کیا تامل ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب کو لغت کی ظاہری باتوں پر بھی نظر نہیں ہے۔ اسی طرح قرآن سے بھی ماہر نہیں ہیں۔ مگر دوسرے علما کو کیسے سخت الفاظ سے کہہ رہے (ضمیمہ انجام اٰتھم کا صفحہ ۴۶ و ۴۷ ملاحظہ ہو)

اے نادانو۔ آنکھوں کے اندھو۔ مولویت کو بدنام کرنے والو! ذرا سوچو کہ حدیث میں چاندگرہن میں قمر کا لفظ آیا ہے۔ اگر یہ مقصود ہوتا کہ پہلی رات میں چاندگرہن ہوگا تو حدیث میں قمر کا لفظ نہ آتا۔ بلکہ ہلال کا لفظ آتا، جب ہماری تحقیق سے آپ معلوم کریں گے کہ ہلال کا لفظ اس جگہ نہیں آسکتا۔ اور قمر کا اطلاق اس پر لغت سے اور قرآن مجید کے محاورہ سے ثابت ہے تو اب جماعت احمدیہ بہ نظر سچائی کہے کہ نادان کون ہے۔ اور آنکھوں کا اندھا۔ اور مولویت بلکہ مہدویت کو بدنام کرنے والا کون ہے۔ اب اگر یہ دریافت کیا جائے کہ مہینہ کی پہلی رات کے چاند کو قمر اور ہلال دونوں کہہ سکتے ہیں مگر ایسے مقام پر ہلال کا استعمال مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ لفظ خاص اس حالت کے لیئے موضوع ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دنیا میں چاندگہن کبھی ایسے وقت نہیں ہوا کہ اسوقت کے چاند کو ہلال کہا جائے بلکہ گہن ہمیشہ ۱۳۔۱۴۔۱۵۔ کو ہوتا رہا ہے اور اُسوقت کے چاند کو قمر ہی کہتے ہیں اسلیئے عرب کے محاورہ میں تنکسف القمر ہی بولتے

ہیں تنکسف الھلال وہ بولتے ہی نہیں کیونکہ اس کا وقت کبھی نہیں آتا۔ چنانچہ یہ بھی
محاورہ عرب کے خلاف ہے تنکسف الھلال کیونکر بولا جاتا۔ بلکہ محاورہ کے مطابق تو ضرور
تھا کہ تنکسف القمر ہی بولا جاتا مگر چونکہ یہ کسوف ایک خارق عادت امر بالکل نیا
تھا اسلیئے اس کی ندرت اس طرح بیان کی گئی کہ لاول لیلۃ من رمضان یعنی
یہ کسوف قمر (چاندگہن) مخصوص ہوگا رمضان کی پہلی رات سے اور ایسا واقعہ کبھی نہیں
ہوا۔ اس پر خوب نظر رہے کہ الفاظ حدیث سے کس صفائی سے ثابت ہوگیا کہ
چاندگہن کا وقت حدیث میں رمضان کی پہلی رات ہی ہوگا۔ اگر تیرھویں تاریخ کی شب
لیجائے تو بھی ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ یہی آیۃ معنی ہیں جن کے لحاظ
سے یہ چاندگہن نشان اور معجزہ ہوسکتا ہے لیکن ان الفاظ کے یہ معنی کسی طرح نہیں ہوسکتے
کہ چاندگہن ۱۳ تاریخ کو ہوگا۔ یہ پہلے نشان کا بیان تھا جس سے معلوم ہوا کہ مہدی
کی وہ علامت بےنظیر اور خارق عادت ہوگی اور کسی وقت اور کسی حالت میں اوس
مہدی سے پہلے اُس کا ظہور نہ ہوا ہوگا۔

(۴) دوسری علامت یہ ہے کہ سورج گہن رمضان کے نصف میں ہوگا۔
حدیث کے الفاظ یہ ہیں وتنکسف الشمس فی النصف منہ یعنی سورج گہن
ہوگا اُسی رمضان کے نصف میں اس جملہ میں لفظ نصف اور منہ پر لحاظ کرنا
چاہیئے۔ منہ میں ضمیر مذکر ہے اور اُس کا مرجع رمضان ہے۔ جو اوپر مذکور ہولیا ہے۔
الفاظ حدیث میں کوئی اور لفظ ایسا نہیں ہے جو اس کا مرجع ہوسکے۔ اِسلیئے بالضرور
نصف سے مراد ماہ رمضان کا نصف ہے۔ اب اُسے آپ نصف رمضان کہیں
یا منصف رمضان کہیں مگر ہر طرح پورے ماہ کا نصف مراد لیا جائیگا جو ضرور
۱۴ یا ۱۵ تاریخ ہے۔ ان معنی کے سوا الفاظ حدیث کے دوسرے معنی ہرگز نہیں ہوسکتے
انہیں معنی کی وجہ سے اِس گہن کو نشان اور معجزہ کہا گیا ہے۔ اس معنی سے ظاہر ہوگیا کہ

مہدی کی دوسری علامت بھی ایسی ہوگی جس کا ظہور کبھی نہوا ہوگا۔ بلکہ وہ نشان بھی ویسا ہی بے نظیر ہوگا جیسا پہلا نشان بے نظیر تھا۔ مرزا صاحب جو کسوف کے معنی معمولی ایام مراد لیتے ہیں اور ان کے وسط میں اٹھائیس کو گہن ہونا لکھتے ہیں حدیث کے الفاظ کی وجہ سے اس کو رد کرتے ہیں۔

(۱) تین دنوں میں درمیان کے دن کو نصف نہیں کہتے وسط کہتے ہیں اور حدیث میں ہے کہ سورج گہن اس کے نصف میں ہوگا۔

(۲) سورج گہن کے وقت کا بیان حدیث کے لفظ فی النصف منه سے ہوتا ہے۔ اب اگر نصف سے مراد وسط لیا جائے اور کہا جائے کہ سورج گہن اپنے معمولی ایام کے وسط میں ہوگا۔ تو لفظ منه میں ضمیر ہے وہ کدھر جائے گی یہی تو چاہتے ہیں کہ منه کی ضمیر ایام کی طرف پھرے مگر یہ دو طور سے غلط ہے ایک یہ کہ لفظ ایام حدیث میں مذکور ہی نہیں پھر ضمیر اس کی طرف کیونکر پھر سکتی ہے دوسرے یہ کہ منه میں ضمیر مذکر کی ہے وہ ایام کی طرف نہیں پھر سکتی اگر ایام کی طرف پھرتی تو منها ہونا چاہیئے تھا منه کی ضمیر کا مرجع بجز رمضان کے اور کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ لفظ رمضان پہلے مذکور بھی ہے اور منه کی ضمیر اس طرف پھر سکتی ہے اور جب یہ ضمیر رمضان کی طرف پھری تو بالضرور یہی معنے کہنے ہوں گے کہ نصف رمضان میں یا وسط رمضان میں سورج گہن ہوگا۔ یہ ایسی ظاہر اور قطعی بات ہے کہ کوئی اہل علم اس سے انکار نہیں کر سکتا۔

الغرض حدیث کے جس لفظ میں سورج گہن کے وقت کا بیان ہے وہ یقینی طور سے بتا رہا ہے کہ سورج گہن کا وقت نصف رمضان ہے یعنی پندرہ تاریخ یا چودہ۔

(۳) ان دو نشانوں کے بیان کرنے کے بعد پھر وہ جملہ لایا گیا جو پہلے آیتین کے بعد آیا تھا۔ صرف واو حالیہ زیادہ کر دیا گیا اور کہا گیا ولم تکونا منذ خلق الله

السموات والارض پہلے تو یہ جملہ اجتنبین کی صفت تھا۔ جس کی تشریح اوپر کی گئی ہے۔
اس سے مجمل طور سے معلوم ہوا تھا کہ مہدی کے وہ دو نشان بے نظیر ہیں۔ پھر ان دونوں
نشانوں کے وقت کو صاف طور سے بیان کرکے دوبارہ جملہ حالیہ کے ساتھ وہی جملہ
لایا گیا تاکہ نہایت تاکید اور خصوصیت کے ساتھ ان دونوں نشانوں کی حالت
بیان کی جائے۔ یہاں لم تکونا میں ضمیر انہیں خسوف وکسوف کی طرف پھرتی ہے
جنکا خارق عادت ہونا اوپر بیان ہولیا ہے۔ اب پھر انہیں گہنوں کی حالت صاف
طور سے دوسرے پیرایہ میں بیان کی جاتی ہے کہ وہ دونوں گہن (جنکا ذکر اوپر ہوا)
ایسے ہونگے کہ جب سے آسمان وزمین پیدا ہوئے ہیں اسوقت سے کبھی ایسے گہن نہیں
ہوئے ہونگے۔ یہاں خوب خیال کیا جائے کہ جن گہنوں کا ذکر اوپر ہولیا ہے خاص
انہیں کی نسبت حدیث کے اس جملہ میں بیان ہوا کہ وہ دونوں گہن ایسے ہونگے کہ
ابتدائے آفرینش سے کبھی نہ ہوئے ہونگے۔ یہ جملہ نہایت صفائی سے بتارہا ہے کہ
خاص وہ دونوں گہن بے نظیر اور عجوبہ ہوں گے۔ اب ان کا بے نظیر اور عجوبہ ہونا جب ہی
ثابت ہوگا کہ اس سے پہلے جو گہنوں کا وقت بیان ہوا ہے اس کا وہی مطلب بیان
کیا جائے جو ہمنے بیان کیا ہے یعنی چاند گہن پہلی رات کو اور سورج گہن پندرھویں شب کو

کی بددیانتی

یہ کہنا کہ گہنوں میں عجوبہ پن نہیں ہے بلکہ نسبت میں عجوبہ پن ہے محض غلط ہے۔ کوئی عربی
جاننے والا یہ مطلب نہیں کہہ سکتا۔ حدیث میں لم تکونا کی ضمیر جو ان گہنوں کی طرف
پھرتی ہے اسنے فیصلہ کردیا کہ وہ دونوں گہن بے نظیر ہوں گے۔ اب مرزا صاحب کی
دیانت کو دیکھا جائے۔ چونکہ یہ جملہ بدلالۃ النص قطعی طور سے مرزا صاحب کے دعوے کو غلط
ثابت کرتا ہے اس لئے اسے نقل نہیں کرتے۔ ضمیمہ انجام آتھم میں حدیث کا لفظ
فی النصف منہ لکھ کر باریک قلم سے (الخ) لکھدیا ہے۔ اور حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۹۴
میں یہ روایت نقل کی ہے مگر حدیث کے اس جملہ کو نقل نہیں کیا اور نہ اشارہ کیا کہ حدیث

ہیں کچھ اور باقی ہے یعنی جس طرح ضمیمہ انجام آتھم میں اشارہ کر دیا تھا وہ بھی یہاں نہیں کیا
جس سے اہل علم سمجھتے کہ حدیث پوری نہیں ہوئی کچھ باقی ہے اُسے دیکھنا چاہیئے غرضکہ
یہ جملہ نہایت صفائی سے مرزا صاحب کے دعوے کی بنیاد کو اکھیڑ کر پھینکتا تھا اور کوئی بیہودہ
تاویل بھی مرزا صاحب کے خیال میں نہ آئی اسلئے اُسے نقل نہیں کرتے جسے کچھ خوف
خدا ہے وہ اسپر غور کرے اس بیان کے بعد میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جملہ مکرر کیوں
لایا گیا۔ تکرار کی کیا ضرورت تھی۔ اس کے جواب پر اہل علم غور کریں۔ اس کی دو وجہیں
میرے خیال میں ہیں۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ اول مرتبہ یہ جملہ اس لئے لایا گیا تاکہ بہ تصریح بطور دلالۃ النص کے
یہ ثابت کرے کہ یہ دونوں عجیب و غریب نشان اُس مہدی کے سوا کسی کے لیے نہیں ہونگے
اور دوبارہ یہ جملہ اس لئے لایا گیا کہ نہایت صفائی سے یہ ظاہر کر دے کہ یہ دونوں گہن
ایسے ہوں گے کہ اس سے قبل کبھی اس طرح کے گہنوں کا ظہور نہیں ہوا ہوگا چونکہ
لم تکونا کی ضمیر خسوف وکسوف کی طرف پھرتی ہے اسلئے اس مطلب کے
سوا دوسرا مطلب ہرگز نہیں ہو سکتا۔

دوسری وجہ اس جملہ کے مکرر لانے کی یہ ہے کہ اس قسم کا گہن نہایت عجوبہ اور
انوکھی بات تھی جسکی طرف ذہن کا جانا اور اُسے باور کرنا مشکل تھا۔ اسلئے اسکی تکرار کیگئی
تاکہ سننے والوں کے ذہن نشین ہو جائے کہ مقصود یہی ہے کہ وہ دونوں گہن بے نظیر ہونگے
اب اس پر نظر کیجائے کہ اس روایت میں تین طریقوں سے اُن نشانوں کا بے نظیر
ہونا بیان کیا گیا ہے **پہلے** آیتین کی صفت بیان کر کے یعنی یہ دونوں نشان ایسے
ہوں گے کہ مہدی سے پہلے اُن کا ظہور کبھی نہ ہوا ہوگا **دوسرے** اُن گہنوں کے
غیر معمولی وقت بیان کر کے **تیسرے** اُن گہنوں کی حالت بیان کر کے کہ وہ حالت
ایسی ہوگی کہ اُس کا ظہور اُس سے پہلے کبھی نہ ہوا ہوگا۔ اور اس میں دعوی وغیرہ کا اشارہ بھی

مرزا صاحب کا ایک اور مغالطہ

نہیں ہے۔ اس تکرار کی وجہ یہ ہے کہ بلغا کا قاعدہ ہے کہ اس قسم کی باتوں کو مکرر لاتے ہیں۔ ایسی صراحتوں کے بعد بھی یہ کہنا کہ حدیث میں یہ بیان نہیں ہے کہ گہنوں میں کوئی عجوبہ پن ہوگا یا وہ گہن خارق عادت ہوں گے، کسی فہمیدہ و ذی علم کا کام نہیں ہے۔ یہ چند میں نہیں آسکتا کہ مرزا صاحب ایسی فاحش غلطی نادانستگی سے کر رہے ہیں بلکہ اُن کا علم یقین دلاتا ہے کہ کم علموں کو قصداً مغالطہ دے رہے ہیں۔ ہم نہایت استحکام سے کہتے ہیں کہ اس صاف بیان کے بعد دنیا میں کسی اہل علم ذی عقل کو حدیث کے مطلب میں تامل نہیں رہے گا ہر فہمیدہ یہی کہیگا جو ہمنے بیان کیا ہے۔ کیونکہ حدیث کا مطلب یقیناً یہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا۔ لطف یہ ہے کہ حدیث مذکور کے پانچ جملے ہیں اور وہ پانچوں جملے نہایت صفائی سے بتا رہے ہیں کہ مہدی کے یہ دونوں نشان یعنی خاص طور کا سورج گہن اور چاند گہن بےنظیر ہوں گے۔ اُس وقت سے پہلے کبھی اس طرح کا گہن نہیں ہوا ہوگا۔ اور ۱۳۱۲ھ میں جو خسوف وکسوف ہوئے وہ بموجب اس حدیث کے مہدی کے نشان ہرگز نہ تھے کیونکہ وہ معمولی گہن تھے جو حسب معمول اپنے وقت پر ہوا کرتے ہیں۔ ہمنے گہنوں کی فہرست نقل کرکے دکھا دیا کہ چھیالیس برس کے عرصہ میں اس قسم کے گہن تین مرتبہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے جسے عقل اور علم کی دولت سے مالا مال کیا ہے وہ ہمارے بیان کو انصاف سے دیکھے اور حدیث کے الفاظ میں غور کرتا جائے پھر اللہ تعالیٰ سے کامل امید ہے کہ ہمارے کلام کی تصدیق میں اُسے ذرا بھی تامل نہ رہیگا۔ مگر افسوس اور نہایت افسوس ہے کہ مرزا صاحب نے حدیث کو نہیں سمجھا اور کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اس غرض سے نہیں تھا کہ وہ خسوف وکسوف قانون قدرت کے برخلاف ظہور میں آئے گا۔ اور نہ حدیث میں کوئی ایسا لفظ ہے۔

حق پرست حضرات ملاحظہ کریں۔ کہ جو مطلب حدیث کے ہر جملہ سے ظاہر ہو رہا ہے جسے ہمنے روز روشن کی طرح دکھا دیا اُسے مرزا صاحب یہ کہتے ہیں کہ حدیث میں کوئی

لفظ نہیں ہے جو اس پر دلالت کرے پھر اس بے ہودگی اور ناراستگوئی کا کیا علاج ہے اور اگر اس کہنے سے یہ غرض ہے کہ کلام رسول کے معنے ایسے نہیں ہو سکتے جو قانون قدرت کے خلاف ہوں۔ تو اس کے دو جواب ہیں اوّل یہ کہ الفاظ حدیث کے معنی تو وہی ہیں جو اوپر بیان کئے گئے۔ وہ معنی کسی طرح نہیں ہو سکتے جو مرزا صاحب کہتے ہیں۔ اب ان معنے کو قانون قدرت کے خلاف کہہ کر اسے غلط قرار دینا اس حدیث کو غلط کہنا ہے۔ اسکا حاصل یہ ہوگا کہ حدیث جس طرح اپنی سند اور راویوں کے لحاظ سے غیر معتبر ہے اسی طرح اپنے مضمون کے نظر سے بھی غیر معتبر ثابت ہوئی۔ کیونکہ اُس کا مضمون قانون قدرت کے خلاف ہے۔ اگر جماعت احمدیہ کا ایسا خیال ہے تو مرزا صاحب کی شہادت آسمانی سے دست بردار ہو جائے اور یقینی طور سے سمجھ لے کہ جس روایت سے مرزا صاحب اپنی آسمانی شہادت ثابت کرتے ہیں وہ کسی طرح لائق اعتبار نہیں کیونکہ اُس کے روایت کرنے والے جھوٹے اور اُس کا مضمون فطرت اور نیچر کے خلاف ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اس میں شک نہیں کہ سچے رسول کا کلام قانون قدرت کے خلاف نہیں ہو سکتا مگر اللہ تعالیٰ کا یہ بھی قانون ہے کہ وہ اپنے برگزیدہ بندوں کی سچائی اور عظمت ظاہر کرنے کے لئے ایسی باتیں ظہور میں لاتا ہے جو ہماری معمولی عقل اور متناہی علم کے مطابق وہ باتیں قانون قدرت کے خلاف معلوم ہوتی ہیں۔ اگرچہ درحقیقت وہ خلاف نہیں ہوتیں۔ یہ امر نہایت ظاہر ہے کہ معمولی عقل اور متناہی علم والا اس غیر محدود ذات اور صفات کے کامل قانون کو نہیں جان سکتا۔ اسلئے اگر مہدی موعود کے لئے ایسی عجیب غریب نشانی ہو جسے معمولی عقل والے قانون قدرت کے خلاف سمجھیں تو اس سے اُس کی صداقت میں خلل نہیں آسکتا۔ اس مضمون کی تصدیق نہایت خوبی سے مرزا صاحب کرتے ہیں اور اپنے رسالہ سرمہ چشم آریہ کے صفحہ ۱۳ میں

فرماتے ہیں۔ اگر ہم خدائے تعالیٰ کی قدرتوں کو غیر محدود مانتے ہیں تو یہ جنون اور دیوانگی ہے

کہ اُس کی قدرتوں پر احاطہ کرنے کی اُمید رکھیں کیونکہ اگر وہ ہمارے مشاہدہ کے پیمانہ میں
محدود ہو سکیں تو چہ غیر محدود اور غیر متناہی کیونکر رہیں اور اس صورت میں نہ صرف یہ نقص پیش
آتا ہے کہ ہمارا فانی اور ناقص تجربہ خدائے ازلی و ابدی کی تمام قدرتوں کا حد بست کرنیوالا ہوگا
بلکہ ایک بڑا بھاری نقص یہ ہے کہ اس کی قدرتوں کے محدود ہونے سے وہ خود بھی محدود ہو جائیگا
اور پھر یہ کہنا پڑیگا کہ جو کچھ خدائے تعالیٰ کی حقیقت اور کنہ ہے ہم نے سب معلوم کر لی اور
اُس کے گہراؤ اور تہ تک پہنچ گئے ہیں۔ اور اس کلمہ میں جسقدر کفر اور بے ادبی اور بے ایمانی
بھری ہوئی ہے وہ ظاہر ہے حاجت بیان نہیں سو ایک محدود زمانہ کے محدود در محدود تجارب
کو پورا پورا قانون قدرت خیال کر لینا اور اس پر غیر متناہی سلسلہ قدرت کو ختم کر دینا اور آئندہ
کے لئے اسرار کھلنے سے نا اُمید ہو جانا اُن پست نظروں کا نتیجہ ہے جنہوں نے ذوالجلال کو
جیسا کہ چاہیئے شناخت نہیں کیا"

مرزا صاحب اور اُنکی ایک خاص حالت لائق حیرت

جماعت احمدیہ! ہم حق پرست راستی کے طالب ہیں اسلئے نہایت
کشادہ پیشانی سے کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کا یہ نہایت سچا مقولہ آب زر سے لکھنے کے
لائق ہے مگر نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ جب مرزا صاحب کو یہ ضرورت پیش
آئی کہ دار قطنی کی حدیث کو اپنی صداقت میں پیش کریں اور اسکے صحیح معنی پر پردہ ڈالکر مسلمانوں کے خیال اُس طرف سے
ہٹائیں اور اپنے تراشیدہ معنے پر لانا اونکو اور خصوصاً نئے تعلیم یافتہ اور خدا کی قدرت کو مشاہدہ کے پیمانہ میں محدود کرنے
والوں کو اپنی طرف متوجہ کریں تو حقیقۃ الوحی میں اس نشان کے بیان میں بار بار قانون قدرت کو
پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قانون قدرت یہ ہے کہ چاند گہن ۱۳۔۱۴۔۱۵ کو ہوتا ہے
اور سورج گہن ۲۷۔۲۸۔۲۹ کو یعنی یکم رمضان کو اور ۱۵ کو گہن ہونا قانون قدرت
کے خلاف ہے۔ اب جماعت احمدیہ اسی قول پر فریفتہ ہے اور پہلا قول اگرچہ انہیں کا ہے مگر
اُس طرف اب نظر بھی نہیں کرتی۔ اس کی دو وجہ معلوم ہوتی ہیں **ایک** یہ کہ یہ کفر اور
بے ایمانی کا بھرا ہوا خیال اُن کے خیال کے مناسب ہے **دوسری** یہ ہے کہ مرزا صاحب

کی تائید اسی خیال سے ہوتی ہے تیرہ دروئی اسے کہتے ہیں کہ انہیں کے مقتدا کے دو قول صریح متعارض ہیں ان میں سے اس قول کو مانتے ہیں جسے خود انکے مرشد برا بانی اور کفر ٹھہرا ہوا کہہ چکے ہیں اور ان کے متعارض اقوال دیکھ کر اُنسے علیحدہ نہیں ہوتے بلکہ اس نفس پرستی کو اپنے مرشد کا معجزہ خیال کرتے ہیں۔ افسوس! خیر یہ تو ایک ضمنی بات تھی اب میں اصل بات کہتا ہوں۔ **حق پرست حضرات متوجہ ہوں** اور اسپر غور کریں کہ بیان سابق سے کیا کیا باتیں ثابت ہوئیں ہیں انہیں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ آپ انصاف دلی سے ملاحظہ کریں۔

پہلی بات۔ مرزا صاحب نے نہایت عظیم الشان دعویٰ کیا۔ یہانتک کہ بعض اولوالعزم انبیاء سے اپنے آپ کو ہر شان میں افضل کہا مگر اُن کے وجود سے کوئی مفید نتیجہ نہیں ہوا اسلام کو کوئی نفع نہیں پہنچا مسلمانوں کی تعداد میں سو پچاس کی بھی ترقی نہیں ہوئی۔ کیونکہ کوئی آریہ۔ ہندو۔ یہودی۔ عیسائی اُن کی وجہ سے مسلمان[1] نہیں ہوا۔ یہ کیسی بڑی دلیل ہے اُن کے کاذب ہونے کی۔

دوسری بات مرزا صاحب کی آسمانی شہادت کی بنیاد جس حدیث پر تھی وہ لائق اعتبار ثابت نہ ہوئی بلکہ معلوم ہوا کہ وہ ایک کذاب کی روایت ہے اور اُس کی صحت کے بیان میں جو کچھ مرزا صاحب نے لکھا ہے وہ محض دہوکا ہے۔ غرضکہ یہ بیان مرزا صاحب کے کذب کی دوسری شہادت ہے۔

تیسری بات۔ مرزا صاحب نے اپنے آپ کو مہدی بنانیکے لئے اُس روایت کے معنے بالکل غلط بیان کئے۔ ایسے عظیم الشان دعوؤں کے بعد ایسی صریح غلطی کرنا اور پھر اُس

---

[1] بعض مرزائیوں کو یہ کہتے سُنا کہ قادیان میں بہت سے عیسائی اور آریہ ایمان لائے ہیں اور وہاں موجود ہیں مگر یہ غلط ہے۔ اسوقت میرے پاس پنجاب سے ایک عالم ٹھہرے ہوئے ہیں جو فاضل ہوشیارپوری کے لقب سے پنجاب وغیرہ میں مشہور ہیں اور مرزا صاحب اور اُن کے اول خلیفہ سے بہت رابطہ رکھتے تھے اور قادیان میں بھی گئے ہیں وہ اس واقعہ کو محض غلط کہتے ہیں اسکے علاوہ اسکے غلط ہونیکی اور بہت شہادتیں ہیں چونکہ جھوٹ بولنا مرزائیوں کا ایک شیوہ ہے یہ بھی اُن کا ایک جھوٹ ہے تاکہ ناواقف دام میں آویں ۱۲

غلطی پر قائم رہنا اُن کے کذب کی کھلی دلیل ہے کیونکہ کوئی سچا مدعی وحی و الہام ایسی غلطی پر
قائم نہیں رہ سکتا۔ اور نہ کسی کامل ذی علم سے صاف عبارت کے معنی میں ایسی غلطی ہوتی
ہے۔ الغرض یہ تیسری دلیل ہے مرزا صاحب کے کاذب ہونے کی اور بہت بڑی دلیل ہے

چوتھی بات۔ اگر اس حدیث کو صحیح مان لیا جائے اور اس کے صحیح معنے سے
قطع نظر کی جائے تو ظاہر ہے کہ اس میں امام مہدی کی علامت بیان کی گئی ہے اور امام
مہدی کی جو علامتیں حدیثوں میں آئی ہیں وہ مرزا صاحب میں نہیں پائی گئیں۔ مثلاً ایک
علامت یہ ہے کہ امام مہدی اہلبیت رسول اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہونگے۔
اور مرزا صاحب تو شیخ صدیقی یا فاروقی بھی نہیں ہیں اور سید اور اہلبیت رسول ہونا تو
بڑی بات ہے اور بڑی علامت یہ ہے کہ آپ کے زمانے میں مسلمانوں کو اور اسلام کو بہت
کچھ فروغ ہوگا۔ مگر مرزا صاحب کے وقت میں بلکہ جب سے اُن کا وجود شریف دنیا میں آیا اور جبتک
وہ اور اُن کے خلیفہ دنیا میں رہے ہر قسم کا تنزل ہوا اور ہو رہا ہے۔ پھر یہ کیسا اندھیر ہے کہ
آنکھوں پر پٹی باندھکر قرآن و حدیث سے منہ پھیر کر مرزا صاحب کو مہدی اور رسول مانا جاتا ہے۔
غرضکہ امام مہدی کی جو علامتیں حدیثوں میں بیان ہوئی ہیں وہ مرزا صاحب میں کسی طرح
نہیں پائی گئیں۔ اسلئے حدیث میں جو بشارت ہے وہ مرزا صاحب کے لئے نہیں ہوسکتی اور یہ
کہنا کہ امام مہدی کے باب میں جو حدیثیں ہیں وہ صحیح نہیں ہیں اُن میں بہت کچھ کلام ہے
اسلئے جو حکم کہے اُسے مانو جیسا کہ مرزا صاحب کہتے ہیں۔ تو ہم کہتے ہیں کہ جب مہدی کے
متعلق حدیثیں صحیح نہیں ہیں تو مہدی کے آنیکا ثبوت نہ ہوا۔ اسلئے بھی آپ کا دعویٰ
غلط ہوا اور آپ کاذب ہوئے۔ اور اگر حکم والی حدیث کو صحیح مان کر آپ حکم بننا چاہتے ہیں
تو پہلے اپنا حکم ہونا آپ ثابت کیجئے۔ مگر یہ تو آپ بیس۲۰ پچیس۲۵ برس کی محنت میں بھی نہ کر سکے
اور نہ اب کوئی کر سکتا ہے۔ اور ہمنے تو قرآن مجید اور حدیث سے آپ کا کاذب ہونا ثابت کردیا
بلکہ یہی حکم والی حدیث آپ کو کاذب بتا رہی ہے حکم کے جو صفات اُس میں بیان ہوئی ہیں

وہ آپ ہی نہیں پائے گئے۔ حقیقۃ المسیح ملاحظہ ہو۔

پانچویں بات ۔ جس حدیث سے مرزا صاحب اپنے لئے آسمانی شہادت ثابت کرتے ہیں اُس میں پانچ جملے ہیں۔ ان پانچوں جملوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ جس گہن کو وہ اپنے لئے آسمانی شہادت سمجھتے تھے وہ گہن مہدی کی علامت نہیں تھا۔ اور نہ کسی طرح وہ علامت ہو سکتا ہے۔ اسکا بیان کافی طور سے کیا گیا۔

الغرض یہ پانچ شاہد ہیں جن سے اُن کا دعویٰ غلط ثابت ہوتا ہے۔ اور اون کی آسمانی شہادت خاک میں ملجاتی ہے آپ دیکھ رہے ہیں کہ حدیث کے بیان میں اگرچہ مرزا صاحب کی غلطیاں ظاہر کی گئی ہیں مگر اب خاص طور سے اُن کی ناراستی اور قابلیت کا اظہار کیا جاتا ہے اور اُن کی زبردستیوں اور مہذبانہ تحریر پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ جس سے اُن کی مہدویت کی شان اور تہذیب بخوبی ظاہر ہو رہی ہے۔ اسوقت ضمیمہ انجام آتھم اور حقیقۃ الوحی میرے سامنے ہے ان میں سے کچھ نمونے آپ کو دکھاتا ہوں ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۴۸ میں لکھتے ہیں۔ "انصاف کرنا چاہیئے کہ کس قوت اور چمک[۱] سے کسوف وخسوف کی پیشینگوئی پوری ہوئی مگر اس زمانے کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں علیہم نعال لعن اللہ الف الف مرۃ (یعنی خدا کی لعنت کے دس لاکھ جوتے ان مولویوں پر پڑیں۔ اے **پلید دجال** پیشین گوئی تو پوری ہو گئی لیکن تعصب کے غبار نے تجکو اندھا کر دیا" یہ غصہ اور شائستگی ملاحظہ کے لائق ہے۔ اے جماعت احمدیہ مصلح قوم اور ہادی امت ایسے بدزبان ہو سکتے ہیں۔ رحمۃ للعالمین کا ظل ایسا سخت گو اور لعنت کا برسانیوالا ہو سکتا ہے۔ ذرا خدا سے ڈر کر جواب دو۔

مرزا صاحب کے تہذیب کا اظہار اور انکی سخت کلامی کا نمونہ

الغرض ۔ **ناظرین** حق پسند نے معلوم کیا ہو گا کہ آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہو گیا کہ اس قسم کی نہ کوئی سچی پیشینگوئی تھی اور نہ اس کا پورا ہونا معلوم ہوا۔ بلکہ

[۱] اہل علم حضرات جانتے ہیں کہ یہ طرز تحریر بزرگوں کی سی نہیں ہے ۱۲

مرزا صاحب کی غلط فہمی اور نسانی تھی)۔ جیسے آفتاب کی طرح چمکا کر دکھا دیا گیا جس کی آنکھیں ہوں وہ دیکھے۔ میں پیشتر اس روایت کا صحیح ترجمہ کر آیا ہوں۔ اب مرزا صاحب کا ترجمہ اہل علم ملاحظہ کریں اور دیکھیں کہ انہوں نے مضمون حدیث میں کس قدر تحریف کی ہے اور کیا کیا قیدیں اپنی طرف سے زیادہ کی ہیں۔ لکھتے ہیں۔ ہمارے مہدی کی تائید اور تصدیق کے لئے دو نشان مقرر ہیں اور جب سے کہ زمین و آسمان پیدا کئے گئے وہ دو نشان (**کسی مدعی کے وقت میں**) ظہور میں نہیں آئے۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص۴۸)

ان دو جملوں میں دو غلطیاں ہیں۔

پہلی یہ کہ مہدی کے لئے دو نشان کہتے ہیں اور نشان کے معنی علامت کے ہیں جس سے کسی شئے کی شناخت ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہدی کے لئے دو باتیں ایسی مخصوص ہیں کہ ان میں سے ہر ایک بات اس کی علامت ہے جس کی وجہ سے وہ دوسروں سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں۔ وہ دو نشان کسی مدعی کے وقت میں ظہور میں نہیں آئے۔" محاورہ اردو کے واقف سمجھتے ہیں کہ اس جملے کے یہ معنی ہیں۔ کہ ان دو نشانوں کا ظہور کسی مدعی کے وقت میں نہیں ہوا اگرچہ ایک کا ہوا ہو یہ قول پہلے کلام کو غلط بتاتا ہے۔ کیونکہ دو نشان ہونے کے تو یہی معنی ہیں کہ ان میں سے ہر ایک مہدی کی علامت ہے۔ مہدی کے وقت کے سوا کسی وقت ان دونوں میں سے ایک بھی نہیں پائی جا سکتی۔ اور اگر پائی جائے تو وہ علامت نہ رہی۔ غرضکہ یہ جملہ مرزا صاحب کے پہلے جملہ کو غلط بتاتا ہے اور حدیث کے بھی بالکل خلاف ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ دونوں نشان ایسے ہیں کہ مہدی سے پہلے ان میں سے ایک کا ظہور کبھی نہ ہوا ہوگا۔ یعنی ان میں ہر ایک نشان بے نظیر ہے۔

دوسری غلطی یہ ہے کہ مدعی کے وقت کی قید مرزا صاحب نے اپنی طرف سے زیادہ کی ہے حدیث میں کوئی لفظ نہیں ہے جس سے اشارتاً بھی یہ قید سمجھی جاتی ہو۔ اب مرزا صاحب

اُن دو نشانوں کو بیان کرتے ہیں اور وہ دو نشان یہ ہیں کہ مہدی کے ادعا کے وقت
میں (یہ مضمون بھی حدیث میں نہیں ہے۔ کیا دیانت ہے کہ اپنی طرف سے مضمون کا اضافہ
کر کے اسے حدیث کا مضمون کہا جاتا ہے) چاند اس پہلی رات میں گرہن ہوگا جو
اُسکے خسوف کے تین راتوں میں سے پہلی رات ہے۔ یعنی
تیرہویں رات (حدیث میں کوئی جملہ نہیں ہے جس کے یہ معنی ہوں) اور سورج اس کے
گرہن کے دنوں میں سے اُس دن گرہن ہوگا جو درمیان کا دن ہے
یعنے اٹھائیسویں تاریخ کو (الفاظ حدیث اس مطلب کو غلط بتا رہے ہیں) اور جب سے
دنیا پیدا ہوئی ہے۔ کسی مدعی کے لئے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ اس کے
دعوے کے وقت میں خسوف و کسوف رمضان میں ان تاریخوں میں ہوا ہو (یہ بھی
سراسر غلط ہے) یہاں تک تو مرزا صاحب نے روایت میں پوری تحریف کی۔ اب اُس کی
تائید اور تشریح میں نئے تعلیم یافتوں کے خوش کرنے کے لئے لکھتے ہیں۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اس غرض سے نہیں تھا کہ خسوف و کسوف قانون قدرت
کے برخلاف ظہور میں آئے گا۔ اور نہ حدیث میں کوئی ایسا لفظ ہے۔ ہم نہایت صفائی
سے ہر ایک لفظ کی تشریح کر کے دکھا چکے ہیں کہ حدیث کا مطلب یہی ہے کہ وہ گہن
معمولی قانون قدرت کے ضرور مخالف ہوگا اُس سے انکار کرنا اور یہ کہنا کہ حدیث میں
کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس سے یہ مطلب سمجھا جائے آفتاب کی روشنی سے انکار کرنا ہے
جسے عربی عبارت میں کچھ بھی بصیرت ہے وہ ضرور یہی مطلب بیان کریگا جو اوپر بیان کیا
گیا۔ اب اُس گہن کا معمولی قدرت کے خلاف ہونا ایسا ہی ہے جیسے صاحبان عقل و
حکومت ملکی قانون کے بعض دفعات میں بعض باتوں کو مستثنیٰ کر دیتے ہیں یعنی جو حکم
عام طور پر جاری کیا ہے بعض وقت بعض موقع پر اُسے جاری نہیں کرتے کیونکہ حاکم وقت
مختار ہے کسی مصلحت سے وہ اپنے حکم کو جاری نہیں کرتا بلکہ اُسکے خلاف کرتا ہے۔ یہی اُسکا قانون ہے

پھر اگر وہ حاکم مطلق جس کی حکمت و قدرت کی انتہا نہیں ہے ایسا کرے تو کیا نہیں کرسکتا ہے ضرور کرسکتا ہے۔ اور جس طرح دنیاوی حکومت کے قانون کی کسی دفعہ میں مستثنیٰ کرنا کوئی عیب، نقص نہیں ہے اسی طرح قانون خداوندی میں بھی عیب نہیں ہو سکتا۔ اس کی توضیح ہم مرزا صاحب کے کلام سے اوپر کر آئے ہیں۔

اس کہنے کے بعد مرزا صاحب مطلب بیان کرتے ہیں اور لکھتے ہیں۔ بلکہ صرف یہ مطلب تھا کہ اس مہدی سے پہلے کسی مدعی صادق یا کاذب کو یہ اتفاق نہیں ہوا ہوگا کہ اس نے مہدویت یا رسالت کا دعوے کیا ہو۔ اور اس کے وقت میں ان تاریخوں میں رمضان میں خسوف و کسوف ہوا ہو۔" (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۴۶) حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے بلکہ مرزا صاحب کا تراشیدہ مضمون ہے جسے وہ حدیث کا مطلب بتا رہے ہیں۔ یہاں اسپر نظر رہے کہ مدعی کو عام کہتے ہیں کہ صادق ہو یا کاذب ہو اور اس کے دعوے کو بھی عام کہتے ہیں کہ اسے رسالت کا دعوے ہو یا مہدی ہونیکا۔ اب دیکھا جائے کہ ۱۳۱۲ھ کا گہن کیونکر مرزا صاحب کے لئے نشان ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اس سے ایک برس پہلے ۱۳۱۱ھ میں امریکہ میں گہن ہوا جہاں جھوٹا مدعی رسالت ڈوئی موجود تھا۔

یہ عبارت تو ضمیمہ انجام آتھم کی تھی جسکی غلطیاں اور تحریفیں بیان کی گئیں اب حقیقۃ الوحی کی حالت بھی معلوم کیجئے صفحہ ۱۹۴ میں دار قطنی کی مذکورہ روایت ہیں جو کچھ اُنہوں نے غلطیاں کی ہیں اور مغالطے دئے ہیں انہیں شمار کرکے آپکو دکھاتا ہوں

(۱) لکھتے ہیں **صحیح دار قطنی میں یہ ایک حدیث ہے۔"** کتاب دار قطنی کو صحیح دار قطنی لکھنا اجماع امت کے خلاف ہے۔ جب سے دار قطنی تالیف ہوئی ہے اسوقت سے لیکر اس وقت تک کسی عالم۔ کسی محدث۔ کسی مجدد نے اس کتاب کو صحاح میں داخل نہیں کیا۔ اور صحیح دار قطنی نہیں کہا اور نہ اس کا موئف اسکا دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے اس میں صحیح حدیثوں کا التزام کیا ہے۔ لفظ صحیح زیادہ تر امام بخاری اور مسلم کیساتھ

بولا جاتا ہے۔ اور ان کی کتاب کو صحیح بخاری اور صحیح مسلم کہتے ہیں اُسکے بعد ابوداود۔ ترمذی
نسائی۔ ابن ماجہ کی کتابوں کو بھی صحاح میں داخل کیا ہے۔ اور بعض نے امام مالک کی موطا
کو بھی صحاح میں داخل کیا ہے۔ مگر مرزا صاحب اپنی تائید کے لئے تمام امت کے خلاف
دارقطنی کی تالیف کو بھی صحاح میں داخل کرکے عوام کی نظر میں اُس کی عظمت بڑھاتے
ہیں جو واقع کے بالکل خلاف ہے۔ اور اگر کسی ذی علم مرزائی کو مرزا صاحب کے اس قول
کے صحیح ہونیکا دعویٰ ہو تو سامنے آئے ہم اُس کی بعض روایتوں کی عدم صحت بیان
کرکے دکھائیں گے وہ اسکی صحت ثابت کریں۔ ایک یہی حدیث ہے جس میں گفتگو
ہو رہی ہے۔ اسی کی صحت ثابت کریں۔ مگر نہیں کرسکتے۔

(۲) اس روایت کو نقل کیا مگر اُس کے آخری جملہ کو بالکل چھوڑ دیا۔ اور اس کا
اشارہ بھی نہیں کیا جس سے معلوم ہوتا کہ حدیث کے الفاظ کچھ اور بھی ہیں۔ اور اسکی
خاص وجہ یہ ہے کہ حدیث کے جو الفاظ چھوڑ دئے گئے ہیں اُن میں غور کرنے سے
صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ۔ دونوں گہن اس طرح کے ہوں گے کہ اس قسم کے گہنوں کا
ظہور اُس سے پہلے کسی وقت نہ ہوا ہوگا۔ اس میں کسی قسم کی خصوصیت کا اشارہ بھی
نہیں ہے یعنی یہ خصوصیت نہیں ہے کہ کسی مدعی یا کسی نبی اور رسول کے وقت میں نہ ہوا ہوگا
بلکہ عام طور سے اُس کے ظہور سے انکار ہے۔

(۳) روایت کا ترجمہ کرتے ہیں۔ "ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں اور جب سے
کہ زمین و آسمان خدا نے پیدا کیا یہ دو نشان (کسی مامور اور رسول کیوقت میں) ظاہر
نہیں ہوتے" اس عبارت میں جن الفاظ کو میں نے ہلالی خط کے اندر لکھا ہے وہ روایت
کے کسی لفظ کا ترجمہ نہیں ہے اور نہ حدیث کے کسی جملہ سے سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ مضمون حدیث
کے خلاف ہے۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ لم تکونا منذ خلق اللہ السمٰوات والارض
جن کا ترجمہ یہ ہے کہ جب سے آسمان و زمین پیدا ہوئے ہیں ایسا چاند گہن اور سورج گہن کبھی

نہیں ہوا۔ یہ الفاظ نہایت صاف طور سے بتا رہے ہیں کہ ان نشانوں کا ظہور کسی وقت اور کسی حالت میں نہیں ہوا یعنی نہ کسی مدعی رسالت کے وقت میں اور نہ ایسے وقت میں کہ اسوقت کوئی مدعی نہیں ہو۔ غرضکہ حدیث کا مطلب یہ ہو کہ مہدی کے لئے دو نشان ایسے ہیں کہ اس سے پہلے کسی وقت اُن کا ظہور نہ ہوا ہوگا۔ مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ کسی مامور اور رسول کے وقت میں دو نشان ظاہر نہیں ہوئے محض تحریف معنوی ہو حدیث میں یہ قید ہرگز نہیں ہو۔ بلکہ احادیث صحیحہ اور قرآن مجید کے نص قطعی سے یہ قید غلط ثابت ہوتی ہو۔ کیونکہ اس قید سے ثابت ہوتا ہو کہ مہدی رسالت کے مدعی ہونگے اور رسول صادق ہونگے۔

حالانکہ قرآن مجید میں اور حدیثوں میں صاف مذکور ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر النبیین ہیں۔ آپکے بعد کوئی جدید نبی اور رسول نہیں آئیگا۔ اور جو کوئی نبوت کا دعویٰ کریگا وہ جھوٹا اور دجال ہوگا۔ اس کی تفصیل حصہ سوم فیصلۂ آسمانی اور صحیفہ رحمانیہ نمبر ۷ میں دیکھنا چاہیے۔ اور جب یہ قید نصوص صریحہ کے رو سے غلط ہے تو مرزا صاحب کا یہ دعویٰ بھی غلط ہو۔ نہایت ظاہر ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا بھی ارشاد ہو کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی جدید نبی نہ آئیگا پھر اُس حدیث میں کسی رسول کے آنے کی خبر اور اُسکے نشان کا بیان کیسے ہو سکتا ہے۔

(۴) پھر لکھتے ہیں۔ اُن میں سے (یعنی اُن دو نشانوں سے) ایک یہ ہو کہ مہدی معہود کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند گہن اُس کے اول رات میں ہوگا یعنی تیرہویں تاریخ میں۔"

حدیث کے الفاظ کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہو۔ اسکے وجوہ ملاحظہ ہوں۔

پہلی وجہ جس عبارت کا یہ ترجمہ کیا ہے وہ یہ ہو تنکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان۔ اسکا صحیح ترجمہ یہ ہو کہ چاند گہن ہوگا رمضان کی پہلی رات کو

کیونکہ اس جملہ میں تین لفظ ہیں پہلا لفظ تنکسف القمر جسکے معنی ہیں چاند گہن ہوگا
دوسرا لفظ لاوّل لیلۃ اس کے معنی ہیں پہلی رات کو۔ اس کہنے سے یہ سوال
پیدا ہوا کہ پہلی رات کس کی۔ کسی مہینہ کی پہلی۔ یا کسی دوسرے ایام معینہ کی پہلی رات
اس کا جواب تیسرے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ مِن رمضان ہے اس میں
لفظ مِن بیانیہ ہے یعنی دوسرے لفظ میں جو اجمال تھا اور معلوم نہ ہوتا تھا کہ پہلی رات
کس کی۔ اسکے بعد لفظ رمضان نے بیان کر دیا۔ کہ وہ پہلی رات ماہ رمضان کی ہے۔
یہ توصریح الفاظ کا مطلب بیان کیا گیا۔ اب حدیث کی اصلی غرض پر بھی نظر کیجائے
اُس سے کیا ثابت ہوتا ہے نہایت ظاہر ہے کہ حدیث میں امام مہدی کی آیت یعنی اُنکی
علامت بیان کی گئی ہے اور آیت کے معنی اوپر بیان کئے گئے ہیں کہ آیت یعنے
نشان اُسی کو کہتے ہیں کہ جسوقت وہ پایا جائے فوراً اُس کا علم ہو جائے جسکے لئے یہ آیت
اور نشان ہے یہ اُسیوقت ہو سکتا ہے کہ اوّل لیلۃ سے رمضان کی پہلی رات مراد لیجائے
کیونکہ یہ ایسی عجیب بات ہے کہ اُس کے ظہور سے فوراً مہدی کے ظہور کا یقین ہو سکتا ہے
اور پھر جملہ لم تکونا منذ خلق اللہ السموات والارض اس مدعا کو نہایت
صفائی سے ثابت کر دیتا ہے۔ اسلئے مذکورہ عبارت کے یہ معنی اور یہ تشریح ایسی صحیح ہے کہ
دنیا میں کوئی عربی داں ذی عقل اسکے خلاف نہیں کہہ سکتا۔ بجز کسی خود غرض یا مرزا پرست
کے اِس لئے جو معنی اسکے خلاف ہیں وہ یقینی غلط ہیں۔

دوسری وجہ۔ اگر مقصد یہ ہوتا کہ رمضان میں گہن ہوگا گہن کی پہلی رات میں
یعنے جن راتوں میں چاند گہن ہونے کا معمول ہے اوس کی پہلی رات میں تو رمضان کا لفظ
لیلۃ کے بعد نہ ہوتا بلکہ اول لیلۃ کے پہلے ہوتا اور اول لیلۃ کے بعد بجائے من رمضان
کے من لیالی الخسوف ہوتا اور عبارت اس طرح ہوتی تنکسف القمر فی رمضان
لاول لیلۃ من لیالی الخسوف چونکہ مخلوق کو ہدایت منظور ہے اور ایسے مقدس کا

نشان بتانا مدنظر ہی جس کا ماننا ضرور ہے اِس لیئے اُس کی عبارت ایسی عبارت ہونا چاہیئے جسکے معنی متعین ہوں۔ اور نہایت صفائی سے وہ معنی ہر ایک سمجھ لے۔ وہ ہی عبارت ہے جو میں نے لکھی مگر حدیث میں یہ عبارت نہیں ہو بلکہ وہ عبارت ہو جسکے الفاظ سی اور قرینہ مقام سے نہایت صفائی سے وہی معنی سمجھے جاتے ہیں جو اوپر بیان کئے گئے۔ اِس لیئے یہ معنی بلا شبہ غلط ہیں۔

تیسری وجہ۔ حدیث میں امام مہدی کے دو نشان بیان کئے ہیں ان میں ایک نشان چاند کا گہن ہی یعنے اونکے ہونیکی علامت اور اُن کے ظہور کی ایک دلیل یہ ہو کہ رمضان کے مہینہ میں چاند گہن ہوگا۔ اور اُس تاریخ میں ہوگا جس کی وجہ سے مسلمان اُنہیں مہدی موعود مانیں گے اِس نشان کی صفت اُس حدیث میں یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ نشان ایسا ہو کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی اُس وقت سے لیکر اُنکے ظہور تک کسیوقت اس کا ظہور نہوا ہو اب اگر حدیث کے مذکورہ جملہ کے یہ معنی کئے جائیں جو مرزا صاحب نے بیان کئے ہیں جس کا حاصل یہ ہو کہ رمضان کی ۱۳ تاریخ کو گہن ہوگا تو کوئی عاقل اُسے کسی کی علامت اور نشان نہیں کہہ سکتا۔ چہ جا ئیکہ ایک عظیم الشان بزرگ کے ظہور کی علامت ہو کیونکہ یہ ایک معمولی بات ہو۔ ایسے گہن بہت ہوا کرتے ہیں۔ مذکورہ فہرست میں دیکھا جاتے کہ صرف چھیالیس برس میں رمضان کی ۱۳ تاریخ کو چار گہن ہوتے ہیں یعنی ۱۲۶۷ھ میں اور ۱۲۹۱ھ اور ۱۳۱۱ھ اور ۱۳۱۲ھ میں اور چالیس برس اور اوپر سے دیکھا جاتے یعنی ۱۲۲۳ھ سے تو پانچ مرتبہ رمضان کی ۱۳ تاریخ کو گہن ہوا ہی۔ جو گہن اس تھوڑی مدت میں پانچ مرتبہ ہوا اُس قسم کے گہن کو معجزہ اور نشان کہنا اور اُس کا معجزہ مان لینا کسی صاحب عقل کا کام نہیں ہو حدیث میں معجزہ اُس گہن کو کہا ہی جو اُس مہدی سے پہلے کسی وقت نہ ہوا ہوگا۔

(۵) دوسرا نشان مرزا صاحب اس طرح بیان کرتے ہیں۔ اور سورج گہن اُسکے

دنوں میں سے بیچ کے دن میں ہوگا یعنی اُسی رمضان کے مہینہ کی اٹھائیسویں تاریخ کو" یہ ہے
ترجمہ حدیث کے جملہ وتنکسف الشمس فی النصف منہ کا مرزا صاحب نے کیا ہے
اب میں ناظرین کو دکھاتا ہوں کہ اس دوسرے نشان کے بیان میں بھی مرزا صاحب
نے ویسی ہی غلطیاں کی ہیں جیسے پہلے نشان کے بیان میں کی تھیں بلکہ اسکی غلطیاں
پہلے سے زیادہ ظاہر ہیں۔ اُن کی تفصیل ملاحظہ ہو۔ اِس جملہ کا صحیح ترجمہ جو الفاظ حدیث
اور شوق کلام سے ظاہر ہو رہا ہے۔ یہ ہے۔
سورج گہن ہوگا اُسی رمضان کے نصف میں۔ اِس ترجمہ کی صحت الفاظ کو علیحدہ
علیحدہ کر کے دیکھ لیا جائے پہلا لفظ اسمیں (وتنکسف الشمس) ہے جسکے معنی ہیں
کہ سورج گہن ہوگا دوسرا لفظ ہے (فی النصف) جس کا ترجمہ ہے آدھو آدھ
میں یعنی سورج گہن ہوگا آدھو آدھ میں۔ اب یہاں سوال پیدا ہوا کہ کس کے آدھو آدھ
میں۔ اُسکا بیان تیسرے لفظ (منہ) سے ہوتا ہے۔ اس لفظ میں ضمیر ہے اس لیے
ضرور ہے کہ اس سے پہلے اس کا مرجع یعنی وہ لفظ مذکور ہو جسکی طرف یہ ضمیر پھرتی ہے اور
چونکہ یہ ضمیر مذکر کی ہے اِسلئے اُس لفظ کا مذکر ہونا ضرور ہے۔ یعنی وہ لفظ جمع نہ ہو یا کوئی
دوسری علامت تانیث کی اُسمیں نہ پائی جاتی ہو۔ حدیث کے اس جملہ میں یا اس سے
پہلے لفظ رمضان کے سوا کوئی لفظ اس ضمیر کا مرجع نہیں ہو سکتا۔ الفاظ کی یہ تشریح
تو عربی کے صرف و نحو جاننے والے طلبا بخوبی سمجھ سکتے ہیں اور عربی ادب سے ذوق
رکھنے والے سوق کلام سے بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ جس طرح اس سے پہلے جملہ میں چاند گہن
کے وقت کا بیان لاول لیلۃ من رمضان سے ہے اسی طرح اس جملہ میں فی النصف
منہ سے سورج گہن کے وقت کا بیان ہے۔ اور اگر ضمیر کا مرجع ظاہر کر دیا جائے تو فی
النصف من رمضان ہوگا جس کے معنی نہایت صاف یہی ہیں۔ کہ سورج گہن
رمضان کے نصف میں ہوگا۔ حدیث کے اس جملہ کی ایسی صاف اور صحیح تشریح ہے

جس سے کوئی عربی کا ادب جاننے والا انکار نہیں کرسکتا۔ مرزا صاحب جو مطلب بیان کرتے ہیں اُس کے لئے ضرور ہو کہ منہ کی ضمیر ایام کی طرف پھرے مگر یہ دو وجہ سے غلط ہو **ایک** یہ کہ **ایام** کا لفظ اس سے پہلے کسی طرح مذکور نہیں ہو **دوسرے** یہ کہ لفظ **ایام** مونث ہو اُس کی طرف منہ کی ضمیر نہیں پھر سکتی۔ یہ دو وجہ ہوئیں مرزا صاحب کے غلط بیانی کی۔

تیسری وجہ یہ ہو کہ مرزا صاحب ایام کسوف کے تین دنوں میں سے درمیان کے دن کو نصف قرار دیتے ہیں مگر عربیت کے لحاظ سے اُسے نصف کہنا غلط ہو جو صحت کا مدعی ہو وہ محاورہ عرب سے ثابت کرے۔

چوتھی وجہ اس مطلب کے غلط ہونے کی یہ ہو کہ حدیث میں اس گہن کو مہدیکا دوسرا نشان بتایا ہو اور اس کے بعد ہی یہ جملہ ہو لم تکونا منذ خلق اللہ السموات والارض یعنی وہ چاند گہن اور یہ سورج گہن ایسے دو نشان ہیں کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین پیدا کئے ہیں ۔ اُسوقت سے لیکر مہدی کے ظہور تک انکا ظہور کبھی نہیں ہوا یعنی نہ ایسا چاند گہن کسیوقت ہوا اور نہ ایسا سورج گہن۔ چونکہ حدیث میں نہایت صفائی سے دو نشان یعنی مہدی کی دو علامتیں بیان کی گئی ہیں اُن میں سے ہر ایک جداگانہ نشان ہو اور ہر ایک کو ایسا ہونا چاہیئے کہ اُس کے مثل کبھی ظہور میں نہ آیا ہو۔ او اگر دونوں گہنوں کو ملا کر ایک نشان قرار دیا جائے یعنی یہ کہا جائے کہ رمضان کی ۱۳ کو چاند گہن اور ۲۸ کو سورج گہن کا ہونا ایک نشان ہو تو صریح حدیث کے خلاف صرف ایک نشان ثابت ہوگا۔ اور مرزا صاحب کے آئندہ بیان سے ایک ہی نشان ثابت ہوتا ہے چنانچہ لکھتے ہیں۔

(۲) اور ایسا واقعہ ابتدائے دنیا سے کسی رسول یا نبی کے وقت میں ظہور میں نہیں آیا۔ دیکھئے مرزا صاحب اُن دونوں گہنوں کو ایک واقعہ قرار دیکر یہ بتاتے ہیں

کہ ایسا واقعہ کبھی ظہور میں نہیں آیا۔ یہ کہنا حدیث کے صریح خلاف ہے۔ حدیث میں نہایت صاف طور سے دو واقعے بیان کئے ہیں ایک چاند گہن کا دوسرا سورج گہن کا اور دونوں کی نسبت یہ کہا ہے کہ ان دونوں واقعوں کا ظہور کسی وقت میں نہیں ہوا۔ اسی وجہ سے حدیث میں کہا گیا کہ ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں۔

دوسری غلط بیانی اس جملہ میں یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی طرف سے اُن گہنوں کیلئے یہ قید بڑھائی ہے کہ کسی رسول یا نبی کے وقت میں اُن کا ظہور نہیں ہوا۔ حالانکہ حدیث کے کسی جملہ یا کسی لفظ میں اس قید کا اشارہ بھی نہیں ہے۔ بلکہ حدیث کا آخری جملہ نہایت وضاحت سے بتا رہا ہے کہ ان گہنوں کے دونوں واقعے ایسے بےنظیر ہیں کہ مہدی سے پہلے کسی وقت میں انکا ظہور نہوا ہوگا۔ یہ جملہ صاف بتا رہا ہے کہ کسی رسول یا نبی کیوقت کی قید غلط

غرضکہ اس جملے میں مرزا صاحب نے دو غلطیاں کیں یا یوں کہا جائے کہ دو تحریفیں کیں ایک یہ کہ دو واقعوں کو ایک بتایا دوسری یہ کہ حدیث میں رسول کیوقت کی قید بھی مرزا صاحب نے اپنی طرف سے بڑھا دی۔

ناظرین اسپر نظر کریں کہ یہاں تک نفس حدیث کا بیان تھا جسمیں سے چھ فقرے مرزا صاحب کے نقل کئے گئے۔ ان چھ فقروں میں مختلف طریقے سے گیارہ غلطیاں مرزا صاحب کی بیان کی گئیں صاحبان دانش غور کے بعد اس کو بخوبی معلوم کر سکتے ہیں۔

اب بیان حدیث کے بعد مرزا صاحب کے دعوے اور رفع اعتراضات کو ملاحظہ کیا جائے لکھتے ہیں۔

(۷) جملہ ماہرین ہیئت اس بات کے گواہ ہیں کہ میرے زمانہ میں ہی جس کو عرصہ قریبا بارہ سال گذر چکا ہے اسی صفت کا چاند اور سورج کا گہن رمضان کے مہینہ میں وقوع میں آیا ہے۔ اس قول میں مرزا صاحب اس طرح کے گہن کو اپنے زمانہ سے خاص کرتے ہیں

اور کہتے ہیں کہ میرے ہی زمانہ میں اس صفت کا گہن وقوع میں آیا۔ حالانکہ یہ محض غلط ہے۔ جملہ ماہرین ہیئت اور ناظرین حدائق النجوم اور رسالہ **پوز آف دی گلوبس** اس کے غلط ہونے پر گواہ ہیں اور اس کی بھی گواہی دیتے ہیں کہ اس صفت کے گہن اپنے معمولی وقت پر ہوتے رہتے ہیں اس کا شمار کوئی نہیں بتا سکتا کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کتنے مرتبہ اور کس کس وقت رمضان کی ۱۳ اور اٹھائیس تاریخ کو گہن ہوا ہے۔ بیان سابق سے ظاہر ہے کہ صرف چھیالیس برس کے عرصہ میں تین مرتبہ اس قسم کا گہن ہوا۔ اسپر قیاس کیا جائے کہ اس سے قبل بے انتہا زمانہ میں کتنے مرتبہ ہوا ہوگا۔ اس کے بعد صفحہ ۱۹۵ میں لکھتے ہیں۔

(۸) اور جیسا کہ ایک اور حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ گرہن دو مرتبہ رمضان میں ۱۳

واقع ہو چکا ہے۔ اول اس ملک میں دوسرے امریکہ میں اور دونوں انہیں تاریخوں میں ہوا ہے جن کی طرف حدیث اشارہ کرتی ہے"۔ اس قول کا حاصل یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہمارے مہدی کے لئے اس قسم کے گہن دو مرتبہ ہوں گے۔ مگر یہ محض غلط ہے۔ کسی حدیث میں ایسا نہیں آیا۔ اگر کسی کو دعوے ہو تو اس حدیث کو دکھائے مگر نہیں دکھا سکتا۔ اور مرزا صاحب کی صداقت ثابت نہیں کر سکتا۔ کوئی صحیح حدیث ایسی نہیں ہے جس سے صراحۃً یا اشارۃً یہ دعوے ثابت ہوتا ہو اور اگر غور سے دیکھا جائے تو دارقطنی کی مذکورہ روایت اس کو غلط ثابت کرتی ہے۔

۱۴ **دوسری غلطی** اس قول میں یہ ہے کہ ایسے گہنوں کا دو مرتبہ وقوع میں آنا لکھ کر کہتے ہیں۔ کہ **اول** اس ملک میں یعنی ہندوستان میں۔ **دوسرے** امریکہ میں حالانکہ اسکے برعکس ہوا ہے یعنی اول امریکہ میں سنہ ۱۳۱۱ھ کے رمضان میں ہوا۔ یہ وہ ملک ہے جہاں مسٹر ڈوئی مدعی کاذب موجود تھا۔ اور دوسرے ہندوستان میں سنہ ۱۳۱۲ھ کے رمضان میں۔ اور مرزا صاحب نے اول اسی سن کے گرہن کو اپنے لئے شہادت قرار دیا تھا

اس کے بعد انہیں امریکہ کے گہن کا علم ہوا۔ اس لئے وہ اپنی آخری کتاب میں اس سے پہلے گہن کو بھی اپنی شہادت میں داخل کرتے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تھا کہ ایسا گہن دو مرتبہ ہمارے مہدی کے لئے ہوگا۔

افترا کے لفظ سے احمدی بہت ناخوش ہونگے مگر اب وہ بتائیں کہ جب وہ اس مضمون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے اور اس حدیث کا کہیں پتہ نہیں ملتا تو اب مرزا صاحب کو کیا کہیں خصوصًا جبکہ اُن کے بہت سے قول اسی قسم کے دیکھ چکے ہیں۔ اسکے بعد لکھتے ہیں۔

۵ (۹) اس گہن کے وقت میں مہدی موعود ہونیکا مدعی کوئی زمین پر بجز میرے نہ تھا" یہ دعوے بھی غلط ہے۔ محمد احمد سوڈانی مدعی مہدویت اُسوقت تھے اور مسٹر ڈوئی امریکہ میں اور مسٹر وارڈ لندن میں موجود تھے۔ یہ دونوں مسیح موعود ہونے کے مدعی تھے۔ جس طرح مرزا صاحب مدعی ہیں۔ اور یہی وہ کہتے ہیں کہ مسیح موعود ہی مہدی ہے۔ ناظرین اسکو سمجھ لیں۔

(۱۰) لکھتے ہیں۔ اور میری طرح اس گہن کو اپنے مہدویت کا نشان قرار دیکر صدہا اشتہار اور رسالے دنیا میں شائع کئے اسلئے یہ نشان آسمانی میرے لئے متعین ہوا"

صاحبان عقل مرزا صاحب کی عقل کو دیکھیں کہ کیسی معمولی بات کو اپنے لئے آسمانی نشان سمجھتے ہیں اور اُس پر کیسی مہمل دلیل پیش کرتے ہیں۔

ناظرین فرمائیں کہ کسی واقعہ کے وقت دعوے کرکے غل مچانا اور دنیا بھر میں اشتہارات شائع کرنا اُسکے صداقت کی دلیل ہوسکتی ہے؟ کیا جھوٹے مدعی ایسا نہیں کرسکتے۔ بلکہ اسقدر شور و غل مچانا جسقدر مرزا صاحب نے مچایا کذب کی نشانی ہے کیونکہ صادق کے لئے متانت اور اللہ پر اعتماد ضرور ہے۔ اسلئے صادق اسقدر غل ہرگز نہیں کرسکتا اُس کی متانت اُس کا توکل ضرور اُسے روکے گا۔ انبیائے کرام نے دعوے کیا اور بعض اولیا نے بعض دعوے کئے مگر کیا اس طرح کیا؟ ہرگز نہیں کیا۔ اسکے عشر عشیر بھی

کسی نے نقل نہیں پایا۔ اسوقت میں مسمریزم کے جاننے والے کہتے ہیں کہ جو بات نہایت
قوت سے بار بار کہی جاتی ہے اُس کا اثر قلوب پر زیادہ ہوتا ہے۔ اِسلیئے مدعی کاذب اِسی کو
معلوم کر کے اپنے دعوے کے اعلان میں جان توڑ کوشش کریگا۔ مرزا صاحب اس علم کو
جانتے تھے۔ اور اُن کے خلیفہ اول اُس کی تعلیم دیتے تھے اور فی سبق دس روپیہ لیتے
تھے۔ اسی وجہ سے اُنہوں نے اسقدر عمل کیا اور بہت سے سادہ دلوں پر اُن کے
اس زور سے کہنے کا اثر ہو گیا۔ اور اُن کے غلط دعوے کو اپنی سادہ دلی سے صحیح مان گئے۔

(۲) دوسری اسکی دلیل[1] یہ ہے کہ بار بار پہلے اس نشان کے ظہور سے خدا تعالے | ۱۷
نے اس نشان کے بارہ میں مجھے خبر دی تھی کہ ایسا نشان ظہور میں آئیگا اور وہ خبر لاکھوں
آدمیوں میں مشتہر ہو چکی تھی۔ انتہی مختصراً۔

(۲) کی نسبت میں اول یہ کہتا ہوں کہ [illegible] یا کسی مقام پر اس نشان کے
ظہور کی خبر صاف طور سے کہ جس پر شہادت [illegible] اس طرح کے گہن ہونگے کہیں نہیں دی
اور مجمل اور عام الفاظ الہام سے بیان کیا اور اس کے بعد جب کوئی بات واقع ہوئی اسے
اپنی پیشینگوئی کہدیا اور اُن [illegible] ٹھہرانا کسی خدا پرست کا کام نہیں
ہے۔ اور نہ کوئی ذی عقل اُسے مان سکتا ہے۔

الغرض جب تک باثبوت [illegible] صاف طور سے اس پیشینگوئی کو اُن کی کتاب
نہ پیش کرے اُسوقت تک یہ دعوے لائق توجہ نہیں ہے خصوصاً ایسے شخص کا دعوے جس کے
سینکڑوں غلط دعوے اُسکے رسالوں میں دیکھے جاتے ہیں۔ اسکے بعد میں یہ کہتا ہوں کہ
اس گہن کی پیشینگوئی تو حدائق النجوم وغیرہ میں اسکے ظہور سے تقریباً سو برس پہلے لکھی ہوئی
تھی۔ پھر اسپر کیا دلیل ہے کہ مرزا صاحب نے اُسے دیکھ کر اور جنتری سے مقابلہ کر کے یہ خبر معلوم
نہیں کی۔ خدا تعالے نے انہیں خبر دی۔ بلکہ جب ہمارے بیان سابق پر صاحبان دانش

[1] اُردو کے محاورہ کے مطابق یہ غلط ہے۔ بلکہ اس طرح چاہیئے کہ۔ دوسری دلیل اس پر یہ ہے ۱۲

غور کرینگے تو بالیقین معلوم کرلیں گے کہ خدا کی طرف سے ایسی خبر نہیں ہوسکتی۔ اگر مرزا صاحب نے
ایسی خبر دی تو حدائق النجوم وغیرہ سے دیکھ کر دی۔ علم ہیئت کے جاننے والے اپنے علم سے
ایسی پیشینگوئی کرتے ہیں۔ مرزا صاحب نے اُن کی کاسہ لیسی کی اور اُن کی پیشینگوئی دیکھکر
اور ایک غیر معتبر روایت کے محض غلط معنے بنا کر اپنی پیشینگوئی قرار دی۔

ناظرین! مرزا صاحب کے نشان کا اور اُس کی دلیلوں کا تو خاتمہ ہولیا اور اون کی
غلط بیانیاں ظاہر ہولیں۔ اب اُسکے متعلق کچھ شبہات اور جوابات کا بھی نمونہ ملاحظہ کیجئے
مذکورہ روایت کے جو صحیح معنی ہیں اُسے بعض علماء نے بیان کرکے مرزا صاحب
کی غلطی ظاہر کی تھی۔ وہ صحیح معنی یہ ہیں۔ کہ رمضان کی پہلی تاریخ کو چاند گہن ہوگا اور پندرہویں
کو سورج گہن۔ مرزا صاحب اسے قانون قدرت کے خلاف بتا کر حدیث کا مطلب یہ کہتے
ہیں کہ رمضان کی ۱۳ تاریخ کو چاند گہن اور ۲۸ کو سورج گہن ہوگا۔ مگر حدیث کا یہ مطلب
ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اسکی تشریح نہایت وضاحت سے کردی گئی ہے۔ اور حدیث کے لفظ لفظ
کے معنے بیان کرکے ایسا دکھا دیا گیا ہے کہ کسی مخالف کو جائے دم زدن نہیں رہی اب اگر یہ
معنے اُن کے خیال میں قانون قدرت کے خلاف ہیں تو حدیث کو موضوع کہیئے اور
اس نشان سے انکار کیجئے۔

دوسرا اعتراض مرزا صاحب کا یہ ہے کہ پہلی رات کے چاند کو قمر نہیں کہتے اس کا
جواب کامل طور سے حدیث کی شرح میں دیا گیا ہے۔ اور لغت عرب اور قرآن مجید سے
ثابت کردیا ہے کہ پہلی تاریخ کے چاند کو قمر کہتے ہیں یہ اعتراض اُن کی ناواقفی کیوجہ سے ہے
علماء حقانی کا ایک اعتراض مرزا صاحب کے مطلب پر یہ تھا کہ حدیث میں امام مہدی
کے لئے ایک خرق عادت کے ظہور کا وعدہ کیا گیا ہے اور رمضان کی ۱۳ اور ۲۸ کو
گہنوں کا اجتماع ہونا معمولی بات ہے۔ کوئی خرق عادت نہیں ہے۔ مرزا صاحب اپنی باتوں
سے اُس معمولی بات کو خرق عادت بنانا چاہتے ہیں اور لکھتے ہیں۔

وہ جنت کی مستحق ہوگئی ہو جو اُن پر ایمان لائے وہ وہی مسلمان ہیں تب تو مرزا صاحب بھی اپنے دعوے سے پہلے مسلمان اور جنت کا مستحق سمجھتے تھے۔ یہ جماعت اُن کے دعوے کے پہلے بھی جنت کی مستحق تھی اور تمھارے خیال کے موجب اب بھی وہ مستحق ہے۔ انمیں تو کوئی نئی جنت کا مستحق نہیں ہوا۔ البتہ کوئی ایسی جماعت دکھاؤ جو اُنکے دعوے سے پہلے جہنم کی مستحق ہو اور پھر اُن پر ایمان لاکر جنت کی مستحق ہوگئی ہو۔ جب یہ نہیں ہوا تو بتاؤ کہ اُن کے بعثت کا کیا فائدہ ہوا بجز اسکے کہ دنیا میں جسقدر کفار کی آبادی تھی اوس میں ایسا کچھ کم چالیس کروڑ کا اضافہ ہوگیا اور اسلامی دنیا کو خالی کرکے کافرستان ایک ملک آباد کردیا۔ واہ رے تجدید دین۔

حضرت نوح اور مرزا صاحب میں فرق

بھائیو! یہاں تو حضرت نوح علیہ السلام کے وقت سے معاملہ بالکل عکس (یعنی وہاں کفر نیست ونابود ہوگیا تھا اور مرزا صاحب کی بدولت اسلام گویا نابود ہوگیا یعنی چالیس کروڑ مسلمانوں میں اُنکے کہنے کیمطابق تین چار لاکھ رہ گئے۔ یہ مٹا دینا اور گویا نیست ونابود کرنا نہیں تو کیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت مبعوث ہوئے ہیں اُسوقت عرب میں تین گروہ تھے۔ مشرکین۔ یہود۔ نصاریٰ۔ انمیں سے کوئی مسلمان نہ تھا جو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے جنت کا مستحق ہوچکا ہو۔ اور حضرت کے انکار سے جہنمی ہوگیا ہو کیونکہ مشرکین تو صریح بت پرست تھے۔ یہود حضرت عیسیٰ کے انکار سے کافر ہوگئے تھے۔ اور نصاریٰ تثلیث پرست تھے۔ غرضکہ تینوں گروہ کافر جہنم کے مستحق تھے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد میں اُن میں سے دو لاکھ سے زیادہ مسلمان ہوکر جنت کے مستحق بلکہ اہل جنت کے سردار ہوگئے تھے۔ پھر آپ کی وفات کے بعد ہی آپکے خلیفہ اول نے پہلے "مسیلمہ کذاب" کے فتنہ کو بہت ہی جلد نیست ونابود کردیا اور اسلام کی اشاعت شروع کردی اور خلیفہ ثانی نے تو دنیا میں اسلام پھیلا دیا۔ اب مرزا صاحب جو مسلمانوں کے دھوکا دینے کو اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل کہتے ہیں اُنہوں نے تو بالکل برعکس معاملہ کیا کہ کروڑوں مسلمانوں کو کافر کردیا۔ اب یہ کہا جاتا ہے کہ آہستہ آہستہ مسلمانوں میں ترقی ہوگی۔ اے بھائیو! یہ تو سمجھو کہ جب اُنکے وقت میں اُنکے اِسقدر شور وغل سے دو لاکھ کی جگہ دو سو کافر بھی مسلمان نہ ہوئے اور اُن کے خلیفہ اول جو ایک ذی علم شخص تھے اُنسے کچھ نہ ہوا تو آئندہ کیا ہوگا۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ جس طرح گذشتہ جھوٹے مدعیوں کا کچھ عرصہ تک نام ونشان رہا پھر مٹ گیا جیسے صالح بن طریف اور اُس کا پوتا ابو منصور عیسیٰ کہ کئی سو برس اُنکا وہ زور وشور رہا کہ مرزا صاحب اُن کی گرد کو بھی نہیں پہنچتے

اپنے علم اور عقل کو ویسا ہی لکھ دیا ہے جیسے تثلیث پرستوں اور بت پرستوں نے تثلیث ماننے

اور بت کے پوجنے میں (چہارم) لکھتے ہیں۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ کسی مدعی رسالت یا نبوت کے وقت میں کبھی یہ دونوں گہن جمع نہیں ہوتے" یہ دعویٰ محض غلط ہے۔ اور کئی طور پر اوس کی غلطی ظاہر ہے۔ **ایک** یہ کہ یہ جملہ نہایت صفائی سے یہ بتاتا ہے کہ مہدی کا ایک نشان ہے یعنی مدعی کے وقت میں ایسے دو گہنوں کا جمع ہونا۔ حالانکہ جمع ہونیکو نشان نہیں کہا ہے بلکہ معمولی وقت کے خلاف دو گہنوں کو دو نشان کہا ہے۔ **دوسرے** یہ کہ حدیث کے کسی لفظ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ مہدی دعوے کریگا پھر حدیث کا مطلب یہ کہنا کہ کسی مدعی کے وقت میں یہ دونوں جمع نہیں ہوئے ہونگے ایجاد بندہ اور تحریف معنوی ہے۔ اگر خیال ہو کہ بغیر دعوے کے مہدی نہیں ہو سکتا تو اوس کا کافی جواب اوپر دیا گیا ہے۔ **تیسرے** مدعی رسالت یا نبوت کی قید لگانا ایجاد پر ایجاد اور تحریف بالائے تحریف ہے۔ حدیث میں رسول یا نبی کا ذکر ہرگز نہیں ہے بلکہ مہدی کا ذکر ہے۔ اور مہدی کے لئے رسول یا نبی ہونا ضرور نہیں ہے۔ بلکہ قرآن و حدیث میں نبی یا رسول پر خاص لفظ مہدی کا اطلاق نہیں کیا گیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیث میں رسول یا کوئی نبی مراد نہیں ہے۔ اور جب اس نص قطعی قرآن مجید اور احادیث صحیحہ پر نظر کیجاتی ہے جس سے یقینی[1] طور سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آئیگا تو حتمی طور سے یہ کہنا ہوگا کہ حدیث میں کسی

[1] فیصلہ آسمانی حصہ سوم صفحہ ۹ سے ۱۲ تک اور صحیفہ رحمانیہ نمبر ۹ دیکھا جائے جسمیں نہایت روشن طریقے سے نص قطعی اور احادیث صحیحہ سے ثابت کر دیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی کسی قسم کا نہیں ہوگا۔ خواہ وہ ظلی ہو یا امتی ہو جیسا کہ گروہ احمدیہ اپنی نادانی اور کمال تعصب سے خیال کرتا ہے۔ مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت جس زور و شور کا ہے اوس کا ذکر صحیفہ رحمانیہ نمبر ۱۰ میں دیکھنا چاہیئے اون کی نبوت کو ظلی اور غیر تشریعی کہنا مسلمانوں کو دھوکا دینا ہے۔
مرزا صاحب کو صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ ہے بلکہ اپنے آپ کو افضل الانبیاء سمجھتے ہیں صحیفہ رحمانیہ کے نمبر ۷ میں اون کے اقوال دیکھے جائیں ۱۲

نبی یا رسول کی خبر نہیں ہو بلکہ ایک خاص مہدی کا ذکر ہے جن کی ہدایت اور نا دہان امت سے زیادہ ہوگی عام طور پر یا اس زمانہ کے لحاظ سے۔

الغرض اس غلطی کا ثبوت قرآن مجید کے نص قطعی اور احادیث صحیحہ سے اظہر من الشمس ہو۔

پنجم / اس قول میں مرزا صاحب کا اپنا طبع زاد مطلب بیان کرکے یہ کہنا کہ حدیث کے ظاہر الفاظ اسی پر دلالت کرتے ہیں! محض غلط اور صریح زبردستی اور دن کو رات کہنا ہو۔ میں پیشتر حدیث کے لفظ لفظ کو علیحدہ علیحدہ نقل کرکے اُسکے معنے بیان کر آیا ہوں۔ اور کامل طور سے ثابت کر دیا ہے کہ الفاظ حدیث صاف طور سے مرزا صاحب کے مطلب کو غلط بتا رہے ہیں۔ اب اگر کوئی احمدی ذی علم ہو تو اُن الفاظ کو ہمارے سامنے پیش کرے جنکا ظاہر مرزا صاحب کے مطلب پر دلالت کرتا ہو۔ مرزا صاحب تو زبانی دعوے کرنے کے سوا کسی مقام پر وہ الفاظ نہیں دکھا سکے اور خدا کے فضل سے ہمنے تو اپنے مدعا کو نہایت صفائی سے خوب روشن کرکے حدیث کے الفاظ سے دکھا دیا ہے جس کی آنکھیں ہوں وہ دیکھے۔

ششم / اس قول سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب دو باتوں کو تسلیم کرتے ہیں **ایک** یہ کہ رمضان کی ۱۳ تاریخ اور ۲۸ کو چاند گہن اور سورج گہن کا اجتماع اس واقعہ کے پہلے بھی ہوا ہے جسے مرزا صاحب اپنے لئے آسمانی شہادت کہتے ہیں **دوسری** یہ کہ صرف یہ اجتماع مہدی کا نشان نہیں ہے بلکہ اوسوقت کسی مدعی کا ہونا ضرور ہو۔ ان اقراروں کے بعد حدیث کے صریح اور صحیح مطلب پر نظر کیجائے تو مرزا صاحب اپنے اقرار کے بموجب کاذب ٹھہرتے ہیں کیونکہ حدیث تو نہایت صفائی سے یہ بتا رہی ہو کہ وہ دونوں گہن ایسے ہونگے کہ اُن کے مثل اس سے قبل کبھی ایسے گہن نہ ہوئے ہوں گے۔ اور مرزا صاحب کے وقت میں جو گہن ہوئے اُن کے مثل اس سے پہلے بھی ہو چکے ہیں۔ اس کا اقرار خود مرزا صاحب کرتے ہیں اسلئے مرزا صاحب کا یہ اقرار ثابت کر رہا ہو کہ ۱۳۱۱ھ میں جو گہنوں کا اجتماع ہوا وہ مہدی کی علامت نہ تھا۔ بلکہ وہ معمولی اجتماع تھا۔ اب اس اقرار کے بعد یہ کہنا کہ یہی معمولی

اجتماع اگر کسی مدعی رسالت کے وقت میں ہو تو یہ صداقت کا نشان اور خرق عادت ہو جائیگا۔ ایک سخت نادانی یا مضحکہ کی بات ہے۔

بھائیو! ذرا خیال کرو کہ ۱۳۱۱ھ کا گہن یوں تو معمولی گہن تھا پہلے بھی ایسے گہن ہوتے رہے ہیں مگر مرزا صاحب کے وجود اور اُن کے دعوے رسالت کیوجہ سے وہی معمولی گہن عجیب و غریب ہو گیا۔ اور مرزا صاحب کے لئے نشان قرار پایا۔ اے عزیزو یہ مضحکہ نہیں تو کیا ہو کہ ایک معمولی چیز صرف مرزا صاحب کے دعوے سے خرق عادت ہو جائے اور جس مدعی کے کذب پر بہت ہی دلیلیں موجود ہوں اُسکے لئے نشان قرار پائے (واعجباه)

الحاصل اس قول میں مرزا صاحب کی چھ غلطیاں ہیں اور سترہ پہلے بیان ہوئی تھیں اسلئے تیئس غلطیاں ہوئیں۔

(۸) اگر کسی کا یہ دعویٰ ہو کہ کسی مدعی نبوت یا رسالت کے وقت میں یہ دونوں گرہن رمضان میں کبھی کسی زمانہ میں جمع ہوئے ہیں تو اُس کا فرض ہو کہ اس کا ثبوت دے"

ناظرین! اسی قسم کی باتوں سے مرزا صاحب اپنے مریدوں کو دام میں رکھتے ہیں۔ اُن کے مریدین کی حالت کا تجربہ کیا گیا کہ حدیث کے متعلق اسقدر لکھا گیا ہے مگر کسی بات کی طرف انکی توجہ نہیں دیکھی گئی بجز اس بات کے کہ ایسا گہن کسی مدعی کیوقت میں ہوا یا نہیں ہوا۔ اب میں کہتا ہوں کہ ہمارا یہ فرض ہرگز نہیں ہو بلکہ مرزا پرستوں کو امور ذیل کی طرف توجہ کرنا۔ اور اُن کا جواب دینا فرض ہو۔

(۱) ہمنے ثابت کر دیا کہ حدیث صحیح نہیں ہو اور متعدد وجوہ سو اُس کا غیر معتبر ہونا ثابت کر دیا اور اُسکی صحت میں مرزا صاحب نے جو ملمع کاری کی تھی اُسے بھی کھولکر دکھا دیا۔

(۲) پھر فرضی طور سے حدیث کو صحیح مان کر خوب روشن کر دیا کہ جو معنی مرزا صاحب اُس حدیث کے کرتے ہیں وہ محض غلط ہیں۔ جب وہ مطلب ہی غلط ہو جسکی بنیاد پر ہم سے ثبوت طلب کیا جاتا ہو تو پھر اُسکے ثبوت کو فرض بتانا بجز نادانی یا ابلہ فریبی کے اور کیا ہو سکتا ہو۔

(۳) یہ بھی ثابت کر دیا کہ جس قسم کے گہن کو مرزا صاحب سچے مہدی کی علامت کہتے ہیں۔ اُس قسم کے گہن پہلے بھی بہت ہوئے ہیں۔ اس رسالہ میں چھیالیس برس کے گہنوں کا نقشہ نقل کر کے دکھا دیا کہ اس تھوڑی مدت میں تین مرتبہ اس قسم کا گہن ہوا۔ اس لئے وہ گہن کسی کے لئے نشان نہیں ہو سکتا۔

(۴) نہایت محکم دلیلوں سے یہ بھی ثابت کر دیا کہ حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ نہیں مل سکتا۔ اسلئے جو ایسا دعویٰ کرے وہ قرآن مجید اور صحیح حدیثوں کے رو سے جھوٹا ہے وہ سچا مہدی کسی طرح نہیں ہو سکتا پھر اس کاذب کے قول کی طرف توجہ کرنا اور سچے مہدی کے نشان کو (اگر وہ نشان ہے) اس کاذب پر چسپاں کرنا کسی مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا۔ اور اسی طرح حدیث میں ایسے قصیدہ کو بڑھانا جو قرآن مجید کے نص قطعی اور احادیث صحیحہ کے رو سے غلط ہو کسی فہم و علم والے کا کام نہیں ہے۔

(۵) پھر یہ بھی دکھا دیا گیا کہ حدیث میں اس بات کا اشارہ بھی نہیں ہے کہ وہ گہن کسی مدعی نبوت یا رسالت کے وقت میں ہوں گے۔ اور نہ ایسا اشارہ کسی حدیث میں ہو سکتا ہے کیونکہ قرآن مجید کے نص قطعی اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ جو کوئی نبوت کا دعوے کرے وہ دجال ہے۔ اس قطعی ثبوت کے بعد کیسے ہو سکتا ہے کہ کسی صحیح حدیث میں یہ مضمون ہو کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں کوئی سچا مدعی نبوت یا رسالت ہوگا۔ اور اس کا نشان گہنوں کا اجتماع قرار پائیگا۔ ان میں سے کسی بات کا جواب نہ مرزا صاحب نے دیا اور نہ اُن کے کسی مرید نے۔ پھر ہمیں اس دعویٰ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ کہ کسی مدعی کے وقت میں ایسا گہن ہوا۔ پھر ہم فضول دردسری کیوں خرید کریں پہلے ان پانچ باتوں کا جواب مرزائی جماعت دے۔ اُسکے بعد ہمیں اس طرف توجہ ہو سکتی ہے۔ مگر یہ پانچوں باتیں ایسی پختہ اور لاجواب ہیں کہ اُن کا کچھ جواب نہیں ہو سکتا۔ اور جب تک ان پانچوں باتوں کا

جواب نہ دیا جاسکے۔ ہمارے ذمہ ایسے دعوی کا ثبوت دینا ہرگز فرض نہیں ہے بلکہ جماعت احمدیہ پر یہ
فرض ہے کہ ہماری ان باتوں کا جواب دے۔ اور مرزا صاحب کی صداقت کو ثابت کرے مگر
ہم یقینی طور سے کہتے ہیں کہ کوئی احمدی ان باتوں کا جواب نہیں دے سکتا۔

مگر افسوس ہے کہ جماعت احمدیہ میں حق پرستی کا نشان نہیں رہا
مرزا پرستی اسقدر ان میں غالب ہو گئی ہے کہ کیسی ہی حق بات آفتاب کی
طرح روشن کر کے دکھائی جائے مگر وہ نہیں دیکھتے۔
بعض تو یہ کہدیتے ہیں کہ ہم ان کو سچا مان چکے ہیں ہم کسی
اعتراض کو نہیں سنتے بعض کہتے ہیں کہ اعتراضات تو اسلام پر
بھی وارد ہوتے ہیں پھر کیا ان کی وجہ سے مذہب کو چھوڑ دیں۔
اے بھائیو جو کچھ کہا جاتا ہے آپ کی خیر خواہی کے لئے کہا جاتا ہے۔
جس طرح کوئی شفیق حکیم مریض سے کہتا ہے۔ اب اگر اس مریض نے
اسکی بات کو مان لیا اور اس کے کہنے پر عمل کیا تو اسی کا نفع ہے اور اگر
نہ مانا تو کسی وقت وہ اپنے انجام کو دیکھ لیگا۔ اور یہ کہدینا کہ اعتراضات
تو اسلام پر بھی ہوتے ہیں بڑی غلطی اور نہایت ضعف ایمان کی دلیل
ہے۔ ان حضرات نے اسپر ذرا بھی غور نہیں کیا کہ دنیا میں جسقدر

اعتراضات لوگ کرتے ہیں تو کیا سب کی یکساں حالت ہوتی ہے
پھر کیا جیسے لاجواب اور عظیم الشان اعتراضات مرزا صاحب پر کیے
گئے ہیں اور انکے جواب سے تمام جماعت احمدی عاجز ہو کیا ان کے
خیال میں اسلام پر بھی ایسے ہی اعتراض وارد ہوتے ہیں (استغفر اللہ)
ایسی بات وہی کہیگا جسکا دل نور صداقت سے منور نہوا ہوگا۔ اور اسلام
کی حقانیت پر اسے پورا ایمان نہوگا اگرچہ ظاہر میں وہ اپنے آپکو مسلمان
کہتا ہو۔ اسلام پر جسقدر اعتراضات کئے گئے ہیں انکے دندان شکن
جوابات اگلے مفسرین نے دیئے ہیں اور بعض تفسیریں خاص اسی
باب میں لکھی گئی ہیں اگر علم نہو تو جو علما اس سے واقف ہیں انسے
دریافت کرو اور ان کی بات کو مانو اسکے علاوہ متاخرین نے مختلف
طور سے انکے جوابات دیئے ہیں اب جس کسیکو لاجوابی کا دعوی ہو
یہ خاکسار حاضر ہوا اسکے سامنے پیش کرے پھر خدا کی قدرت کا نمونہ
دیکھے کہ کیسے جواب دیئے جاتے ہیں اور اعتراضوں کا مقابلہ کر کے
دکھادیا جائے گا کہ اسلام پر جو اعتراضات کئے گئے ہیں وہ کیسے

پھر ہیں اور مرزا صاحب پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں وہ کیسے لاجواب ہیں۔

(۱۹) پھر مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ جب تک اس کا ثبوت پیش نہ کیا جائے تب تک بلاشبہ یہ واقعہ خارق عادت ہے کیونکہ خارق عادت اسی کو تو کہتے ہیں کہ دنیا میں اُسکی نظیر نہ پائی جائے۔" (صفحہ ۱۹۲ حقیقۃ الوحی)

اس قول میں دو باتیں مرزا صاحب کی قابلیت کی داد دیتی ہیں ایک یہ کہ ایسے گہنوں کا خارق عادت ہونا اُسوقت تک ہے جب تک ایسے واقعہ کا ثبوت اس سے پہلے معلوم نہ ہو اور جب ایسا ثبوت ملجائے تو پھر اس سے خارق عادت ہونیکی صفت جاتی رہے گی اور ایک معمولی بات ہو جائے گی۔

غرضکہ اس قول کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک چیز ایک محدود وقت تک خارق عادت رہے اُسکے بعد وہ معمولی چیز ہو جائے۔ اہل علم اس ناسمجھی کو ملاحظہ کریں۔ اس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ مرزا صاحب کو بھی اُسکے خارق عادت ہونیکا یقین نہیں ہے ورنہ اس طرح ہرگز نہ کہتے بلکہ یقینی طور سے اُسے خارق عادت کہتے۔ دوسری عجیب بات یہ ہے کہ خارق عادت کی تعریف یہ کرتے ہیں کہ خارق عادت اُسی کو کہتے ہیں کہ اوس کی نظیر دنیا میں نہ پائی جائے یہ کیسی نادانی کی بات ہے جس طرح کی خصوصیتیں مرزا صاحب اُن گہنوں میں لگا کر اونھیں بے نظیر بنانا چاہتے ہیں اس طرح کی بے نظیر باتیں دنیا میں بہت نکلیں گی۔ پھر جماعت احمدیہ اُن سب کو خارق عادت کہیگی۔ مثلاً جارج پنجم یعنے قیصر ہند ملکہ وکٹوریہ کا بیٹا دہلی میں آکر تخت نشین ہوا اور تمام راجہ اور نوابان نے نذریں پیش کیں۔ اسکے سوا اور بھی اوس میں خصوصیتیں تھیں پھر کیا یہ بھی ایک خرق عادت ہوگی۔ کیونکہ اس سے پہلے دنیا میں اسکی نظیر نہیں مل سکتی۔ پھر مرزا صاحب کا وجود قادیان میں ان دعاوی وغیرہ کے ساتھ بھی ایک

خارق عادت ہوا کیونکہ [illegible] سے پہلے نہ ہوا اور ان میں اور دیگر [illegible] ان خصوصیتوں کے ساتھ ہوا ان میں تخلیں کسیوقت ان کا نظیر نہیں مل سکتا۔ اسلئے اُن کا وجود بھی خارق عادت ہوا

افسوس ہے کہ دعوے قابلیت پر خارق عادت کے معنی معلوم نہیں اور اگر معلوم ہیں تو یہ بیان عوام کے دھوکا دینے کے لئے کیا گیا۔ اسکے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ کوئی ذی علم مرزائی اس کا جواب دے۔ مگر ہم یقینی طور سے کہتے ہیں کہ کوئی اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ اس قسم کی باتیں مرزا صاحب کی بہت ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب اپنی بات بنانیکے لئے قصداً لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ ایسے کم علم نہیں ہیں [illegible] اسلئے واقفی سے ایسا کیا۔ اور غلط بات کہی

اب میں مرزا صاحب کے اغلاط کہاں تک بیان کروں۔ رسالہ طویل ہو گیا طالب حق کے لئے اسقدر کافی ہے۔ اور ہٹ دھرموں کیلئے تو ہزار دفتر بھی کافی نہیں ہیں جیسا کہ تثلیث پرستوں اور بت پرستوں کے لئے تثلیث اور بت پرستی کی سینکڑوں دلیلیں کافی نہوئیں باوجودیکہ آفتاب کی طرح اُن کی غلطیوں کو روشن کرکے دکھایا۔ یہی حال مرزائی جماعت کا ہے کیسی کیسی روشن دلیلیں قرآن سے حدیث سے واقعات سے مشاہدات سے اُن کے پختہ اقراروں سے اُن کا کاذب ہونا ثابت کیا گیا مگر وہ توجہ نہیں کرتے۔ اور انہیں حق بات ایسی ہی کڑوی معلوم ہوتی ہے جیسے صفراوی کو مزہ دار کھانا۔

خیر خواہانہ التماس

اے بھائیو! مجھے تمہاری حالت پر نہایت افسوس ہے۔ اس کا خوب یقین کرلو کہ قیامت تو بہت دور ہے۔ مرنیکے بعد ہی سخت پچھتاؤ گے۔ یہ نہایت روشن بات ہے کہ اگر مرزا صاحب سچے ہوتے تو اسلام کے لئے کسی قسم کی بہبودی کرکے دکھاتے۔ مگر آنکھ اوٹھا کر دیکھو کہ

مرزا صاحب کے نبی ہونیکا فائدہ

اس دراز مدت کی کوشش میں انہوں نے کیا کیا۔ بجز اپنی ذاتی نفع کے کہ تمام عمر مشک و زعفران اور مغزیات خوب کھاتے رہے اور اپنی بیوی اور اپنی خاص اولاد کے لئے بہت کچھ چھوڑ گئے اور مریدوں سے مختلف طور سے چندہ لیکر انہیں چندہ دینے کے عادی کر گئے

تاکہ ہماری اولاد کو بھی چندہ دیتے رہیں۔ اب اونکی اولاد اور اُن کی عورتیں عیش کرتی ہیں۔ اسلام کو فائدہ یہ ہوا کہ چالیس کروڑ مسلمان جو جنت کے مستحق ہو چکے تھے اُنھیں جہنم میں ڈھکیل دیا سبحان اللہ کیا مسیح موعود تھے بھائیو! میں بڑی خواہش سے دریافت کرتا ہوں کہ مرزا صاحب نے کیا کیا بجز اسکے کہ کروڑوں مسلمانوں کو کافر بنا دیا۔ اور یہ کہا جاتا ہو کہ اُن کی انکار کیوجہ سے طاعون آیا۔ وبا آئی۔ قحط ہوا۔ اور دوسری آفتیں آئیں اس کا حاصل یہ ہوا کہ اُن کی ذات سے دنیا و آخرت کی تباہی اور بربادی ہوئی۔ مگر کوئی یہ بتائے کہ اُن کی ذات سے اسلام کو اور مسلمانوں کو کسی قسم کا فائدہ بھی ہوا۔ اُس کا جواب بجز انکار کے اور کچھ نہیں ہو سکتا

حضرت نوحؑ کے بعثت کا فائدہ

البتہ ایک مرزائی نے الزامی جواب یہ دیا تھا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ سے کیا فائدہ ہوا تھا۔ میں نے کہا کہ ہر زمانے کی حالت مختلف ہوتی رہی ہے۔ انکی طبیعت میں سختی اور نرمی میں بھی بہت اختلاف رہا ہے حضرت نوح علیہ السلام کے وقت میں نہایت سخت لوگ تھے۔ بہت دراز مدت میں نہایت کم لوگ ایمان لائے مگر جسقدر ایمان لاتے وہ کافر ہی تھے جو ہر طرح جہنم کے مستحق ہو چکے تھے وہ ایمان لا کر جنت کے مستحق ہو گئے۔

اسکے علاوہ دوسرا عظیم الشان فائدہ یہ ہوا کہ تمام دنیا کفر کی ظلمت سے پاک ہو گئی حضرت نوح علیہ السلام نے ایک ساری دعا کی تھی جس کی نقل اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ان الفاظ سے کرتا ہو رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا۔ یعنی اے پروردگار روئے زمین پر کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑ۔

اس بددعا کا یہ نتیجہ ہوا کہ دنیا کے سارے کافر اور حضرت نوح علیہ السلام کے دشمن یکبارگی دنیا سے ناپید ہو گئے! اور دنیا میں آفتاب اسلام اور مذہب حقہ کے سوا کسیکا چراغ بھی ٹمٹماتا ہوا باقی نہ رہا سب ہی طوفان میں غرق ہو گئے بھائیو! خدائے قہار نے اپنی عظمت و قہر کا وہ نمونہ دکھایا۔ کہ ہمارے علم میں کسی نبی کے وقت میں ایسا نہیں ہوا۔ تمام دنیا کا کفر سے پاک ہو جانا ایسا بے نظیر فائدہ اور اتنا بڑا نتیجہ ہو جسکا بیان نہیں ہو سکتا۔

افسوس مرزائیوں کی تیرہ درونی پر کہ ایسے عظیم الشان فائدے پر اُن کی نظر نہیں ہو اور مرزا صاحب کے بے سود دعوی کو اُس پر قیاس کرتے ہیں۔ یہ نہیں دیکھتے کہ مرزا صاحب اُسوقت میں مدعی ہوئے ہیں کہ لوگ ہر قسم کے مدعیوں کو مان رہے ہیں۔ اسلام میں بہت گروہ ہو گئے ہیں اور بہت کچھ اختلاف ہے۔ مگر ہر گروہ میں ہزاروں ماننے والے موجود ہیں۔ یہ نتیجہ انکی کمزوری کا ہو ایسے وقت میں اگر مرزا صاحب کے ماننے والے ہو گئے تو کوئی عجب کی بات نہیں ہو۔ مگر نہایت تعجب اور حیرت سے یہ دیکھا جاتا ہو کہ باوجود نہایت کوشش اور ہر قسم کی تدبیروں کے کوئی ایسی جماعت اُن پر ایمان نہیں لائی جو پہلے سے جہنم کی مستحق تھی اور مرزا صاحب کیوجہ سے

وہ جنت کی مستحق ہوگئی ہو جو اُن پر ایمان لائے وہ وہی مسلمان ہیں جنہیں خود مرزا صاحب بھی اپنے دعوے سے پہلے مسلمان اور جنت کا مستحق سمجھتے تھے۔ یہ جماعت اُن کے دعوے کے پہلے بھی جنت کی مستحق تھی اور تمہارے خیال کے موجب اب بھی وہ مستحق ہے۔ انہیں تو کوئی نئی جنت کا مستحق نہیں ہوا۔ البتہ کوئی ایسی جماعت دکھاؤ جو اُنکے دعوے سے پہلے جہنم کی مستحق ہو اور پھر اُن پر ایمان لا کر جنت کی مستحق ہوگئی ہو۔ جب یہ نہیں ہوا تو بتاؤ کہ اُن کے بعثت کا کیا فائدہ ہوا بجز اسکے کہ دنیا میں جسقدر کفار کی آبادی تھی اوس میں کچھ کم چالیس کروڑ کا اضافہ ہوگیا اور اسلامی دنیا کو خالی کرنے کا فروٹ ایک ملک آباد کر دیا۔ واہ رے تجدید دین۔

حضرت نوح اور مرزا صاحب میں فرق

بھائیو! یہاں تو حضرت نوح علیہ السلام کے وقت سے معاملہ بالکل عکس ہے یعنی وہاں کفر نیست و نابود ہوگیا تھا اور مرزا صاحب کی بدولت اسلام گویا نابود ہوگیا یعنی چالیس کروڑ مسلمانوں میں اُنکے کہنے کے مطابق تین چار لاکھ رہ گئے۔ یہ مٹا دینا اور گویا نیست و نابود کرنا نہیں تو کیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت مبعوث ہوئے ہیں اُسوقت عرب میں تین گروہ تھے۔ مشرکین۔ یہود۔ نصاریٰ۔ انمیں سے کوئی مسلمان نہ تھا جو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے جنت کا مستحق ہو چکا ہو۔ اور حضرت کے انکار سے جہنمی ہوگیا ہو کیونکہ مشرکین تو صریح بُت پرست تھے۔ یہود حضرت عیسیٰ کے انکار سے کافر ہوگئے تھے۔ اور نصاریٰ تثلیث پرست تھے۔ غرضکہ تینوں گروہ کافر جہنم کے مستحق تھے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد میں اُن میں سے دو لاکھ سے زیادہ مسلمان ہوکر جنت کے مستحق بلکہ اہل جنت کے سردار ہوگئے تھے۔ پھر آپ کی وفات کے بعد ہی آپکے خلیفہ اول نے پہلے "مسیلمہ کذاب" کے فتنہ کو بہت ہی جلد نیست و نابود کر دیا اور اسلام کی اشاعت شروع کر دی اور خلیفہ ثانی نے تو دنیا میں اسلام پھیلا دیا۔ اب مرزا صاحب جو مسلمانوں کے دہوکا دینے کو اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل کہتے ہیں اُنہوں نے تو بالکل برعکس معاملہ کیا کہ کروڑوں مسلمانوں کو کافر کر دیا۔ اب یہ کہا جاتا ہے کہ آہستہ آہستہ مسلمانوں میں ترقی ہوگی۔ اے بھائیو! یہ تو سمجھو کہ جب اُنکے وقت میں اُنکے اسقدر شور و غل سے دو لاکھ کی جگہ دو سو کافر بھی مسلمان نہ ہوئے اور اُن کے خلیفہ اول جو ایک ذی علم شخص تھے اُنسے کچھ نہ ہوا تو آئندہ کیا ہوگا۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ جس طرح گذشتہ جھوٹے مدعیوں کا کچھ عرصہ تک نام و نشان رہا پھر مٹ گیا جیسے صالح بن طریف اور اُس کا پوتا ابو منصور عیسیٰ کہ کئی سو برس اُنکا وہ زور و شور رہا کہ مرزا صاحب اُن کی گرد کو بھی نہیں پہنچتے

اور پھر اُن کا نشان بھی نہ رہا۔ بجز تاریخی تذکرہ کے بعض مدعی جو اس پانسو برس کے اندر گذرے اُنکے ماننے والے باقی ہیں۔ اِن میں سے جنکو زیادہ مدت گذر چکی ہے وہ نیست و نابود ہونے کے قریب ہیں مثلاً **محمد جونپوری** جسکو چارسو برس ہوتے ہیں اُسکے ماننے والے بہت کم باقی ہیں اور **علی محمد بابی**" جس کو سو برس نہیں ہوئے اُسکے ماننے والے اور اس کی مذہب کی اشاعت کرنیوالے اسوقت تک موجود ہیں اور اُنھوں نے بہت منکرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لندن۔ فرانس۔ امریکہ وغیرہ میں کلمہ گو بنایا ہے۔ سفرنامہ حافظ **عبدالرحمن** دیکھو اور سیاحان لندن وغیرہ سے اون کے حالات معلوم کرو۔

نوح کی دعا کا اثر اور مرزا کی دعا کا نتیجہ

چونکہ مرزائیوں نے مرزا صاحب کی تمثیل میں حضرت نوح علیہ السلام کو پیش کیا اسلئے ایک اور بات بھی قابل ملاحظہ ہے وہ یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی وہ شان تھی۔ کہ اُنھوں نے اگر تباہ کفار کے۔ لئے بد دعا کی کہ اے پروردگار۔ دنیا میں کافروں کو آباد نہ رکھ۔ اس دعا کے بعد ہی تمام کافر نیست و نابود کردیئے گئے اور مرزا صاحب کی حالت دیکھئے کہ اپنے مخالفوں کے لئے نہایت ہی عاجزی اور منت سے دعا کرتے کرتے تھک گئے مگر مخالفوں کا بال بھی نہ بیکا ہوا۔ بلکہ مرزا صاحب ہی اُن کے روبرو ہلاک ہوگئے اور نامراد چل بسے۔ اُن کے بڑے مخالفوں میں تین شخص مشہور ہیں۔ مولوی **عبدالحق صاحب غزنوی** مرزا صاحب نے ان سے مباہلہ بھی کیا تھا اوس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مولوی صاحب مع الخیر اسوقت تک موجود ہیں۔ اور مرزا صاحب اُن کے روبرو سات برس ہوتے کہ نامراد زیر زمین ہوگئے۔ **ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب** کے مقابلہ میں بہت کچھ بد دعا کی اور اُس دعا کو بہت کچھ مشہور کرایا مگر نتیجہ ان کی دعا اور پیشینگوئی کے خلاف ہوا۔ یعنے مرزا صاحب ہی داغ حسرت لیکر دنیا سے چلے گئے۔ اور ڈاکٹر صاحب بفضلہ تعالیٰ سے اب تک موجود ہیں۔ تیسرے مولوی **ثناء اللہ صاحب** ہیں جن کی مخالفت سے عاجز ہوکر مرزا صاحب نے **آخری فیصلہ** کا اعلان کردیا اور اس فیصلہ کو بہت کچھ مشہور کیا اور اس طرح دعا کی۔

مرزا صاحب کی دعا کے الفاظ

اے میرے آقا آپ ہیں تیرے تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے

اُس کو صادق کی زندگی ہی میں اُٹھائے   اے میرے مالک تو ایسا ہی کر آمین ۱۱

بھائیو! مرزا صاحب کے دعوی تقرب و عظمت کو یاد کرو۔ اور اُن کے دعوی قبولیت دعا کے الہام کو پیش نظر رکھو۔ اور اس عاجزانہ و فیصلہ کن دعا کو دیکھو۔ کہ اس کا انجام کیا ہوا۔ اور کس حسرت کی موت سے مرزا صاحب مولوی صاحب کی زندگی میں مرے اور اپنے کامل اقرار سے مفسد و کذاب ٹھہرے۔ یہی دعا ہے جس کے الہامی ہونے پر مولوی ثناء اللہ صاحب و میاں قاسم علی کے مناظرہ ہوا تھا اور قاسم علی کو ایسی شکست ہوئی کہ تین سو روپے دینا پڑے[لہ] انھیں کی مثال میں حضرت نوح علیہ السلام کو پیش کیا جاتا ہے۔ اور ان حالتوں کو یاد کرکے شرمایا نہیں جاتا۔ انبیا کی ایسی فیصلہ کن دُعا اُن کے حق میں نامقبول نہیں ہو سکتی۔ مرزا صاحب کی اس دعا نے تو تمام حق پسند حضرات کے نزدیک فیصلہ کر دیا کہ مرزا صاحب بالضرور مفسد و کذاب تھے اور مولوی ثناء اللہ راستباز۔ اور اگر مرزا صاحب راستباز اور اپنے دعوے میں سچے ہوتے تو مولوی صاحب کے سامنے ہرگز نہ مرتے۔ نبی کی یہ شان ہرگز نہیں ہو سکتی کہ وہ ایسی التجا سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اور اپنے دعوے کے صدق اور کذب کا فیصلہ چاہے اور اس فیصلہ کے بموجب علانیہ طور سے دنیا کے نزدیک وہ کاذب قرار پائے۔ یہ خدائی فیصلہ ہے جو اس پر ایمان رکھتے ہیں وہ ضرور اسے مانیں گے۔

اب میں اپنے رسالہ کو ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ہمارے بھائیوں کو اس گمراہی سے بچائے اور راہ راست پر لائے۔ آمین۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی سید المرسلین وخاتم النبیین وعلےٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین

بماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۳ھ مطابق ماہ مارچ سنہ ۱۹۲۴ء مطبوع گردید

لہ رسالہ فاتح قادیان دیکھا جائے ۱۱

خط جناب مولانا محمد عصمت اللہ صاحب مرحوم
بنام حضرت اقدس جناب مولانا سید محمد علی صاحب قبلہ دامت فیوضہم

از محمد عصمت اللہ کان اللہ لہٗ

بحضرت اقدس سیدنا مولانا صاحب مدظلہ العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ حضور کی مبارک زندگی میں بیحد برکت عطا فرماوے۔ آمین حضور نے جو عبارت تحریر فرمائی ہے۔
حکیم نور الدین کی منقولہ عبارت کے مطابق نہیں ہے کچھ اختلاف ہے حکیم صاحب نے اس عبارت کو مرزا کے
عمر والے الہام کے متعلق نقل کیا ہے۔ اصل الہام یہ تھا کہ تیری عمر اسی برس کی ہوگی یا پانچ کم یا پانچ زیادہ۔
مرزا کی تحریروں سے اسکی عمر بہت زیادہ کھینچ تان سے تقریباً ستر برس تک بمشکل تمام پہنچ سکتی ہے۔ ۱۳۱۴ھ
میں مرزا خود لکھتا ہے کہ اس عاجز کی عمر اسوقت پچاس برس سے کچھ زیادہ ہے (صـ۱۵ اجار الحق) مرزا ۱۳۲۶ھ
میں مرگیا تو اس تحریر کی رو سے اسکی عمر باسٹھ برس سے کچھ زیادہ ہوئی

عجب اتفاق ہوا کہ میری عمر کے چالیس برس پورے ہونے پر صدی کا سر بھی آپہنچا۔ (تریاق القلوب صفحہ ۶۸)
اس حساب سے مرزا کی عمر ۶۵ برس اور چند ماہ کی ہوئی غرض عمر والا الہام بھی دوسرے الہاموں کی طرح
سراسر جھوٹ و غلط ثابت ہوگیا

معراج الدین عمر احمدی مرزا صاحب کے مختصر حالات میں (جو براہین احمدیہ کے شروع میں منسلک ہے) لکھتا ہے کہ
مرزا صاحب ۱۸۳۹ء مطابق ۱۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے اس حساب سے انکی عمر انگریزی سال کے مطابق ۶۹ برس ہوئی
اور مطابق ہجری سال کے ۷۱ برس ہوئی۔ مگر نور الدین اس الہام کو صحیح ثابت کرنے کے لئے ایسی ایسی باتیں لکھتا ہے
کہ کوئی صحیح المزاج ہرگز نہیں کہہ سکتا۔ لکھتا ہے۔ قال ای رب زدہ من عمری اربعین سنۃ آدم علیہ السلام نے
فرمایا اے رب میرے میری عمر سے چالیس برس لیکر داود علیہ السلام کی عمر زیادہ کردے۔ پہلے نور الدین کو یہ ضرور ہے
کہ مرزا کی تحریر سے یہ ثابت کرے کہ اسنے اپنی دس بیس برس عمر مولوی عبد الکریم یا مبارک احمد وغیرہ کو دیدی۔ تب
اس حدیث کو پیش کرسکتا ہے اس کے بعد لکھتا ہے ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا
الم تعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر۔ یہاں آیت کا لفظ ایک وسیع لفظ ہے انسانوں پر بھی بولا جاتا ہے۔ دیکھو
اللہ تعالیٰ ایک ویران بستی پر گذر کرنیوالے کو مخاطب کرکے فرماتا ہے ولنجعلک آیۃ للناس یہاں اس گذرنیوالے
کو آیت فرمایا ہے جو لوگ دنیا میں مامور ہو کر آتے ہیں وہ بھی آیۃ اللہ ہوتے ہیں اور ان کا اس دنیا سے کوچ کرجانا

ان کے عنصری وجود کا نسخ ہوتی ہے بلکہ ایک زمانہ ایسا بھی آئیگا

کہ بعض آیات بھول بھی جاویں لاکن رحمت الٰہی نات بخیر منھا

او مثلہا ہمکو عمدہ تسلی بخش ہے جسپر ہم ایمان لاکر یقین کرتے ہیں کہ آپ کی اولاد سے

آپ سے خیر کان اللہ نزل من السماء یا کم سے کم آپ کی مثل آنے والا ہے اور نسخ کے ایسے وسیع معنی لینے میں السید

عبدالقادر الجیلانی جیسے بزرگ ہمارے ساتھ ہیں۔ صفحہ ۲۰۳ میگزین بابت ماہ جون جولائی ۱۹۰۸ء حضور دیکھ رہے ہیں کہ بجائے آیۃ للناس کس غلط طور پر اس آیۃ کے اصل مقصود و منشاء ربانی کو چھوڑ کر سارے تعجب خیز قدرت نمائی اور عجیب ترین واقعہ سے چشم پوشی کرکے مجرد انسان کو آیۃ بنایا اور اس آیت شریفہ کے مضامین پر پردہ ڈالنے کی بیکار کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ کی بیش بہا قدرتوں کی جانب جو اس واقعہ کے متعلق ظہور ہوئی نگاہ سے بھی نہیں دیکھا ایسے شخص کو بجز غرض والا باؤلا کے اور کیا کہا جا سکتا ہے اس کے بعد فتوح الغیب کی عبارت نقل کرکے یہ دکھلانے کی کوشش کی ہے کہ شیخ علیہ الرحمۃ نے محض انسانی خیال وارادہ کے بدلجانے کو ناسخ و منسوخ سے تشبیہ دی ہے۔ نورالدین نے مرزا کو آیۃ اللہ بنا کر اس کو منسوخ کیا۔ اور اس کی اولاد کو جو کبھی بھی پیدا نہوگی ناسخ بتلاتا ہے نورالدین لفظ آیۃ کو غلط طریقہ سے خود وسیع معنے میں لایا اور فتوح الغیب کی اس عبارت سے اس مقام میں صرف یہ دکھلانا چاہا ہے کہ نسخ کا لفظ وسیع معنی میں آیا ہے۔ ان سارے لغویات کرنے پر بھی وہ اپنے دعوے اسی برس والے الہام کو صحیح ثابت نہیں کرسکا۔ مرزا کے اس واقعہ نے اس الہام کو جھوٹا کردیا تو اب نورالدین ان دوراز کار باتوں سے کیا صحیح کرسکیگا۔ اس کے بعد پھر لکھتا ہے حضرت جیلانی فرماتے ہیں لما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم منزع

الھوی ولا ارادۃ سوی المواضع التی ذکرھا اللہ عزوجل فی القراٰن یہاں سوی المواضع کے مقام میں مرتبہ

خاتم النبیین و رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مرتبہ غلام احمد کا مد نظر رکھ لیں تو انشاء اللہ تعالیٰ انکا بھلا ہوگا نورالدین نے اپنی بدتمیزی کی وجہ سے حضور پر نور مقدس مطہر باقی باللہ کی طرح غلام احمد کو جس کی روح ڈاکٹر عبدالحکیم۔ مولوی ثناء اللہ صاحبان وغیرہ کے موت کی برابر تمنی اور محمدی بیگم کے نکاح کے شوق سے لبریز تھی منزوع الہوی ثابت کرنے کی بیکار کوشش کی ہے ایسے بیکار تصنع کرنے سے بھی نورالدین عمر والے الہام کو ہرگز صحیح ثابت نہیں کرسکا۔ ایسی لغو تحریر کو دیکھکر ہمت نہیں پڑتی ہم کہ ان کمبختوں کو کچھ کہیں محض لاغی اور بیہودے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہادی حقیقی مسلمانوں کو ان کی گمراہی و شر سے بچاوے آمین۔ والسلام مع التواضع والاکرام۔

آپ کا خادم

محمد عصمت اللہ کان اللہ لہ

یکم ربیع الآخر

۱۳۲۷ھ | ۱۹۰۸ء